quranurdu.com

زادِ راہ

منتخب احادیث کا دوسرا مجموعہ

مولانا جلیل احسن ندوی

زادِراہ

تَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

(اے راہ آخرت کے مسافرو!)

”زادِ راہ ساتھ لے۔ بہترین زادراہ تقویٰ (اللہ و رسولؐ کی اطاعت) ہے۔“

زادِرَاہ.......... 1
منتخب احادیث کا دوسرا مجموعہ.......... 1
نیت کی پاکیزگی.......... 22
ا۔قبولیت عمل کی بنیاد.......... 22
اجر آخرت کا مدار.......... 22
دنیا پرست عالم کا انجام.......... 22
طلب دنیا کے لیے علم دین کا حصول.......... 23
علمِ قرآن اور اخلاصِ نیت.......... 23
ریا کار کا بد ترین ٹھکانا.......... 24
رب کی توہین.......... 24
اخلاص بیت کی اہمیت.......... 24
ریا شرک ہے۔.......... 25
خدا کی مدد کا مستحق.......... 25
آخرت طلبی کا صلہ.......... 25
اخلاص نیت اور اجر آخرت.......... 26
اخلاص نیت اور انعام الہٰی.......... 26
اخلاص کا بے بہا ثمرہ.......... 26
ایمانیات.......... 27
ایمان،اسلام، احسان اور علامات قیامت.......... 27
کلمہ طیبہ اور اخلاص قلب.......... 28
مخلصانہ ایمان کی برکت اور منافقانہ ایمان کا وبال.......... 28
ایمان کی کیفیت.......... 29

quranurdu.com

کتاب و سنت کی پیروی......30
ادائے حق کی تاکید......30
قرآن سے گہرا تعلق......30
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت......30
احیائے سنت کی اہمیت......31
اتباع سنت کا غیر معمولی اجر......31
عبادات......31
مسواک اور رضائے الٰہی:......31
وضو۔۔۔۔۔۔مسلم کی پہچان......32
اذان۔۔۔۔عذاب سے نجات کا ذریعہ......32
اذان اور وعدہ مغفرت و جنت......32
محشر میں سب سے پہلا سوال......33
آتش معصیت بجھانے کا وقت......33
خدا کے محبوب......33
مسجد سے شغف۔۔۔ایمان کی دلیل......33
نماز با جماعت کے لیے اٹھنے والے قدم......34
فجر و عشاء کی جماعت۔۔۔۔صحابہ کی نظر میں......34
امام کی ذمہ داری......34
نوافل گھر میں پڑھنے کی فضلیت......35
نماز کی چوری......35
شیرازہ اسلام کا بکھرنا......35
دین میں زکوۃ کی اہمیت......35
زکوۃ۔۔۔۔۔۔خدا کا حق......36

quranurdu.com

رمضان میں روزہ اور تراویح...... 36
سحری کھانے کی تاکید...... 36
روزہ۔۔۔۔۔۔۔۔جسم کی زکوۃ...... 36
روزہ ڈھال ہے...... 37
افطار کی دعا اور اس کا اجر عظیم...... 37
روزے کے آداب...... 37
سفر میں روزہ...... 38
رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے...... 38
روزہ کو رمضان کی اہمیت...... 39
وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے کی سزا...... 39
عید انعام کا دن...... 39
فریضہ حج ادا کرنے میں جلدی...... 40
تارکین حج کا انجام...... 40
زائرین حرم خدا کی نظر میں...... 40
حج اور عمرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔خواتین کا جہاد...... 41
حقیقی حج...... 41
اہل عرفات پر خدا کی نظر کرم...... 41
قربانی اور اخلاص...... 42
بد نصیب کون ہے؟...... 42
ارکان اسلام کا یکساں اہتمام۔...... 42
معاشرتی حقوق...... 43
والدین کا حق...... 43
جنت۔۔۔۔۔ماں کے قدموں تلے...... 43

quranurdu.com

والدین کے لیے دعا و استغفار..44
والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کی صورتیں..44
خالہ کے ساتھ حسن سلوک..44
احترام معلم..45
شوہر کا حق..45
بیوی کا حق..46
اولاد کا حق..46
تربیت اہل و اولاد..47
غریب مسلمانوں کا حق..47
مسلمانوں کی حاجت روائی..47
ناداروں کی مدد کا صلہ..48
نیکی کی طرف متوجہ کرنے والا..48
ملازمین کے ساتھ نرمی..48
برداشت کے مطابق بوجھ ڈالنا..48
ملازموں کے ساتھ نرمی کا صلہ..49
حیوانات پر شفقت..49
حقوق حیوانات..49
جانور پر نشانہ بازی کی ممانعت..49
ایک اونٹ کا واقعہ..50
جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرنے کا حکم..50
جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔..50
جانور کا بلا ضرورت شکار گناہ ہے..51
مثلے کی ممانعت..51

quranurdu.com

معاملات... 51
حلال کمائی.. 51
مزدور کی کمائی.. 51
محنت کی کمائی.. 52
تجارت... 52
روزی کمانے کا صحیح تصور.. 52
مال کے بارے میں صحیح طرز فکر.. 53
قرض دینےل کی ترغیب... 53
ایک دفعہ قرض دیان دو دفعہ صدقے کے برابر ہے۔.. 53
مقروض کو مہلت دینے کا انعام.. 54
تنگ دست مقروض کو مہلت دینا صدقہ ہے.. 54
سود خوری.. 54
سود خور کا انجام بد... 55
سودی لین دین کرنے کا انجام.. 55
وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے۔.. 55
حقوق کی اہمیت... 56
حقو ق العباد کی اہمیت.. 56
اخلاقیات (اچھائیاں۔۔۔۔برائیاں).. 57
توکل... 57
صبر.. 57
ثابت قدمی... 58
راز کی حفاظت... 58
حسن سلوک... 58

quranurdu.com

مجلس کے آداب..59
مجلس میں سرگوشی کرنا..59
دو افراد کے درمیان بیٹھا..59
لباس کیسا پہنا جائے؟..59
حرص و بخل..60
مشابہت سے ممانعت..60
عورت اور مرد ایک دوسرے کا لباس نہ پہنیں..60
عورت کی مشابہت اختیار کرنا..60
بدکاری..61
لوطت کی سزا..61
برے خیالات کی پرورش..61
جامع حدیثیں..62
دہرے اجر کے مستحق..62
اسلام ہجرت اور حج..63
امان وضو اور نماز..63
استقامت ، وضو اور نماز..63
دس کام..64
ایمان اسلام ہجرت اور جہاد..65
جنت میں لے جانے والے اچھے عمل..65
نماز روزہ اور صدقہ..66
اچھے کام جنت کی ضمانت ہیں۔..66
نماز اور جہاد..66
دس باتوں کی وصیت..67

quranurdu.com

حضور کی معیت اور قرب............ 68
تین ناجائز کام............ 68
سب سے زیادہ نکما اور سب سے بڑا بخیل............ 69
ترک معصیت ، فرائض کی نگہداشت ، کثرت ذکر............ 69
زکوۃ ، صلہ رحمی ، مسکین و پڑوسی کا حق............ 69
نماز اور زبان کی حفاظت............ 70
جہاد۔روزہ۔کسب معاش کے لیے سفر............ 70
نماز ، روزہ اور زکوۃ کی پابندی کرنے والے............ 70
تین آدمی خدا کی رحمت سے دور رہیں گے۔............ 71
جنت کی خوشبو سے کو محروم رہیں گے............ 71
حضور ﷺ کا ساتھ کس کو نصیب ہو گا؟............ 72
جنت سے محروم اور جنت کے مستحق لوگ............ 73
سات بڑے گناہ............ 73
کن لوگوں سے حضور بے زار ہیں؟............ 73
تین نیکیوں کے دنیاوی فائدے............ 73
اونچے درجے کے لوگ............ 74
عفت اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کا دنیاوی فائدہ............ 74
اللہ کی یقینی مدد کے مستحق تین آدمی............ 74
صدقے کی مختلف صورتیں............ 75
تین وصیتیں............ 75
پانچ باتیں............ 76
جنت میں لے جانے والے اعمال............ 76
محبوب بندے کی پہچان بڑوسی کی حق تلفی مال حرام کا انجام............ 77

quranurdu.com

صدقے کا وسیع تصور.. 77
اپنی ذات اہل و عیال اور خادم پر خرچ کرنا... 78
باغ یا فصل سے پرندوں کا کچھ کھا لینا بھی صدقہ ہے... 78
غلاموں کی آزادی یتیموں کے ساتھ اچھے سلوک کا اجر.. 78
کس کا صدقہ قبول نہ ہوگا.. 79
گیارہ باتوں کی وصیت.. 79
اپنے وصال سے پانچ دن پہلے جور کی وصیت.. 79
پڑوسی کے حقوق.. 80
ایمان کب درست ہوتا ہے؟.. 80
صحیفہ ابراہیم اور صحیفہ موسیٰ کی تعلیمات اور حضور کی دس وصیتیں.. 81
قابل رشک کون ہے؟.. 83
اللہ کے عذاب کو کون لوگ دعوت دیتے ہیں؟.. 83
پیپ کے حوض میں کس کو رکھا جائے گا؟.. 83
چار باتوں کی وصیت.. 83
ظلم اور حرص و بخل.. 84
پانچ برے کام.. 85
قیامت سے پہلے امت مسلمہ میں رو نما ہونے والی خرا بیاں... 85
دو چیزیں وبال جان ہوں گی۔... 86
قیامت کے دن کون لوگ روئیں گے؟.. 87
خدا کے تین محبوب بندے.. 87
حسد اور عداوت ، باہمی محبت اور سلام... 87
مومن کے پاس بیٹھو، ندکار کو کھانے کی دعوت نہ دو.. 88
عیب جوئی،غیبت اور زنا کی اخروی سزا... 88

quranurdu.com

چار ابلیسی کام..89
نبی کے محبوب اور مبغوض امتی..89
حضو ر کی چار وصیتیں..90
چار نعمتیں..90
تین مصیبتیں..90
شبہات سے بچو سچائی اختیار کرو جھوٹ کے قریب نہ جاو...90
نو باتوں کا حکم...91
دعوتِ اسلامی اور اس کے متعلقات..92
اسلام کا مفہوم..92
کلمہ طیبہ کی وسعت...92
دعوت اسلامی۔۔۔دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت ہے..93
تعارفی تقریر...94
دعوت اسلامی کو ارباب اقتدار پسند نہیں کرتے..94
بندوں کی بندگی یا خدا کی؟...96
امن و سلامتی کا الہٰی نظام..96
جماعت سازی...96
اجتماع اور اجتماعی کام...97
جماعتی زندگی کر برکتیں۔...98
امیر کے فرائض...98
مامورین کے فرائض...98
دعوت و تبلیغ کا طریقہ..99
تباہ حال مقرر...100
عفوودرگزر۔داعی کا ہتھیار ہے...100

quranurdu.com

داعی اور صبر...100
دعوت میں جدید وسائل و ذرائع کا استعمال...101
عمل اور دعوت میں مطابقت..101
غلبہ باطل کے زمانے میں اہل حق کو کیا کرنا چاہیے۔..102
اقامت دین کی راہ میں...103
محبت حق کا تقاضا...103
نہ میں ان کا نہ وہ میرے 103
شہادت کی آرزو..104
شہادت کی مختلف صورتیں 104
دفاعِ موت بھی شہادت ہے...104
دینی دعوت سے جی چرانے کا انجام...105
ترک جہاد کا وبال...105
داعیان حق کو قوت بخشنے والے کام...106
تہجد...106
رات کی آخری گھڑی خدا کی یاد کا بہترین وقت..106
صحابہ کو تہجد کی تاکید...106
تہجد کے لیے قیلو لے اور روزے کے لیے سحری کی تاکید 107
تہجد پڑھنے کی ترغیب...107
نوافل کا اہتمام 107
میدان محشر میں نوافل کی اہمیت...107
غلو سے پرہیز اور نوافل و تہجد کی تاکید..108
انفاق فی سبیل اللہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ..109
انسان کا مال کیا ہے؟...109

quranurdu.com

نعمتوں کا حساب کتاب........ 110
صدقہ بری موت سے بچاتا ہے........ 110
صدقہ ذریعہ برکت........ 111
صدقہ خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔........ 111
صدقہ میدان حشر کا سایہ۔........ 111
صدقہ جہنم سے اوٹ........ 112
رشتہ دار کو صدقہ دینے کا دہرا اجر........ 112
افضل صدقہ........ 113
تنگ دست کا صدقہ۔........ 113
صدقہ جاریہ........ 113
موت کے بعد کار آمد اعمال........ 114
صدقے کے آداب........ 114
خدا کے خزانے........ 114
صدقہ۔۔۔۔رحمت کا ذریعہ........ 115
تلاوت قرآن........ 115
قرآن روشنی ذریعہ شفا اور ذریعہ نجات........ 115
آداب تلاوت........ 116
توبہ و استغفار........ 116
استغفار۔دلوں کی صفائی........ 117
چھوٹے گناہوں سے پرہیز........ 117
توبہ۔۔۔گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ........ 117
سچی توبہ کا صلہ........ 118
گناہ کو ہلکا نہ سمجھو........ 118

quranurdu.com

خدا کے کرم کی وسعت.......... 119
ذکر و دعا کی اہمیت.......... 119
اللہ کا ذکر کثرت سے کرو.......... 120
ذاکرین کے بارے میں خدا اور فرشتوں کی گفتگو.......... 120
ذاکر۔۔۔۔۔خدا کی نظر میں.......... 121
آداب دعا.......... 122
دعا لازما قبول ہوتی ہے۔.......... 122
خالی ہاتھ لوٹاتے خدا شرماتا ہے.......... 123
جامع دعائیں.......... 123
عبداللہ بن مسعود کی دعا.......... 127
آخرت کی تیاری.......... 127
دنیا سازی سے نفرت اور فکر آخرت.......... 127
آخرت کی یاد.......... 128
دنیا سے بے نیازی.......... 128
وفادار ساتھی.......... 128
دنیا سے دل نہ لگاؤ.......... 129
زہد کا صحیح تصور.......... 129
مومن اور خدا کی ملاقات.......... 129
طالب جنت بننے کی تاکید.......... 130
قبر۔۔۔۔آخرت کی پہلی منزل.......... 130
نیک اعمال اور قبر.......... 131
جب قیامت برپا ہوگی.......... 133
حشر کے میدان میں جب حساب ہو گا.......... 133

quranurdu.com

بے لاگ عدل 134
زمین کی گواہی.. 134
روزِ قیامت پڑوسی کر فریاد.. 134
صحت اور خوشحالی کا حساب.. 134
آخرت کی فکر سے غفلت کا انجام.. 135
کامل انصاف.. 135
غیبت نیکیوں کو مٹا دیتی ہے.. 135
شفاعت.. 136
مخلصانہ ایمان نجات کا ذریعہ.. 136
کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے سفارش.. 137
قطع تعلق پر وعید.. 137
زندگی کا آخری عمل انجام طے کرتا ہے.. 138
مذاق اڑانے والوں کا انجام.. 138
سب سے ہلکا عذاب 138
آدمی کے خلاف اعضا کی گواہی.. 139
غیبت کی سزا.. 139
متکبر کا حشر.. 139
مشاہدات معراج.. 140
احوال جہنم.. 141
حاجت روائی۔۔۔۔۔موجب جنت.. 142
اللہ کی اطاعت میں طویل زندگی کی برکتیں 142
مساکین سب سے پہلے جنت میں داخل ہو ں گے۔.. 143
جنت کے بالا خانے کن لوگوں کے لیے ہیں؟.. 144

quranurdu.com

رب کی ملا قات کا شوق۔۔۔۔۔ذریعہ نجات..........144
فرشتوں کی مبارک باد کے مستحق لوگ..........144
جنت کی نعمتوں کا دوام..........145
جنت کی سدا بہار اور بے مثال نعمتیں..........145
فقراء مہاجرین کی فضیلت..........146
محض اللہ کی خاطر محبت کا صلہ..........146
اہل جنت کے لیے سب سے بڑا انعام..........146
اسوہ رسول ﷺ..........147
نماز..........147
خشوع..........147
نماز با جماعت..........147
نبی کریم کا انداز تلاوت..........148
سفر میں فرض نماز کا اہتمام..........148
تہجد..........148
نبی کریم کا بیماری میں تہجد پڑھنا۔..........148
حسن اخلاق..........149
نبی کریم کی سیرت..........149
خادم پر شفقت..........149
نبی کریم کا صحابہ سے محبت کا انذز..........149
جاہلوں پر مہربان..........150
بچوں سے پیار..........150
بچوں سے مذاق..........150
بچوں کا بوسہ لینا..........151

quranurdu.com

خوش طبعی.....151
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں.....151
گھریلو کام میں ہاتھ بٹانا.....151
اپنے کام خود کرنا.....152
بیوی کے جذبات کا خیال رکھنا.....152
بیوی کی خدمات کی قدر.....152
بیویوں کے حقوق میں مساوات.....153
تربیت کے لیے بیوی سے قطع تعلق.....153
بے پایاں سخاوت.....154
شفاعت کی ترغیب.....154
نبی کا تبسم.....154
تربیت کا انداز.....154
آداب طعام.....155
تواضع و انکساری.....155
مریض کی عیادت.....156
تعزیت کا انداز.....156
بچے کی وفات پر جنت کی خوش خبری.....157
نبی سفر میں.....158
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقا کے درمیان.....158
دین کی راہ میں ایذا پر صبر.....158
خطرات میں پیش پیش.....158
تربیت کے لیے اظہار عیب.....159
رفقائے کار کے ساتھ صحیح تعلق.....159

quranurdu.com

کفار کے مقابلے میں سخت اور ساتھیوں پر مہربان......159
معاملات کی صفائی......160
حقوق العباد کی اہمیت......160
دورِ نبوت میں آپ کی معاشی حالت......161
صحابہ رضی اللہ عنہ کی پیروی ذریعہ نجات......164
صحابہؓ کو نمونہ بناؤ۔......164
ہر کام خدا کی خوشنودی کے لیے کرو......165
ایمان پر شیطانی حملہ......165
برے خیالات کا دل میں گزر......166
خدائی احکام آسان ہیں......166
نفاق کیا ہے؟......167
کھیل کود ایمان کے منافی عمل نہیں ہے......167
غیرت حق......168
صحابہ کی معاشرت......168
اتباع رسول......168
بچوں کو سلام......170
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی......170
رفقائے سفر کی خدمت......172
قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک......172
اطاعت رسول......172
تجدید ایمان کی دعوت......174
دینی اجتماع کی عظمت......174
تبلیغ اور شوق علم......175

quranurdu.com

جھوٹے کی بات پر اعتماد نہ کرنا 175
خواتین میں دین کا شوق 176
زبان کی حفاظت 176
گالی دینا مومن کو زیبا نہیں 177
باہم سلام کرنا 177
عفوودرگزر 177
اللہ کو مخلص مومن کی نا قدری گوارا نہیں ہے 178
عفو در گزر کی تعلیم 179
صبر 179
آداب مجلس 180
عہد کی پابندی 180
سادگی 180
جانوروں پر رحم 181
مہمان نوازی 181
اجتماعی معاملات میں حصہ لینا 182
اجتماعی طعام کے آداب 183
جماعتی نظم و ضبط کا ایک واقعہ 183
انفاق فی سبیل اللہ 185
معاشرت و معاملات 187
والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک 187
غلاموں کے ساتھ حسن سلوک 187
یتیموں کا خیال 188
ایثار کا ایک انوکھا واقعہ 188

quranurdu.com

کاہن کی آمدنی 188
حسن معاملہ 189
تنگ دست قرض دار کے ساتھ نرمی 189
اقامت دین کی راہ میں 190
اقامت دین کی راہ میں قربانیوں کا پہلا انعام 192
داعیانہ زندگی اور تنگ دستی 193
فکرآخرت اورشوق جنت 195
فکر آخرت اور شوق جنت 195
دین کی راہ میں فقر و فاقے کی فضیلت 198
جنت کی آرزو 199
نفل روزے کی تاکید 200
شہادت اور شوق جنت 200
جنت کا اشتیاق 204

quranurdu.com

quranurdu.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُطۡلُبۡ قَلۡبَكَ فِیۡ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ

عِنۡدَ سَمَاعِ الۡقُرۡاٰنِ

وَفِیۡ مَجَالِسِ الذِّکۡرِ

وَفِیۡ اَوۡقَاتِ الۡخَلۡوَةِ

فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدۡهُ فِیۡ هٰذِهِ الۡمَوَاطِنِ

نَسَلِ اللّٰہَ اَنۡ یَّمُنَّ عَلَیۡكَ بِقَلۡبٍ

فَاِنَّهٗ لَا قَلۡبَ لَكَ ۔(عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تم تین مواقع پر اپنے قلب کا جائزہ لو، قرآن سننے کے وقت، ذکر کی مجلسوں میں اور تنہائی کے اوقات میں۔ اگر تینوں موقعوں پر اپنے پہلو میں دل نہ پاؤ (یعنی ان چیزوں میں تمہارا دل نہ لگے اور دل خدا کی طرف متوجہ نہ ہو) تو اللہ سے درخواست کرو کہ وہ تمھیں ایک دل مرحمت فرمادے اس لیے کہ تمہارے پاس دل نہیں ہے۔

quranurdu.com

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

دنیا ایک گزرگاہ ہے انسانیت کے قافلے اس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پوری زندگی ایک مسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے اور چاروناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ مسافر اپنے سفر کے لیے زادراہ کی فکر کرتا ہے، بغیر زادِ راہ کے سفر کرنے والا طرح طرح کی مشکلوں سے دوچار ہوتا ہے، اور بالآخر اپنی راہ کھوٹی کرتا ہے۔ زندگی کے مسافر کو بھی زادِ راہ چاہیے۔ عاجز نے یہ مجموعہ اس لیے تیار کیا ہے کہ وہ اور دوسرے لوگ اسے زاد راہ بنائیں۔

راہِ عمل کی طرح اس مجموعے میں بھی اسوۂ رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دو مستقل باب ہیں، لیکن اس دفعہ اس ضمن کی بہت کافی چیزیں آگئی ہیں اور بڑی حد تک طالب کی تسکین کا سامان مہیا ہوگیا ہے۔ نیز ایک مستقل باب جامع حدیثوں کا رکھا گیا ہے جس میں وہ حدیثیں جمع کر دی گئیں ہیں جن میں بہ یک وقت مختلف باتیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ ایک نئی چیز ہے۔

اپنے علم کی حد تک مرتب نے ایسی حدیثوں سے احتراز کیا ہے جو محدثین کے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔

تشریح میں لمبی بحثوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔

زبان عام فہم اور سلیس رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعے سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور مرتب کے لیے اسے اپنی خوشنودی کا وسیلہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

عاجز

جلیل احسن

نیت کی پاکیزگی

ا۔ قبولیت عمل کی بنیاد

۱۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا یُبۡعَثُ النَّاسُ عَلٰى نِیَّاتِهِمۡ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگ قیامت کے دن صرف اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

مطلب یہ کہ آخرت میں انسان کے انجام کا فیصلہ کرنے کے لیے اس کا ظاہر نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے جو نیک کام کیے ہیں ان کے بارے میں اس کے دل کا ارادہ ورخ کیا تھا؟ اسی لحاظ سے اس کے عمل کو قبول یا رڈ کیا جائے گا۔

اجر آخرت کا مدار

۲۔ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡجِهَادِ وَالۡغَزۡوِ فَقَالَ یَا عَبۡدَ اللّٰهِ اِنۡ قَاتَلۡتَ صَابِرًا مُّحۡتَسِبًا بَعَثَكَ اللّٰهُ صَابِرًا مُّحۡتَسِبًا وَاِنۡ قَاتَلۡتَ مُرَائِیًا مُّكَاثِرًا بَعَثَكَ اللّٰهُ مُرَائِیًا مُّكَاثِرًا یَا عَبۡدَ اللّٰهِ عَلٰى اَیِّ حَالٍ قَاتَلۡتَ اَوۡ قُتِلۡتَ بَعَثَكَ اللّٰهُ عَلٰى تِلۡكَ الۡحَالِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتایئے۔ (کہ کون سے جہاد پر ثواب ملتا ہے اور کس صورت میں مجاہد اپنے عمل کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عبد للہ اگر تم نے اجر آخرت کی نیت سے جہاد کیا اور آخر تک جمے رہے تو خدا کے یہاں تمھارے عمل کا اجر ملے گا اور صابروں کی فہرست میں تمھارا نام لکھا جائے گا اور اگر تم نے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور فخر جتانے کے لیے جنگ کی ہو گی تو قیامت کے دن اللہ تمھیں اسی حال میں اٹھے گا اے عبد اللہ جس نیت سے تم لڑو گے اور جس حال میں تم قتل کئے جاؤ گے اسی حالت پر اللہ قیامت کے دن تمھیں اٹھائے گا۔

دنیا پرست عالم کا انجام

۳۔ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ فَذٰلِكَ یُلۡجَمُ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنۡ نَّارٍ وَّیُنَادِیۡ مُنَادٍ هٰذَا الَّذِیۡ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلۡمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنۡ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَیۡهِ طَمَعًا وَاشۡتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَكَذٰلِكَ حَتّٰى یَفۡرُغَ الۡحِسَابُ۔ (الترغیب والترهیب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔وہ آدمی جس کو اللہ تعالی نے اپنے دین کا علم بخشا اور اس نے اللہ کے بندوں کو دین کا علم سکھانے میں بخل سے کام لیا اور سکھایا تو اس پر مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی اور ایک اعلان کرنے والا فرشتہ اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے دین کا علم بخشا تھا لیکن اس نے دوسروں کو دین بتانے میں بخل کیا اور جنھیں سکھایا ان سے مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی۔ یہ فرشتہ برابر اسی طرح محشر میں حساب کتاب ختم ہونے تک اعلان کرتا رہے گا۔

quranurdu.com

طلب دنیا کے لیے علم دین کا حصول

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا لَبَسَتْكُمْ فِتْنَةٌ يَرْبُوْفِيهَا الصَّغِيْرُوَيَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيْرُوَتُتَّخَذُ سُنَّةٌ فَاِنْ غُيِّرَتْ يَوْمًا قِيْلَ هٰذَا مُنْكَرٌقَالَ وَمَتٰى ذٰلِكَ قَالَ اِذَا قَلَّتْ اُمَنَاءُكُمْ وَكَثُرَتْ اُمَرَاؤُكُمْ وَقَلَّتْ فُقَهَاءُكُمْ وَكَثُرَتْ قُرَّاءُكُمْ وَتُفُقِّهَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَالْتُمِسَتِ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو تمھارا کیا حال ہو گا۔ جب تم پر وہ فتنہ مسلط ہو گا جس میں تمھارے چھوٹے بچے بڑے ہوں گے اور بوڑھے اپنے بڑھاپے کی انتہا کو پہنچیں گے اور فتنہ (یعنی گمراہی) کو سنت (یعنی بھلائی) سمجھا جانے لگے گا۔ اگر کوئی شخص اس فتنے کو ہٹانے کے لیے اٹھے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ شخص ناپسندیدہ اور برا کام کر رہا ہے۔

کسی نے پوچھا ایسی حالت امت پر کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا جب تمھارے اندر ایمان دار اور قابل اعتماد لوگ کم ہو جائیں گے اور اقتدار کی ہوس رکھنے والے زیادہ ہو جائیں گے۔ دین کے واقعی علما کم ہو جائیں گے اور دین کے پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے۔ دین کو دنیا حاصل کرنے کے لیے پڑھا جانے لگے گا نیک کام کریں گے لیکن اس سے مقصود دنیا کا حصول ہو گا۔

تشریح: فتنہ سے مراد دینی انحطاط اور پستی کی وہ حالت ہے جس پر نسلوں پر نسلیں گزرتی چلی جائیں گی یہاں تک کہ اس دینی پستی اور گمراہی کو لوگ صحیح راہ سمجھنے لگیں گے جو لوگ اس گمراہی کو مٹانے کی کوشش کریں گے، گمراہ لوگ انھیں نکو بنا دیں گے۔ کہیں گے کہ یہ لوگ جو تحریک لے کر اٹھے ہیں، باطل ہے اور ان کی ساری تگ و دو غیر اسلامی ہے۔ یہ کیفیت جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اس دور میں پیدا ہو گی جس میں علم دین حاصل کرنے والے علما اور فقہا تو بہت ہوں گے لیکن ان کی نیتیں صاف نہ ہوں گی۔ یہ پیشہ ور علما ہوں گے۔ بظاہر آخرت کا کام کر رہے ہوں گے لیکن مقصد دنیا کا حصول ہو گا۔ غرض حرص دنیا اور ہوس اقتدار کا عام غلبہ ہو گا۔

علمِ قرآن اور اخلاصِ نیت

۲۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ مَرَّعَلٰى قَارِئٍ يَقْرَءُ ثُمَّ سَئَلَ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْاَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْئُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْاَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ (قرآن پڑھ کر وعظ و نصیحت کر رہا تھا) جب وہ اس سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں سے مال مانگا (چندے کی اپیل کی) یہ منظر دیکھ کر عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا (یعنی افسوس کا اظہار کیا)۔ پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ

جو شخص قرآن پڑھے اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہیے۔ اس لیے کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے تاکہ لوگوں سے مال وصول کریں۔"

quranurdu.com

ریاکار کا بدترین ٹھکانا

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا تَسْتَعِيْذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةٍ اُعِدَّ ذٰلِكَ الْوَادِیْ لِلْمُرَآئِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لِحَامِلِ كِتَابِ اللهِ وَالْمُتَصَدِّقِ فِیْ غَيْرِ ذَاتِ اللهِ وَالْحَاجِّ اِلٰى بَيْتِ اللهِ وَلِلْخَارِجِ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس سے خود جہنم بھی ہر دن چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ یہ وادی (گڑھا) محمد ﷺ کی امت کے ان چار ریاکاروں کے لیے تیار کی گئی ہے:

۱۔ کتاب اللہ کے عالم کے لیے جو ریاکاری کرتا ہو۔ ۲۔ صدقہ و خیرات کرنے والے ریاکار کے لیے۔ ۳۔ دکھلاوے کی خاطر حج (عمرہ) کرنے والے کے لیے۔ ۴۔ خدا کی راہ میں جہاد پر نکلنے والے ریاکار مجاہد کے لیے۔

quranurdu.com

رب کی توہین

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْسَنَ الصَّلٰوةَ حَيْثُ يَرَاهُ النَّاسُ وَاَسَآءَ النَّاسُ وَاَسَآءَهَا حَيْثُ يَخْلُوْ، فَتِلْكَ اِسْتِهَانَةٌ اَسْتَهَانَ بِهَا رَبَّهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقے سے نماز پڑھتا ہے (خوب خشوع و خضوع کا مظاہرہ کرتا ہے اور رکوع اور سجدہ ٹھیک سے کرتا ہے) اور جب تنہائی میں پڑھتا ہے تو ٹھیک سے نہیں پڑھتا تو ایسا شخص اپنے رب کو حقیر جانتا اور اس سے مذاق کرتا ہے۔

اخلاص نیت کی اہمیت

۳۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَأَيْتَ رَجُلاً غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّكْرَ مَالَهٗ قَالَ لَاشَیْءَ لَهٗ فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَاشَیْءَ لَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَايَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَاكَانَ لَهٗ خَالِصًا وَابْتُغِیَ وَجْهُهٗ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے رسول ﷺ کے پاس آکر دریافت کیا کہ ایک آدمی جہاد کرتا ہے آخرت میں اجر اور دنیا میں شہرت پانے کے لیے تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ سائل نے اپنا یہ سوال تین مرتبہ دہرایا اور ہر بار نبی ﷺ کی طرف سے یہی جواب ملا کہ وہ کسی اجر و ثواب کا مستحق نہیں۔ آخر میں آپؐ نے بتایا کہ اللہ صرف وہی عمل قبول کرے گا جو صرف اسی کے لیے کیا گیا ہو گا اور اسی کی خوشنودی اس عمل کی محرک ہو گی۔

ریا شرک ہے۔

۱۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللہِ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ فَقَالَ مَایُبْکِیْكَ قَالَ یُبْکِیْنِیْ شَیْءٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَآءِ شِرْكٌ۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن گھر سے نکل کر مسجد نبویؐ پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی قبر کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔ پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بات میں نے نبی ﷺ سے سنی تھی وہی بات مجھے رلا رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔

تشریح: شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی کسی بت کے سامنے سجدہ کرے اور چڑھاوے چڑھائے بلکہ بڑے سے بڑا نیک عمل دوسروں کو خوش کرنے، دکھانے اور ان کی نظر میں نیک اور پاک باز بننے کی نیت سے اگر کوئی شخص کرتا ہے تو حقیقتاً وہ شرک کرتا ہے کیونکہ خوشنودی صرف خدا کا حق ہے اور اس شخص نے یہ حق دے دیا غیر اللہ کو۔

خدا کی مدد کا مستحق

۲۔ عَنْ رَّجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ کَتَبَ مُعَاوِیَۃُ اِلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا أَنِ اکْتُبِیْ لِیْ کِتَابًا تُوْصِیْنِیْ فِیْہِ وَلَا تُکْثِرِیْ عَلَیَّ فَکَتَبَتْ عَائِشَۃُ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللہِ بِسُخْطِ النَّاسِ کَفَاہُ اللہُ مُؤْنَۃَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسُخْطِ اللہِ وَکَلَہُ اللہُ اِلَی النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

مدینہ کے باشندوں میں ایک آدمی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط بھیجا جس میں انھوں نے درخواست کی کہ آپ مجھے جامع اور مختصر الفاظ میں وصیت لکھ بھیجیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں درج ذیل خط لکھا: تم پر سلامتی ہو۔ اما بعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ خدا کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضی کی پروانہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور انسانوں کی ناراضی سے ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا اور جو لوگ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اللہ اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور ان کو انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نصرت سے بھی محروم رہتے ہیں۔ اور جن کی خوشی کے لیے اللہ کو ناراض کیا تھا ان کی مدد بھی نہیں ملتی۔

آخرت طلبی کا صلہ

۳۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ .... مَنْ کَانَتِ الدُّنْیَا نِیَّتَہٗ فَرَّقَ اللہُ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَجَعَلَ فَقْرَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَلَمْ یَأْتِہٖ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ وَمَنْ کَانَتِ الْاٰخِرَۃُ نِیَّتَہٗ جَمَعَ اللہُ اَمْرَہٗ وَجَعَلَ غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ۔

زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا۔۔۔۔ جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائے گا اللہ اس کے دل کا اطمینان و سکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہو گا۔ لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہو گا اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہو گی، اللہ تعالیٰ ان کو قلبی سکون و اطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہو گا وہ لازماً ملے گا (اور وہ گھٹنے ٹیکتا ہوا ان کے پاس آئے گا)

اخلاص نیت اور اجر آخرت

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَھُمْ مَعَنَا حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ واپس ہوئے تو (دوران سفر) آپؐ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینہ میں مقیم ہیں لیکن وہ اس سفر میں فی الواقع ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ہم لوگ جس گھاٹی میں چلے اور جو وادی ہم نے طے کی ہر جگہ وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ان کو عذر نے روک دیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے کوئی ٹھیک عمل کرنے کی نیت کی اور کسی عذر سے وہ نہ کر سکا تو اللہ کے یہاں آخرت میں اس عمل کے اجر و انعام سے وہ محروم نہیں رہے گا۔

اخلاص نیت اور انعام الٰہی

۱۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَتٰی فِرَاشَهٗ وَھُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَّقُوْمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ حَتّٰی اَصْبَحَ كُتِبَ لَهٗ مَانَوٰی وَكَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةً عَلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر اس نیت اور ارادے کے ساتھ لیٹا کہ وہ تہجد کے لیے اٹھے گا لیکن اس کو گہری نیند آ گئی وہ اٹھ نہیں سکا، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی تو ایسے شخص کے نامہ اعمال میں اس رات کی نماز تہجد لکھ دی جائے گی اور یہ نیند اس کے لیے اس کے رب کی طرف سے بطور انعام شمار ہو گی۔

اخلاص کا بے بہا ثمرہ

۱۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ حِیْنَ بُعِثَ اِلَی الْیَمَنِ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اَخْلِصْ دِیْنَكَ یَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مجھے یمن میں بھیج رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنی نیت کو ہر کھوٹ سے پاک رکھو، جو عمل کرو صرف خدا کی خوشنودی کے لیے کرو تو تھوڑا عمل بھی تمھاری نجات کے لیے کافی ہو گا۔

quranurdu.com

ایمانیات

ایمان، اسلام، احسان اور علامات قیامت

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِیْ فَهَابُوْهُ أَنْ یَّسْئَلُوْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ عِنْدَ رُکْبَتَیْهِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ لَاتُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤتِی الزَّکٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِکَتِهٖ کُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ وَتُؤمِنَ بِالْقَدْرِ کُلِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَخْشَى اللّٰهَ کَأَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اَنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا إِذَا رَأَیْتَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَرَاَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَیْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا۔ (ترغیب و ترهیب بحواله بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ مجھ سے دین کی باتیں پوچھو لیکن لوگوں کے اندر ادب و تعظیم کی وجہ سے اس درجہ ہیبت بیٹھ گئی تھی کہ عام طور پر پوچھتے نہیں تھے (اور ہر ایک کے اندر یہ خواہش ہوتی تھی کہ باہر سے کوئی پوچھنے والا آئے اور پوچھے تاکہ وہ بھی آپؐ کے ارشادات سے مستفید ہوں) چنانچہ ایک آدمی آیا۔ وہ نبی ﷺ کے بالکل قریب بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا (مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ آپ کا یہ جواب سن کر اس نے کہا آپ نے ٹھیک بتایا۔

پھر اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کو ماننا، ملائکہ کو ماننا اس کی کتابوں کو ماننا، اس کے رسولوں کو ماننا، مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ جو کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے خدا کی مشیت اور اس کے فیصلے کے تحت ہوتا ہے۔ اس نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔ اس نے آپؐ سے تیسری بات پوچھی کہ احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔ پھر پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا جس طرح تم اس سے ناواقف ہو اسی طرح میں بھی اس کے آنے کے مقررہ وقت سے ناواقف ہوں، البتہ میں تمھیں اس کے آنے کی علامتیں بتا سکتا ہوں کہ جب تم دیکھو کہ عورت اپنے مالک کی ماں بن گئی ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے اور یہ بھی اس کی علامت ہے کہ جب تم دیکھو ننگے پیر چلنے والوں کو ننگ جسم رکھنے والوں کو جو بہرے اور گونگے ہیں ان کے ہاتھ میں زمین کا اقتدار آگیا ہے تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے اور جب تم مویشیوں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ بلند و بالا عمارتیں بنوانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہوں تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے۔ ایمان کے لغوی معنی، یقین اور اعتماد کے ہیں، اور اسلام کے معنی اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دینے کے ہیں اور احسان کے معنی کسی کام کو عمدگی اور سلیقے سے کرنے

quranurdu.com

کے ہیں۔ تیسرے سوال کا منشا یہ ہے کہ کوئی آدمی اللہ کا بہتر اور متقی بندہ کس طرح بن سکتا ہے۔ اس کا جواب حضور ﷺ نے یہ دیا کہ حسن عمل اور حسن نیت کی دولت نہیں مل سکتی، مگر اس صورت میں کہ آدمی پر ہر وقت یہ تصور چھایا رہے کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے، خدا کے سامنے موجود ہے، یا پھر یہ سمجھے کہ خدا تو بہر حال اسے دیکھ رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یا تو اپنے آپ کو خدا کے سامنے حاضر جانے یا خدا کو اپنے پاس موجود ہونے کا یقین حاصل ہو۔ اس کے بغیر کسی کام میں حسن نہیں پیدا ہو سکتا۔ عورت کے اپنے مالک کی والدہ ہونے کا مطلب ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی نافرمان بن جائے، خادمہ اپنے مخدوم پر بڑائی جتانے لگے، بیٹے اپنے باپ کے سر چڑھ جائیں اور ہر چھوٹا اپنے بڑے کی عزت و احترام سے عاری ہو جائے، ایک علامت ہوئی۔ دوسری علامت یہ کہ تہذیب و شائستگی سے محروم اور عقل و فکر سے عاری لوگوں کے ہاتھ میں ذمی کا اقتدار آجائے اور تیسری علامت یہ کہ پست ذہنیت کے غریب لوگوں کے یہاں دولت کی کثرت ہو جائے اور دولت کی یہ کثرت اونچی اور شان دار عمارتیں کے بنانے اور دوسروں سے اس میں فوقیت لے جانے میں صرف ہو۔ جب یہ علامتیں پائی جائیں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے رہا وقت کا تعین تو اسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ حدیث پڑھتے ہوئے مصنف کی دوسری کتاب راہ عمل میں ایمانیات کا باب دیکھ لیا جائے تو مزید فائدہ ہوگا۔

quranurdu.com

کلمہ طیبہ اور اخلاص قلب

۱۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَّحَارِمِ اللهِ (ترغيب و ترهيب) وَفِيْ حَدِيْثِ رَفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ عِنْدَ اَحْمَدَ لَا يَمُوْتُ عَبْدٌ يَّشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ ثُمَّ يُسَدِّدُ اِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اخلاص کا مطلب کیا ہے؟ آپؐ نے بتایا کہ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد وہ شخص اللہ کی تمام حرام کی ہوئی چیزوں سے رک جائے۔ مسند احمد میں رفاعہ جہنی کی جو روایت آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ: جو بندہ صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر سیدھے راستے پر چلے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے۔ جو بندہ کلمہ توحید پڑھے اور پھر گناہ کبیرہ سے دور رہے تو وہ جنت میں جائے گا۔

تشریح: درج بالا تینوں روایتیں ایمان اور عمل کو لازم وملزوم قرار دینے میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ محض لا الہ الا اللہ کا کلمہ زبان سے پڑھ لینا جنت کی ضمانت نہیں ہے بلکہ ایمان کے ساتھ خدا اور رسولؐ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنا اور گناہ کبیرہ کے قریب نہ پھٹکنا دخول جنت کے لیے ضروری ہے۔

مخلصانہ ایمان کی برکت اور منافقانہ ایمان کا وبال

۱۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَرَيْتَ مَا عَمِلْنَا فِي الشِّرْكِ نُؤَاخَذُ بِهٖ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الشِّرْكِ وَمَنْ أَسَاءَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِمَا عَمِلَ فِي الشِّرْكِ وَالْاِسْلَامِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اسلام لانے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں جو عمل ہم نے کیے ہیں کیا ان سے متعلق بھی ہم سے مواخذہ ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اسلام لانے کے بعد نیک عمل کریں گے تو ان سے

جاہلیت کے اعمال پر مواخذہ نہ ہو گا البتہ جو لوگ اسلام لانے کے بعد برے کام کریں گے تو وہ دونوں زمانوں کے گناہوں میں پکڑے جائیں گے۔(جو برے کام جاہلیت میں کیے ہیں ان پر بھی مواخذہ ہو گا اور اسلام لانے کے بعد کیے گئے برے اعمال پر بھی ان کی پکڑ ہو گی)

تشریح: قرآن و سنت میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے کہ ایمان قبول کر لینے کے بعد پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مروی مذکورہ بالا روایت میں ایمان قبول کر لینے کے بعد کے برے اعمال پر مواخذے کی جو بات کہی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی ایمان قبول کرے وہ مخلصانہ طور پر قبول کرے۔ کسی مفاد مصلحت یا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ظاہری طور پر اسلام قبول کرنا منافقت ہے۔ ایسا ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر گز قابل قبول نہیں ہے۔ اسی بنا پر درج بالا حدیث میں فرمایا گیا کہ جو لوگ اسلام لانے کے بعد برے کام کریں گے وہ دونوں زمانوں کے گناہوں میں پکڑے جائیں گے۔(یعنی جو برے کام جاہلیت میں کیے ہیں ان پر بھی مواخذہ ہو گا اور اسلام لانے کے بعد کیے گئے برے اعمال پر بھی پکڑ ہو گی)

ایمان کی کیفیت

۱۸۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی شَابٍّ وَھُوَفِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ قَالَ وَاللہِ یَارَسُوْلَ اللہِ اَرْجُوا اللہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَایَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِی مِثْلِ ھٰذَا الْموص اِلَّا اَعْطَاہُ اللہُ مَایَرْجُوْا مِنْہُ مِمَّایَخَافُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک ایسے نوجوان کے پاس گئے جس کی موت کا وقت بالکل قریب تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا اس وقت تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ ساتھ مجھے اپنے گناہوں کا بھی ڈر لگا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اس طرح کے موقع پر (یعنی جان کنی کے وقت) جس شخص کے دل میں یہ دونوں طرح کے خیالات ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی توقع کو ضرور پورا کرے گا اور اپنی رحمت کے گھر میں داخل کرے گا)

تشریح: یہ حدیث ہم کو ہدایت دیتی ہے کہ مومن خدا کی رحمت سے نہ تو مایوس ہوتا ہے اور نہ گناہوں کے نتائج سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ یہی بات ہے جو بعض بزرگوں نے ان الفاظ میں کہی ہے کہ ایمان ڈر اور امید کے درمیان ہے۔ رحمت خداوندی کی امیدواری اعمال صالحہ پر ابھارتی ہے اور گناہوں کے نتائج کا ڈرنا نافرمانیوں سے بچنا اور توبہ و استغفار کی طرف لے جاتا ہے۔

quranurdu.com

کتاب وسنت کی پیروی

ادائے حق کی تاکید

۱۹۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ فَرَائِضَ وَسَنَّ سُنَنًا وَحَدَّ حُدُوْدًا وَاَحَلَّ حَلَالًا وَحَرَّمَ حَرَامًا وَشَرَعَ الدِّيْنَ فَجَعَلَهٗ سَهْلًا سَمْحًا وَاسِعًا وَلَمْ يَجْعَلْهُ ضَيِّقًا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔ جس میں یہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہر صاحب حق کا حق متعین کر دیا ہے (پس صاحب حق کو اس کا حق دو) سنو اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں (انھیں ادا کرو) اور کچھ حدود مقرر کی ہیں (ان کے قریب بھی نہ جانا)، اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں (پس ان طریقوں پر چلو) کچھ چیزیں حلال کی ہیں (انھیں استعمال کرو) کچھ چیزیں حرام کی ہیں (ان کے قریب مت جانا) تمھارے لیے اس نے جو دین تجویز کیا ہے وہ آسان اور ہموار ہے، وسیع اور کشادہ ہے تنگ نہیں ہے۔

تشریح: آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ دین اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے تمھاری زندگی تنگ ہو کر نہیں رہ جائے گی اور نہ انسانی ارتقا کی راہ میں یہ احکام رکاوٹ بنتے ہیں دین کی شاہراہ ہموار اور کشادہ ہے۔

قرآن سے گہرا تعلق

۲۰۔ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ نِ الْخُزَاعِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَيْسَ تَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ طَرَفُهٗ بِيَدِ اللّٰهِ وَطَرَفُهٗ بِاَيْدِيْكُمْ فَتَمَسَّكُوْا بِهٖ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوْا وَلَنْ تَهْلِكُوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کو گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں ہم لوگ ان دونوں باتوں کی شہادت دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے۔ پس قرآن کو مضبوطی سے تھامو تو تم سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکو گے اور نہ اس کے بعد ہلاکت سے دوچار ہو گے۔

تشریح: یہ حدیث وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کی بہترین تفسیر ہے۔ اللہ تعالی نے اس کتاب (یعنی قرآن) کو حبل اللہ کہا ہے یعنی خدا تک پہنچنے اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

۲۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِمَا فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری حج میں تقریر کی اور فرمایا میں تمھارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ اگر تم نے مضبوطی سے انھیں تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کا طریقہ ہیں۔

quranurdu.com

احیائے سنت کی اہمیت

۲۲۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ یَوْمًا اِعْلَمْ یَابِلَالُ قَالَ مَا اَعْلَمُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِعْلَمْ اَنَّ مَنْ اَحْیَا سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً لَایَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَایَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَیْئًا۔

عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک دن بلال ابن حارث سے فرمایا: اے بلال جان لو انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول کس چیز کے جاننے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس بات کو جان لو کہ جو لوگ میری سنتوں میں سے کسی سنت کو اس کے مٹ جانے کے بعد رائج کریں گے تو ان کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو لوگ کوئی نئی بات از قسم گمراہی رائج کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے خلاف ہوگی تو ان کو اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر سزا ملے گی اور عمل کرنے والوں کی سزاؤں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

اتباعِ سنت کا غیر معمولی اجر

۲۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِاْۃِ شَھِیْدٍ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے عام بگاڑ کے زمانے میں میرے طریقے پر چلے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر اجر اور انعام ملے گا۔

تشریح: اتنا بڑا انعام اس کو اس لیے ملے گا کہ اس کا ماحول اس کے لیے ساز گار نہیں تھا۔ اس کی راہ میں ہر طرف کانٹے ہی کانٹے تھے، لیکن اس کے باوجود اس نے لوگوں کی پسندیدہ غلط راہ نہیں اختیار کی بلکہ اس نے اپنی پوری زندگی سے اس بات کی شہادت دی کہ نبی ﷺ کی بتائی ہوئی راہ ہی راہِ نجات ہے۔

عبادات

مسواک اور رضائے الٰہی:

۲۴۔ عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسِّوَاكُ مَطْھَرَۃٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَجْلَاۃٌ لِّلْبَصَرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ایک روایت میں ہے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

quranurdu.com

وضو۔۔۔۔۔۔۔ مسلم کی پہچان

۲۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سُؤَالِ جِبْرَآئِیْلَ اِیَّاہُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَاَنْ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَۃِ وَاَنْ تُتِمَّ الْوُضُوْءَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَنَا مُسْلِمٌ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، حج وعمرہ کرو، جب جنابت کی وجہ سے نہانے کی ضرورت پڑ جائے تو غسل کرو اور ٹھیک طریقے سے وضو کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ سوال کرنے والے نے کہا اگر میں یہ سب کرلوں تو مسلمان ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

تشریح: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو حدیث جبرئیل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مختلف طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ اس حدیث میں عمرہ اور وضو کا بیان ہے۔ یہاں اس ٹکڑے کے لانے کا مقصد یہ وضاحت کرنا ہے کہ آدمی اچھی طرح وضو کرے یعنی جس طرح نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے وضو کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اچھی طرح وضو کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ نماز میں دل لگے گا، خشوع اور خضوع کی کیفیت میں اضافہ ہو گا شیطان کا حملہ کم سے کم ہو گا اور یہ بہت بڑا فائدہ ہو گا۔

اذان۔۔۔۔۔ عذاب سے نجات کا ذریعہ

۲۶۔ رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اٰمَنَہَا اللہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَذَابِہٖ ذٰلِكَ الْیَوْمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا جب کسی بستی میں (نماز کے لیے) اذان دی جاتی ہے تو اللہ اس دن آنے والے عذاب سے (جو گناہوں کے سبب آسکتا تھا) اس بستی کو بچا لیتا ہے۔

اذان اور وعدہ مغفرت وجنت

۲۷۔ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَّاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَأْسِ شَظِیَّۃٍ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ فَیَقُوْلُ اللہُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلَاۃَ یَخَافُ مِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے روایت کرتے ہیں کہ بکریوں کے اس چرواہے سے تمھارا رب بہت خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چٹان پر کھڑا ہو کر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے، میرے اس بندے کو دیکھو آبادی سے دور جنگل میں اذان دیتا ہے وہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں اپنے اس بندے کی غلطیوں کو معاف کردوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔

محشر میں سب سے پہلا سوال

۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُرْطٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَآئِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَآئِرُ عَمَلِهٖ۔

عبداللہ بن قُرط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر بندہ اس میں پورا اترا تو بقیہ اعمال میں بھی کامیاب ہو گا اور نماز میں پورا نہ اُترا تو بقیہ سارے اعمال خراب ہو جائیں گے۔"

تشریح: یہ اس لیے کہ نماز توحید کی عملی محسوس شکل ہے اور دین کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت مستحکم ہو گی اور بنیاد کمزور ہو تو پوری عمارت کمزور ہو گی۔

quranurdu.com

آتش معصیت بجھانے کا وقت

۲۹۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِیْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ يَابَنِیْ اٰدَمَ قُوْمُوْا اِلٰى نِيْرَانِكُمُ الَّتِیْ اَوْقَدْتُّمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے۔ کہتا ہے اے آدم کے بیٹو؛ جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے اٹھو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیانی وقفے میں چھوٹی بڑی بہت سی غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں اور یہی غلطیاں دوسری دنیا میں جہنم کی آگ کی شکل اختیار کریں گی تو فرشتہ یہ کہتا ہے۔ جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے مسجد میں آؤ نماز پڑھو خدا سے توبہ و استغفار ہی کے پانی سے یہ آگ بجھتی ہے۔

خدا کے محبوب

۳۰۔ رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ عُمَّارَ بُيُوْتِ اللهِ هُمْ اَهْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے اور ان کی خدمت کرنے والے اللہ کے دوست اور محبوب ہیں۔

تشریح: جو لوگ اللہ کے گھروں (مسجدوں) کے آباد کار ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں وہ لوگ خدا کے محبوب بندے ہیں۔

مسجد سے شغف۔۔۔۔ ایمان کی دلیل

۳۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو مسجدوں میں پابندی سے نماز باجماعت پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو۔

نماز باجماعت کے لیے اٹھنے والے قدم

۳۳۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ أَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ كَانَتْ لَا تُخْطِئُهٗ صَلَاةٌ لَهٗ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهٗ فِي الظَّلْمَآءِ فَقَالَ مَا يَسُرُّنِىْ اَنَّ مَنْزِلِىْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّىْ أُرِيْدُ اَنْ يُّكْتَبَ لِىْ مَمْشَاىَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِىْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کا مکان مسجد نبویؐ سے بہت دوری پر واقع تھا، لیکن وہ مسجد نبویؐ میں برابر آتے تھے۔ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی۔ ان سے کسی نے کہا کہ کوئی خچر کیوں نہیں خرید لیتے تاکہ گرمی کے موسم میں اور اندھیری راتوں میں اس پر سوار ہو کر مسجد پہنچو۔ انھوں نے جواب دیا میں مسجد کے قریب گھر کو نہیں پسند کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پیدل چل کر پہنچوں اور آنے جانے میں جتنے قدم اٹھیں وہ میرے نامہ اعمال میں لکھے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے ہر قدم کا ثواب انھیں دے گا۔

فجر و عشاء کی جماعت۔۔۔۔صحابہ کی نظر میں

۳۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا فَقَدْنَا الرَّجُلَ فِي الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ اَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کو فجر اور عشاء کی نماز باجماعت میں نہیں پاتے تھے تو اس کے بارے میں برا گمان قائم کرتے تھے۔

تشریح: یعنی ایسے شخص کے بارے میں ہم کو نفاق کا شبہ ہونے لگتا۔ منافقین بالعموم فجر اور عشاء میں نہیں آتے تھے۔ اس زمانے میں بجلی کی روشنی تو تھی نہیں، چھپنے کے مواقع حاصل تھے۔ یہ منافقین کے دل چونکہ ایمان سے خالی تھے اس لیے وہ فجر اور عشاء کے لیے نہیں آتے تھے۔ ان کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا: وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى یعنی یہ نماز میں نہیں آتے مگر مارے باندھے، کسمساتے ہوئے۔

امام کی ذمہ داری

۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيَتَّقِ وَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ ضَامِنٌ مَّسْئُوْلٌ لِّمَا ضَمِنَ وَاِنْ اَحْسَنَ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کی امامت کرے اسے اللہ سے ڈرنا چاہیے (یعنی اپنی ذمہ داری کو صحیح طریق پر ادا کرنا چاہیے اور) اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ لوگوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہے اور اس کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی۔ اگر اس نے بہتر طریق پر امامت کی تو مقتدیوں کے برابر اس کو اجر ملے گا، بغیر اس کے مقتدیوں کے اجر میں کوئی کمی کی جائے اور اس سے جو بھی کوتاہی سرزد ہوگی اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ مقتدیوں پر اس کا وبال نہ آئے گا۔

نوافل گھر میں پڑھنے کی فضلیت

۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا اَفْضَلُ الصَّلَاةُ فِيْ بَيْتِيْ اَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ اَلَاتَرٰى اِلٰى بَيْتِيْ مَآ اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَاَنْ اُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نفل نماز اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے؟ نفل نماز گھر میں پڑھنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے مسجد میں پڑھنے سے البتہ فرض نماز مسجد ہی میں جماعت سے پڑھی جائے گی۔

quranurdu.com

نماز کی چوری

۳۶۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً نِ الَّذِیْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنَ الصَّلَاةِ ﷺ قَالَ لَايُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول نماز کو چرانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے بتایا کہ نماز کی چوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ ٹھیک سے نہ کرے۔

شیرازہ اسلام کا بکھرنا

۳۷۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُنْقَضَنَّ عُرَى الْاِسْلَامِ عُرْوَةً فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِيْهَا فَاَوَّلُهُنَّ نَقْضَانِ الْحُكْمُ وَاٰخِرُهُنَّ الصَّلٰوةُ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا (کہ ایک وقت ایسا آئے گا) تب اسلام کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو جائے گا تو جب اسلام کی زنجیر کی ایک کڑی ٹوٹے گی تو بجائے اس کو جوڑنے کے بقیہ کڑیوں پر لوگ قناعت کر لیں گے۔ سب سے پہلے ٹوٹنے والی کڑی حکومت عادلہ (خلافت راشدہ حکومت الٰہیہ) ہے اور آخری کڑی نماز ہو گی۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دین کی بنیادیں ایک ایک کر کے تدریج کے ساتھ ختم ہوتی جائیں گی۔ سب سے پہلے اسلام کا سیاسی اقتدار ختم ہو گا۔ پھر زوال کی رفتار بڑھتی ہی جائے گی اور آخری کڑی بھی اس زنجیر کی ٹوٹ جائے گی۔ لوگ نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ امت کی اکثریت نماز کی تارک ہو جائے گی اور یہ زوال کا آخری نقطہ ہو گا۔

دین میں زکوۃ کی اہمیت

۳۸۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا بِاِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَمَنْ لَّمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ يَنْفَعُهٗ عَمَلُهٗ۔

quranurdu.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو شخص نماز پڑھے، مگر زکوۃ نہ دے تو اس کی نماز اللہ کے یہاں مقبول نہ ہوگی۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ ایسا شخص مسلمان نہیں ہے کہ جس کو اس کا عمل قیامت میں نفع دے۔

زکوۃ۔۔۔۔۔۔۔خدا کا حق

۲۹- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا أَدَّیْتَ زَکٰوةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَیْتَ مَاعَلَیْكَ وَمَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ فِیْهِ اَجْرٌ وَکَانَ اِصْرُهٗ عَلَیْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنے مال کی فرض زکوۃ ادا کردی تو تم اللہ کے حق سے سبکدوش ہوگئے اور جس نے حرام مال جمع کیا اور اسے اللہ کی راہ میں دیا تو اس پر اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔

رمضان میں روزہ اور تراویح

۳۰- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے رمضان کے روزے فرض کیے اور میں تمھارے لیے نماز تراویح تجویز کی۔ پس جو لوگ رمضان میں روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے ایمان اور احتساب (اجر آخرت کی نیت) کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے اس دن جب وہ پیدا ہوئے تھے گناہوں سے پاک تھے۔

تشریح: حدیث میں قیام کا لفظ آیا ہے جس سے مراد تراویح ہے۔ جو شخص مومن ہو اور اجر آخرت کی نیت سے یہ دونوں کام کرے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ رہے وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں وہ تو اسی وقت معاف ہوں گے جب صاحب حق کو اس کا حق لوٹا دیا جائے یا وہ بخوشی معاف کردے۔

سحری کھانے کی تاکید

۳۱- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَتَسَحَّرُ فَقَالَ اِنَّهَا بَرَکَةٌ اَعْطَاکُمُ اللهُ اِیَّاهَا فَلَا تَدَعُوْهَا۔

عبداللہ بن حارثؓ حضور ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپ سحری کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سحری کھانا باعث برکت ہے یہ برکت اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو عطا کی ہے تو سحری کھانا مت چھوڑنا۔

تشریح: یہود اپنے روزوں میں سحری نہیں کھاتے تھے، یہ ان کی وہ بدعت تھی جو ان کے عالموں نے ایجاد کی تھی، یا ان کی سرکشی اور بغاوت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں سحری کھانے سے منع کر دیا تھا۔ آخری نبی رحمت ﷺ کی امت کو ہلکے پھلکے احکام دیے گئے ہیں اس کے علاوہ انھیں اور بہت سی آسانیوں سے بھی نوازا گیا ہے انھی آسانیوں میں سے ایک آسانی سحری کھا کر روزہ رکھنا بھی ہے۔ سحری کے بابرکت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روحانی برکت کے ساتھ ساتھ، سحری کھا کر روزہ رکھنے سے دن میں اللہ کی عبادت اور دوسرے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔

روزہ۔۔۔۔۔۔۔۔جسم کی زکوۃ

۲۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکَاۃٌ وَزَکَاۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ وَالصِّیَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر گندگی دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے اور جسم کو (امراض سے) پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔

تشریح: جدید تحقیقات کی رو سے تمام مسلم غیر مسلم ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی طرز پر روزہ رکھنے سے بہت سی مہلک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے اور روزے کے نصف صبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو دوسری عبادتوں سے زیادہ خالص اور شائبہ ریا سے پاک ہے۔اس لیے اس سے نفس وغیرہ پر قابو پانے کی جو قوت حاصل ہونے والی قوت سے نصف حصے کے برابر ہو گی۔ واللہ اعلم

quranurdu.com

روزہ ڈھال ہے

۲۴۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ مِّنَ النَّارِ کَجُنَّۃِ اَحَدِکُمْ مِّنَ الْقِتَالِ۔

عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس طرح لڑائی میں تمھارے پاس ڈھال ہوتی ہے جو دشمن کے حملوں سے تمھیں بچاتی ہے اسی طرح یہ روزہ تمھارے لیے ڈھال ہے جو جہنم سے بچانے والی ہے۔

افطار کی دعا اور اس کا اجر عظیم

۲۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَصُوْمُ فَیَقُوْلُ عِنْدَ اِفْطَارِہٖ یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ وَاَنْتَ اِلٰھِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُكَ اَغْفِرْ لِیَ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا الْعَظِیْمُ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان روزہ رکھے اور افطار کے وقت درج بالا (حدیث میں مذکور) دعا پڑھے (یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ وَ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُكَ اَغْفِرْ لِیَ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا الْعَظِیْمُ) تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

تشریح: اس حدیث میں جو دعا افطار کے وقت کی بتائی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اے صاحب عظمت خدا اے عظیم اقتدار کے مالک تو میرا مالک ہے تیرے سوا کوئی اور میرا معبود نہیں ہے۔ میرے عظیم گناہوں کو تو معاف کر دے اس لیے کہ عظیم ہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔

روزے کے آداب

۲۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّیَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْجَھِلَ عَلَیْكَ فَقُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ اِنِّیْ صَائِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صرف کھانا پانی چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے۔ اصلی روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بے ہودہ اور بے کار باتوں اور شہوانی گفتگو سے بچے۔ پس اے روزہ دار! اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اتر آئے تو، تو کہہ دے کہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں میں روزہ رکھے ہوں (یعنی مشتعل ہو کر جوابی کارروائی نہ کرے)

سفر میں روزہ

۲۳۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍ اَکْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْکِسَاءِ فَمِنَّا مَنْ یَّتَّقِی الشَّمْسَ بِیَدِہٖ قَالَ فَسَقَطَ الصَّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِیَۃَ وَسَقَوُا الرِّکَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ذَھَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْیَوْمَ بِالْاَجْرِوَفِیْ رِوَایَۃٍ یَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَّجَدَ قُوَّۃً فَصَامَ فَاِنَّ ذٰلِکَ حَسَنٌ وَیَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَّجَدَ ضَعْفًا فَاَفْطَرَ فَاِنَّ ذٰلِکَ حَسَنٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ روزہ سے تھے اور کچھ لوگوں نے روزہ نہ رکھا۔ ایک جگہ ہم لوگوں نے پڑاؤ ڈالا۔ وہ نہایت گرم دن تھا اور سب سے زیادہ آرام اور سائے میں وہ لوگ تھے جن کے پاس کمبل تھے اور کچھ لوگ صرف ہاتھ سے سورج کی تپش سے بچاؤ کر رہے تھے یہاں پہنچ کر روزے دار لوگ تو پڑ گئے اور جو لوگ روزہ سے نہیں تھے وہ اٹھے انھوں نے خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج وہ لوگ سارا اجر سمیٹ لے گئے جو روزے سے نہیں تھے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ان کی یعنی صحابہ کی رائے یہ ہے کہ جو مسافر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے اور جو مسافر اپنے اندر کمزوری محسوس کرتا ہو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

تشریح: غالباً یہ فتح مکہ کا سفر ہے جو رمضان میں ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے سفر کے دوران کسی مقام پر اپنا روزہ توڑ دیا تھا تاکہ لوگ بھی توڑ دیں۔ لیکن کچھ لوگوں نے اپنا روزہ باقی رکھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ممانعت نہیں کی تھی۔ جب لوگوں نے کسی جگہ قیام کیا تو جو لوگ روزہ سے تھے وہ نڈھال ہو چکے تھے اور جو لوگ روزے سے نہیں تھے وہ پورے نشاط کے ساتھ اٹھے خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا۔ اور اجر کے مستحق ہوئے۔

رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے

۲۴۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّعَلٰی رَجُلٍ فِیْ ظِلِّ شَجَرَۃٍ یُرَشُّ عَلَیْہِ الْمَاءُ قَالَ مَابَالُ صَاحِبِکُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَائِمٌ قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ وَعَلَیْکُمْ بِرُخْصَۃِ اللّٰہِ الَّتِیْ رَخَّصَ لَکُمْ فَاقْبَلُوْھَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو درخت کے سائے میں بے ہوش پڑا تھا، لوگ اسے پانی کے چھینٹے دے رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا اس کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ روزہ سے تھے تو برداشت نہ کر سکے، غشی آگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے اور تمھارے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ۔

تشریح: جس آدمی کا ڈھانچہ کمزور ہو اور روزہ رکھنے کی صورت میں اسے اس طرح کی صورت حال سے دوچار ہونے کا ظن غالب ہو تو ایسے آدمی کو خدا کی بخشی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

quranurdu.com

روزہ کو رمضان کی اہمیت

۲۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَّمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ یَقْضِہٖ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَاِنْ صَامَہٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر شرعی (سفر اور مرض کے بغیر) چھوڑ دے پھر مدت العمر اس کی تلافی کے لیے روزے رکھے تب بھی ایک روزے کی کمی پوری نہ ہوگی۔

وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے کی سزا

quranurdu.com

۲۹۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِضَبْعَیَّ فَاَتَیَابِیْ جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا اِصْعَدْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اُطِیْقُہٗ فَقَالَا اِنَّا سَنُسَھِّلُہٗ لَکَ فَصَعِدْتُّ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِیْ سَوَاءِ الْجَبَلِ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِیْدَۃٍ قُلْتُ مَا ھٰذِہِ الْاَصْوَاتُ قَالُوْا ھٰذَا عُوَاءُ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ انْطُلِقَ بِیْ فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِھِمْ مُشَقَّقَۃً اَشْدَاقُھُمْ تَسِیْلُ اَشْدَاقُھُمْ دَمًا قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ قَالَ الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّۃِ صَوْمِھِمْ۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا۔ آپ فرمارہے تھے میں سورہا تھا کہ دو آدمی آئے اور انھوں نے میرا شانہ پکڑا اور مجھے ایک سخت دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھے اس پہاڑ پر چڑھنے کے لیے کہا تو میں نے انھیں بتایا کہ میں اس پر نہیں چڑھ سکتا۔ ان دونوں نے کہا: ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کردیں گے، چڑھو۔ چنانچہ میں چڑھ گیا۔ جب پہاڑ پر بیچ میں پہنچا تو میں نے وہاں کچھ شدید قسم کی چیخیں سنیں تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسی آوازیں آرہی ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ اہل جہنم کی چیخیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو کچھ ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا جو الٹے لٹکا دیے گئے ہیں اور ان کے جبڑے پھاڑ دیے گئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث میں وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی سے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ جو لوگ تندرست ہوکر روزے رکھتے ہی نہیں ہیں انھیں کتنی سخت سزا بھگتنا ہوگی۔

عید انعام کا دن

۳۰۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسِ نِ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یَمُنُّ بِالْخَیْرِ ثُمَّ یُثِیْبُ عَلَیْہِ الْجَزِیْلَ لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَقُمْتُمْ وَاُمِرْتُمْ بِصِیَامِ النَّھَارِ فَصُمْتُمْ وَاَطَعْتُمْ رَبَّکُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَکُمْ فَاِذَا صَلَّوْا نَادٰی مُنَادٍ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِیْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ فَھُوَ یَوْمُ الْجَائِزَۃِ وَیُسَمّٰی ذٰلِکَ الْیَوْمُ فِی السَّمَاءِ یَوْمُ الْجَائِزَۃِ۔

سعد بن اوس انصاریؒ اپنے باپ حضرت اوس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو خدا کے فرشتے تمام راستوں کی نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے مسلمانو! رب کے پاس چلو جو بڑا کریم ہے اور جو

نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتاہے پر اس پر بہت زیادہ انعام دیتاہے تمھیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی، تم کو دن میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت کی تو اب چلو اپنا انعام لے لو جب لوگ عید کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو خدا کا ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے اے لوگو تمھارے رب نے تمھاری بخشش فرمادی پس تم اپنے گھروں کو کامیاب وکامران لوٹو! یہ عید کادن انعام کا دن ہے اور اس دن کو (آسمان پر فرشتوں کی دنیا میں) انعام کا دن کہا جاتا ہے۔

فریضہ حج ادا کرنے میں جلدی

۲۱۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَجَّلُوْا اِلَی الْحَجِّ یَعْنِی الْفَرِیْضَةَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَایَدْرِیْ مَایَعْرِضُ لَہٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اگر تم پر حج فرض ہوچکا ہو تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرو اس لیے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

تارکین حج کا انجام

۲۲۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ تَحْبِسْہُ حَاجَةٌ ظَاھِرَةٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ اَوْسُلْطَانٌ جَآئِرٌ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اَنْ شَآءَ یَھُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو واقعی کوئی محتاجی نہیں ہے، بیمار بھی نہیں ہے اور کسی ظالم اقتدار کی طرف سے اسے رکاوٹ بھی لاحق نہیں ہے لیکن پھر بھی اس نے حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اگر چاہے۔"

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان پر حج فرض ہوچکا ہے اور اس فرض کے ادا کرنے میں اسے کسی طرح کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے وہ پھر بھی حج نہیں کرتا تو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔

زائرین حرم خدا کی نظر میں

۲۳۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاھُمْ فَاَجَابُوْہُ وَسَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ (چھوٹا حج) کرنے والے اللہ کے معزز مہمان ہیں اللہ نے انہیں اپنے یہاں آنے کے لیے کہا تو وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اللہ کی جناب میں جو بھی درخواست پیش کی اللہ نے قبول فرمائی۔

تشریح: اس مضمون کی کئی حدیثیں آئی ہیں۔ بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ انھوں نے مغفرت کی درخواست کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ حج کرنے والے افراد جن لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔ یہاں پھر یہ بات یاد رکھیے کہ ایسا گناہ جو بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے وہ معاف نہیں ہوگا جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے۔

quranurdu.com

حج اور عمرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خواتین کا جہاد

۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْءَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کے لیے حج اور عمرہ کرنا ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔

حقیقی حج

۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْحَاجُّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ قَالَ فَاَیُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ قَالَ وَمَا السَّبِيْلُ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کی حاجی کون ہے (یعنی حج کرنے والے کے اندر کیا خوبی ہونی چاہیے؟) آپ نے فرمایا وہ جس کے بال پراگندہ ہوں اور جو میلے کچیلے کپڑے پہنے رہے۔ اس نے پوچھا حج کے افعال میں سے کون سا فعل ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: بلند آواز سے لبیک والی دعا پڑھنا اور قربانی کرنا اس نے پوچھا السبیل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا سواری اور راستے کا خرچ مراد ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کس طرح کے حج کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالی پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حج ایک عاشقانہ قسم کی عبادت ہے۔ جو لوگ محبوب کے گھر کی زیارت کو جائیں انھیں ہر وقت غسل کرنے اور کھانے پینے میں دلچسپی نہیں لینی چاہیے۔ انھیں تو جو وقت اپنے محبوب کے ذکر و مناجات میں، دعا و استغفار میں اور گریہ وزاری میں صرف کرنا چاہیے۔ آخری سوال اس نے یہ کیا کہ قرآن مجید میں حج والی آیت میں مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران) کے الفاظ آئے ہیں اس نے پوچھا کہ سبیل کی استطاعت رکھنے سے کیا مراد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا اللہ کے گھر تک پہنچنے کے لیے سواری ہونی چاہیے اور راستے کا خرچ ہونا چاہیے۔

اہل عرفات پر خدا کی نظر کرم

۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا وقف بِعَرَفَةَ فَاِنَّ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ يَنْزِلُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِیْ شُعْثًا غُبْرًا جَآءُوْنِیْ شُعْثًا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ عرفات میں ٹھہر کر دعا اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالی آسمانِ دنیا تک آجاتے ہیں اور فرشتوں سے کہتے ہیں میرے ان بندوں کو دیکھو بال بکھرے ہوئے غبار سے اَٹے ہوئے۔ دیکھو میرے پاس یہ اس حالت میں آئے ہیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں جب لوگ پہنچتے ہیں اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اس موقع پر اللہ کی رحمت ان کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہوتی ہے۔

quranurdu.com

قربانی اور اخلاص

۵۷۔ رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَآاَیُّھَا النَّاسُ ضَحُّوْا وَاحْتَسِبُوْا بِدِمَآئِھَا فَاِنَّ الدَّمَ وَاِنْ وَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَاِنَّہٗ یَقَعُ فِیْ حِرْزِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! قربانی کرو، جانوروں کا خون اُخروی ثواب کی نیت سے بہاؤ قربانی کے جانور کا خون اگرچہ دیکھنے میں تو زمین پر گرتا ہے (اور برباد ہوتا دکھائی دیتا ہے) لیکن حقیقتاً اللہ کے خزانے میں چلا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث میں حرز کا لفظ آیا ہے حرز اس صندوق کو کہتے ہیں جس میں آدمی اپنے کپڑے وغیرہ رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ قربانی کے دن قربانی کرنا سب سے بڑا ثواب ہے قربانی کے جانور کا خون۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہماری مادی محدود نظر میں۔۔۔۔۔ اگرچہ زمین پر گر کر برباد ہوتا ہے لیکن واقعتاً جیسا نبی ﷺ نے خبر دی وہ خدا کے خزانے میں چلا جاتا ہے اور قربانی کرنے والے کے لیے ذخیرہ بنتا ہے۔

quranurdu.com

بدنصیب کون ہے؟

۵۸۔ عَنْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَہٗ جِسْمَہٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْہِ فِی الْمَعِیْشَۃِ تَمْضِیْ عَلَیْہِ خَمْسَۃُ اَعْوَامٍ لَّا یَفِدُ اِلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عزو جل کہتا ہے کہ جس بندے کو میں نے صحت اور تندرستی بخشی اور روزی میں فراخی اور کشادگی دی۔ پھر پانچ سال کی مدت گزر جائے اور وہ میرے پاس نہ آئے تو ایسا شخص محروم القسمت اور بدقسمت ہے۔

تشریح: تندرستی اور روزی کی کشادگی اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ دونوں نعمتیں جسے حاصل ہوں اس کو خدا سے زیادہ زیادہ تعلق جوڑنا چاہیے۔ اور قول و عمل ہر طرح سے شکر گزار بندہ بننا چاہیے لیکن یہ نعمتیں پا کر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال نہیں، بلکہ پانچ پانچ سال تک خدا کے پاس یعنی بیت اللہ حج کے لیے نہیں جاتا تو اس سے زیادہ محرومی کی بات کیا ہوگی اسے جاننا چاہیے کہ جس نے اس کو صحت دی ہے وہ چھین بھی سکتا ہے اور جس نے اس کو رزق کی کشائش سے نوازا ہے اسے پل بھر میں دانے دانے کا محتاج بنا سکتا ہے اس صحت اور دولت کو غنیمت سمجھے اور جلد از جلد فریضہ حج سے فارغ ہو معلوم نہیں کہ آیندہ یہ نعمتیں اسے حاصل بھی رہیں گی یا نہیں۔

ارکان اسلام کا یکساں اہتمام۔

۵۹۔ عَنْ زِیَادِ بْنِ نُعَیْمِ نِ الْحَضْرَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فَرَضَھُنَّ اللّٰہُ فِی الْاِسْلَامِ فَمَنْ اَتٰی بِثَلَاثٍ لَّمْ یُغْنِیْنَ عَنْہُ شَیْئًا حَتّٰی یَاْتِیَ بِھِنَّ جَمِیْعًا نِ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَیْتِ۔

حضرت زیاد بن نعیم حضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام میں چار عبادتیں اللہ کی فرض کردہ ہیں۔ جو شخص ان میں سے تین عبادتیں بجالائے (اور چوتھی چھوڑ دے) تو وہ تینوں اس کے کام نہ آئیں گی جب تک چاروں ادا نہ کرے۔ وہ چار فرض عبادتیں: نماز، زکوۃ، رمضان کے روزے اور حج ہیں۔

تشریح: یہ حدیث اور دوسری ہم معنی حدیثیں بتاتی ہیں کہ دین میں نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج کی کیا اہمیت ہے۔ خاص طور پر آج کل کے مسلمانوں کے لیے یہ حدیثیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ان کی بہت بڑی اکثریت نماز کی تارک ہے۔ پھر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بہت سے لوگ زکاۃ نہیں دیتے۔ کچھ لوگ صرف روزہ رکھتے ہیں نماز کے قریب نہیں جاتے اور نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ کچھ لوگ نماز روزہ اور زکاۃ کی فکر کرتے ہیں مگر حج سے غافل ہیں ایسے لوگوں کو حضور ﷺ تنبیہ فرماتے ہیں کہ یہ چاروں کام انجام دیے جائیں اگر تین کروگے اور چوتھا کام چھوڑے رکھو گے تو آخرت میں بڑی مشکل میں پھنس جاؤ گے اللہ تعالی پوچھے گا کہ میں نے تم پر چار بنیادی فرائض عائد کیے تھے تین یا دو یا ایک نہیں۔ پھر یہ تقسیم تم نے کس اختیار واقتدار کی روسے کی؟ بندہ ہو کر خدا کس طرح بن بیٹھے؟ بندگی کا اقرار کر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے امتی ہوتے ہوئے یہ بغاوت کیوں کی تو بتایئے لوگ یا جواب دیں گے اور کیسے دردناک انجام سے دوچار ہوں گے۔

quranurdu.com

معاشرتی حقوق

والدین کا حق

۱۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان ہوئی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ والدین کا حق ان کی اولاد پر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمھاری جنت اور جہنم ہیں۔

تشریح: ان کے حقوق ادا کروگے، ان کی خدمت کروگے تو جنت کے مستحق ہوگے اور اگر ان کا حق نہ پہچانو گے تو جہنم میں جاؤ گے ایک اور حدیث (نمبر ۴۲ راہ عمل) اور قرآن مجید کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں بڑھا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کے بعد ان مصیبتوں اور زحمتوں کا ذکر ہوا ہے۔ جو ماؤں کو حمل کے زمانے میں، دودھ پلانے اور بچوں کو پالنے کے زمانے میں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ ماں کے عظیم حق کا اندازہ ایک حدیث سے کیجیے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر لاد کر حج کرایا ہے۔ اسے اپنی پیٹھ پر لیے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اسے لیے ہوئے مزدلفہ آیا اور منی میں کنکریاں ماریں۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کرسکتی۔ میں نے یہ سارے کام اسے اپنی پیٹھ پر لیے ہوئے انجام دیے ہیں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کا حق نہیں ادا ہوا۔ یہ اس لیے کہ اس نے تمھارے بچپن میں تمھارے لیے ساری مصیبتیں جھیلیں اس تمنا کے ساتھ کہ تم زندہ رہو اور جو کچھ تم نے اس کے ساتھ کیا اس حال میں کیا ہے کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔

جنت۔۔۔۔۔۔ماں کے قدموں تلے

۲۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِنْ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ أُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد (جاہمہ) نبی ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں۔ مشورہ حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں (آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں)؟ آپؐ نے پوچھا تمھاری ماں موجود ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، وہ زندہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تو تم ان کی خدمت میں لگے رہو۔ تمھاری جنت ان کے قدموں میں ہے۔

تشریح: حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ ان کی ماں زندہ ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ ضعیف ہو چکی ہیں، بیٹے کی خدمت کی محتاج ہیں، اور بیٹے کو جہاد میں شرکت کی تمنا تھی۔ آپ نے بتایا تمھارے جہاد کا میدان تو تمھارے گھر میں ہے۔ جاؤ اور ماں کی خدمت میں لگے رہو۔ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کے والدین زندہ ہوں وہ دین کی خدمت کے لیے نہ نکلے۔ بیشتر صحابہ کرام کے والدین زندہ تھے اور وہ جہاد اور دعوت دین کے لیے باہر جاتے تھے۔

والدین کے لیے دعا و استغفار

۲۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاَنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبُهُ اللّٰهُ بَارًّا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی آدمی کے ماں باپ دونوں انتقال کر جائیں اور یہ ان کی زندگی میں نافرمان رہا (پھر اس کو ہوش آ جاتا ہے یعنی اسے احساس ہو جاتا ہے کہ وہ والدین کی نافرمانی کرتا رہا ہے) تو اسے چاہیے کہ برابر ان کے حق میں دعا کرتا رہے، ان کی بخشش کی استدعا کرتا رہے، تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ والدین کا فرماں بردار قرار دے کر نافرمانی کے وبال سے بچا لے گا۔

والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کی صورتیں

۳۔ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيْعَةَ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا۔

حضرت ابو اسید مالک ابن ربیعہ ساعدیؓ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا۔ اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ میرے والدین وفات پا چکے ہیں تو کیا ان کا کوئی حق میرے ذمے رہ گیا ہے جسے ادا کرنا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں والدین کے مرنے کے بعد ان کا یہ حق ہے کہ ان کے لیے دعا و استغفار کرتے رہیں، ان کی (جائز) وصیتیں پوری کریں، ان سے تعلق رکھنے والے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اور ماں باپ کے دوست اور احباب کی عزت اور خاطر داری کریں۔

خالہ کے ساتھ حسن سلوک

۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا كَبِيْرًا فَهَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَكَ وَالِدَانِ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ خَالَةٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَبِرَّهَا اِذًا۔

quranurdu.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے تو کیا اس سے توبہ کی کوئی عملی شکل ہے آپؐ نے اس پوچھا کیا تمھارے والدین زندہ ہیں اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تمھاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔

تشریح: توبہ کی عام شکل تو یہ ہے کہ آدمی اپنے کیے پر پچھتائے اس کا دل روئے اور اللہ سے معافی مانگے لیکن حضور ﷺ نے علم الٰہی کی رو سے جانا کہ اگر ماں یا خالہ کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے تو یہ گناہ دھل سکتا ہے۔ یہ بات پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

احترام معلم

٦٥۔ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علم دین سیکھو اور دینی علم کے لیے وقار و سنجیدگی سیکھو، اور جن سے تم دین کا علم حاصل کرو ان سے خاکسارانہ برتاؤ رکھو۔

تشریح: علماء کی تحقیقی رائے یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ ماں باپ کا ہے پھر استاد کا۔ وہ جسمانی مربی ہیں اور یہ دینی مربی ہیں۔ جسمانی تربیت کے بعد دینی و اخلاقی تربیت کا دور آتا ہے ماں باپ معمار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اساتذہ بنی ہوئی عمارت کو نقش و نگار سے سجاتے ہیں۔

شوہر کا حق

٦٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّیْ وَافِدَةُ النِّسَاءِ إِلَيْكَ هٰذَا الْجِهَادُ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى الرِّجَالِ فَاِنْ اُصِيْبُوْا اُجِرُوْا وَاِنْ قُتِلُوْا كَانُوْا اَحْيَآءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَنَحْنُ مَعْشَرُ النِّسَاءِ نَقُوْمُ عَلَيْهِمْ فَمَا لَنَا مِنْ ذَالِكَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِغِیْ مَنْ لَقِيْتِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ وَاِعْتَرَافًا بِحَقِّهٖ يَعْدِلُ ذٰلِكَ وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يَّفْعَلُهٗ رَوَاهُ الْبَزَّارُ هٰذَا مُخْتَصَرًا وَالطَّبْرَانِیُّ فِیْ حَدِيْثٍ قَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ ثُمَّ جَاءَتْهُ يَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّیْ رَسُوْلُ النِّسَاءِ إِلَيْكَ وَمَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ عَلِمَتْ اَوْلَمْ تَعْلَمْ إِلَّا وَهِیَ تَهْوٰى مَخْرَجِیْ إِلَيْكَ اَللهُ رَبُّ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ كَتَبَ اللهُ الْجِهَادَ عَلَى الرِّجَالِ فَإِنْ اَصَابُوْا اُجِرُوْا وَإِنِ اسْتُشْهِدُوْا كَانُوْا اَحْيَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَمَا يَعْدِلُ ذٰلِكَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ مِنَ الطَّاعَةِ قَالَ طَاعَةُ اَزْوَاجِهِنَّ وَالْمَعْرِفَةُ بِحُقُوْقِهِمْ وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يُّفْعَلُهٗ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ عورتوں نے مجھے (ایک مسئلے کی وضاحت کے لیے) آپؐ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ (مسئلہ یہ ہے کہ جہاد صرف مردوں پر فرض ہوا ہے اگر وہ زخمی ہو جائیں تو اجر پائیں۔ شہید ہو جائیں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں گے۔ اس کے انعامات سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے اور ہم عورتیں ان کے پیچھے ان کے گھر اور بچوں کی نگرانی کرتی ہیں تو

quranurdu.com

ہمیں کیا اجر ملے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن عورتوں سے تم ملو انھیں یہ بات پہنچا دو کہ شوہروں کی اطاعت کرنا اور ان کے حقوق کو پہچاننا جہاد کے برابر درجہ رکھتا ہے لیکن تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔

تشریح: طبرانی میں بھی یہی حدیث آئی ہے جس کا مضمون یہ ہے نمائندہ عورت نے آکر نبی ﷺ سے کہا مجھ عورتوں نے آپ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ ہر عورت چاہے اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو مگر یہ کہ میرے آپ کے پاس آنے کو پسند کرتی ہے۔(دیکھیے مسئلہ یہ ہے کہ) اللہ عورتوں اور مردوں دونوں کا آقا اور معبود ہے اور آپ مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف پیغمبر بناکے بھیجے گئے ہیں۔ مردوں پر جہاد فرض کیا گیا ہے۔ اگر وہ دشمن کو ماریں تو اجر پائیں (اور غنیمت بھی ملے) اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو اپنے رب کے یہاں اعلیٰ درجے کی زندگی پائیں اور اس کے انعامات سے فائدہ اٹھائیں تو ہم کس قسم کی اطاعت گزاری کریں کہ جو ان کے کار جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے بتایا شوہروں کی اطاعت گزاری اور ان کی حقوق شناسی کا ہی مرتبہ ہے جو مردوں کے جہاد کا ہے اور تم میں سے کم ہی ایسا کرنے والی ہیں۔

بیوی کا حق

۶۷۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ فَإِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا فَدَارِهَا تَعِشْ بِهَا۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو تو توڑ ڈالو گے۔ پس اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو زندگی اچھی گزرے گی۔

تشریح: عورت پسلی سے پیدا کی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے مزاج اور اس کے سوچنے اور کرنے کا ڈھنگ مرد کے مزاج سے کچھ مختلف ہوتا ہے اور خاندانی نظام میں شوہر کو سربراہی اور بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے جذبات و حسیات کی پروانہ کرے صرف اپنی بات منوانے پر اصرار کرے تو گھر حقیقی مسرتوں سے محروم اور جھگڑے و فساد کا جہنم بن جائے گا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ مردوں کو عورتوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے پیش آنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بالآخر طلاق کی نوبت آئے گی جو خدا کی شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے اس کی حیثیت آخری علاج کی ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ عورتیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اور مرد بڑے سیدھے ہوتے ہیں بلکہ یہ حدیث صرف اس لیے آپ نے ارشاد فرمائی ہے کہ لوگ غیر الٰہی جاہلی نظاموں میں عورت کے ساتھ حسن سلوک سے نہیں پیش آتے تم لوگ خدا کے بندے ہو اس لیے ان سے اچھا سلوک کرو چنانچہ بعض روایتوں میں آخری جملہ یہ ہے فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا یعنی حضور ﷺ شوہروں کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرو یعنی تم ان سے اچھا برتاؤ کرو اور دوسروں کو بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرو۔

اولاد کا حق

۶۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْرِمُوْا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوْا أَدَبَهُمْ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔

quranurdu.com

تربیت اہل واولاد

۶۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَسْتَرْعِی اللہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عَبْدًا رَعِیَّۃً قَلَّتْ اَوْ کَثُرَتْ اِلَّا سَأَلَہُ اللہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عَنْھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَقَامَ فِیْھَا اَمْرَ اللہِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَمْ اَضَاعَہُ حَتّٰی یَسْأَلَہُ عَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ خَاصَّۃً۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ جب کسی بندے کو کچھ لوگوں پر اقتدار بخشتا ہے تو چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں۔ اس بندے سے اللہ قیامت کے دن اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں محاسبہ ضرور کرے گا کہ جو لوگ اس کے ماتحت تھے ان پر اللہ کا دین جاری کیا، یا اس کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی کے اپنے مخصوص اہل خاندان (بیوی بچوں) کے بارے میں بھی سوال کرے گا۔

تشریح: یعنی شوہر سے بیوی بچوں اور دوسرے زیر کفالت لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کی دینی و اخلاق تربیت کہاں تک کی۔ اگر آدمی نے اپنی استطاعت کے مطابق ان کو دین سکھانے اور دین دار بنانے کی کوشش کی تو چھٹکارا مل جائے گا ورنہ بڑی مشکل میں پھنس جائے گا چاہے وہ اپنی ذات کی حد تک کتنا ہی خدا پرست اور دین دار ہو۔

quranurdu.com

غریب مسلمانوں کا حق

۷۰۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِدْخَالُكَ السُّرُوْرَ عَلٰی مُؤْمِنٍ اَشْبَعْتَ جُوْعَتَہٗ اَوْ کَسَوْتَ عَوْرَتَہٗ اَوْ قَضَیْتَ لَہٗ حَاجَۃً۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کسی مسلمان کا دل خوش کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے اگر بھوکا ہو کھانا کھلا دو اس کے پاس کپڑے نہ ہوں تو کپڑے پہنا دو یا اس کی کوئی ضرورت اٹکی ہوئی ہو تو اسے پورا کر دو۔

مسلمانوں کی حاجت روائی

۷۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِنًا عَلٰی سَقَاہُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَسَا مُؤْمِنًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاہُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ جس مسلمان نے کسی کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا تو اللہ اسے قیامت کے دن مہر بند شراب (یعنی نشے سے پاک بہترین مشروب) پلائے گا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا جسم کے ننگے ہونے کی حالت میں تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن جنتی پوشاک پہنائے گا۔

ناداروں کی مدد کا صلہ

۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطْعَمَ أَخَاہُ حَتّٰی یُشْبِعَہٗ وَسَقَاہُ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰی یُرْوِیَہٗ بَاعَدَہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ مَابَیْنَ کُلِّ خَنْدَقَیْنِ مَسِیْرَۃُ خَمْسِ مِائَۃِ عَامٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور پانی سے اس کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم سے خندقوں کے فاصلے پر رکھے گا اور ہر خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے۔

quranurdu.com

نیکی کی طرف متوجہ کرنے والا

۔ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وَاللّٰہُ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّھْفَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسی کو نیک کام بتائے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کرنے والے کو ملے گا اور اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مصیبت زدہ (خواہ کوئی ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم) کی مدد کی جائے۔

ملازمین کے ساتھ نرمی

۔ وَعَنْ أَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَیِّءُ الْمَلَکَۃِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَلَیْسَ اَخْبَرْتَنَا أَنَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ اَکْثَرُ الْاُمَمِ مَمْلُوْکِیْنَ وَیَتَامٰی قَالَ نَعَمْ فَاَکْرِمُوْھُمْ کَکَرَامَۃِ اَوْلَادِکُمْ وَاَطْعِمُوْھُمْ مِمَّا یَاکُلُوْنَ قَالُوْا فَمَا یَنْفَعُنَا مِنَ الدُّنْیَا قَالَ فَرَسٌ تَرْبِطُہٗ تُقَاتِلُ عَلَیْہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَمْلُوْکُکَ یَکْفِیْکَ فَاِذَا صَلّٰی فَھُوَ اَخُوْکَ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو اپنے اقتدار و اختیار کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہو، (نوکروں اور غلاموں پر سختی کرتا ہو) لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ کیا آپؐ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت میں یتیم اور غلام زیادہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے تمھیں یہ بات بتائی ہے تو تم لوگ ان یتیموں اور غلاموں) کے ساتھ ویسا ہی برتاو کرو جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو لوگوں نے پوچھا ہم کو دنیا کی کون سی چیز (آخرت) میں نفع پہنچائے گی؟ آپ نے فرمایا وہ گھوڑا جسے تم تھان پر باندھ کر کھلاؤ تاکہ اس پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو تمھارا غلام تمھاری جگہ کام کرتا ہے اس سے اچھا سلوک کرو اور اگر وہ نماز پڑھتا ہو (مسلمان ہو) تو وہ تمھارے اچھے برتاؤ کا زیادہ مستحق ہے۔

تشریح: اس حدیث میں غلاموں کا ذکر ہے۔ یہی حکم گھر کے مستقل نوکروں کا بھی ہے۔

برداشت کے مطابق بوجھ ڈالنا

۔ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَمْلُوْکِ طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ وَکِسْوَتُہٗ وَلَا یُکَلَّفُ اِلَّا مَا یُطِیْقُ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْھُمْ فَأَعِیْنُوْھُمْ وَلَا تُعَذِّبُوْا عِبَادَ اللّٰہِ خَلْقًا اَمْثَالَکُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تمھارے غلاموں کا تم پر حق ہے کہ انھیں کھانا پانی دو، کپڑے پہناؤ اور ان پر کاموں کا اتنا ہی بوجھ ڈالو جتنا وہ اٹھاسکتے ہوں اور اگر بھاری کام ان سے کرواؤ تو تم ان کی مدد کرو، اور اے اللہ کے بندو! ان لوگوں کو جو تمھاری طرح اللہ کی مخلوق اور تمھاری طرح انسان ہیں انھیں عذاب اور تکلیف میں مت مبتلا کرو۔

ملازموں کے ساتھ نرمی کا صلہ

۵۷۔ عَنْ عُمَرَبْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا خَفَّفْتَ عَلَى خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهِ كَانَ لَكَ اَجْرًا فِيْ مَوَازِيْنِكَ۔

حضرت عمر بن حُرَیْث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لوگے اتنا ہی اجرو ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔"

quranurdu.com

حیوانات پر شفقت

۵۸۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنهما قَالَ مَرَّحِمَارٌ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُوِيَ فِيْ وَجْهِهِ يَفُوْرُ مِنْخَرَاهُ مِنْ دَمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ثُمَّ نَهٰى عَنِ الْكَيِّ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ کے قریب سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغ دیا گیا تھا اس کے دونوں نتھنوں سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ حرکت کی۔ پھر آپ نے ممانعت فرمائی کہ نہ تو چہرے کو داغا جائے نہ چہرے پر مارا جائے۔

حقوق حیوانات

جانور پر نشانہ بازی کی ممانعت

۵۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ مَرَّبِفِتْيَانٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا اَوْ دَجَاجَةً يَتَرَامُوْنَهَا وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِّنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْ ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کچھ قریشی لڑکوں پر ان کا گزر ہوا جو کسی چڑیا یا مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے اور چڑیا کے مالک سے انھوں نے یہ طے کیا تھا کہ جو تیر خطا کر جائے گا وہ اس کا ہو گا۔ جب ان لڑکوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا تو ادھر ادھر بھاگ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: کس نے یہ حرکت کی؟ اللہ لعنت کرے اس پر جس نے یہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جان دار کو نشانہ بنائے (اور اس پر نشانہ بازی کی مشق کرے۔)

ایک اونٹ کا واقعہ

۷۹۔ عَنْ یَحیٰی ابْنِ مُرَّۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ وَکُنْتُ مَعَہٗ یَعْنِی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا ذَاتَ یَوْمٍ اِذْجَآءَ جَمَلٌ یَخُبُّ حَتّٰی ضَرَبَ بِجِرَانِہٖ بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ ذَرَفَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ وَیْحَكَ اُنْظُرْلِمَنْ ھٰذَا الْجَمَلُ اِنَّ لَہٗ لَشَأْنًا قَالَ فَخَرَجْتُ اَلْتَمِسُ صَاحِبَہٗ فَوَجَدْتُّہٗ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَوْتُہٗ اِلَیْہِ فَقَالَ مَا شَأْنُ جَمَلِكَ ھٰذَا فَقَالَ وَمَا شَأْنُہٗ لَآ اَدْرِیْ وَاللہِ مَا شَأْنُہٗ عَمِلْنَا عَلَیْہِ وَنَضَحْنَا عَلَیْہِ حَتّٰی عَجَزَعَنِ السِّقَایَۃِ فَائْتَمَرْنَا الْبَارِحَۃَ اَنْ نَّنْحَرَہٗ وَنُقَسِّمَ لَحْمَہٗ قَالَ فَلَاتَفْعَلْ ھَبْہُ لِیْ اَوْبِعْنِیْہِ قَالَ بَلْ ھُوَلَكَ یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَسَمَہٗ بِمِیْسَمِ الصَّدَقَۃِ ثُمَّ بَعَثَ بِہٖ۔

یحیٰی ابن مرّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اونٹ تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا جاؤ دیکھو، یہ کس کا اونٹ ہے اس کے ساتھ کوئی قصہ پیش آیا ہے (جبھی تو رو رہا ہے) میں اس اونٹ کے مالک کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ یہ فلاں انصاری کا اونٹ ہے۔ میں اسے بلا کر حضورؐ کے پاس لے گیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا: یہ تمھارے اونٹ کا کیا حال ہوا ہے۔ (کیوں رو رہا ہے)؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے تو نہیں معلوم وہ کیوں رو رہا ہے۔ ہم نے اس سے کام لیا کھجوروں اور باغوں میں اس پر مشکیں لاد کر پانی دیے یہاں تک کہ اب وہ آب پاشی کے لائق نہیں رہا تو گذشتہ رات ہم نے باہم مشورہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر لیں۔ آپ نے فرمایا تم لوگ اسے ذبح نہ کرو، بلکہ مجھے بلا قیمت دے دو یا میرے ہاتھ بیچ دو انصاری نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اس بلا قیمت قبول فرما لیں۔ راوی (یعنی ابن مرہؓ کہتے ہیں آپؐ نے اس اونٹ پر بیت المال کے جانوروں کا نشان لگا کر اسے سرکاری جانوروں میں شامل کرنے کے لیے بھیج دیا۔

جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرنے کا حکم

۸۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ مَرَّرَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ وَّاضِعٍ رِجْلَہٗ عَلٰی صَفْحَۃِ وَّھُوَیُحِدُّ شَفْرَتَہٗ وَھِیَ تَلْحَظُ اِلَیْہِ بِبَصَرِھَا قَالَ اَفَلَاقَبْلَ ھٰذَا اَوَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَھَا مَوْتَتَیْنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَھَا مَوْتَاتٍ ھَلَّا اَحْدَدْتَّ سَفْرَتَكَ قَبْلَ اَنْ تُضْجِعَھَا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے پہلو پر اپنا پاؤں رکھے ہوئے ہے اور ساتھ ہی چھری کو تیز کر رہا ہے اور بکری اس کے اس عمل کو دیکھ رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا یہ بکری ذبح ہونے سے پہلے نہ مر جائے گی؟ کیا تم اس کو دوہری موت دینا چاہتے ہو۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: کیا تم اس کو بار بار موت دینا چاہتے ہو؟ اس کو لٹانے سے پہلے تم نے اپنی چھری کیوں نہیں تیز کر لی؟

جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔

۸۱۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ اَمَرَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارٰی عَنِ الْبَھَآئِمِ وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجْھِزْ۔

quranurdu.com

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جانور کو تیز چھری سے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ کسی جانور کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جانور کو ذبح کرے تو جلدی سے اس کا کام تمام کر دے (دیر تک تڑپنے کے لیے نہ چھوڑے)

جانور کا بلا ضرورت شکار گناہ ہے

۸۲۔ عَنِ الشَّرِیْدِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِیْ عَبَثًا وَلَمْ یَقْتُلْنِیْ مَنْفَعَۃً۔

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کسی گوریا کو بے کار مارے گا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالی سے فریاد کرے گی۔ کہے گی: اے میرے رب: اس شخص نے مجھ کو بے کار قتل کیا تھا، گوشت کھانے کے لیے مجھے نہیں مارا تھا۔

تشریح: جانوروں کا شکار تفریحاً کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ انہیں کھانے کے لیے ہی شکار کیا جا سکتا ہے اور یہ اس لیے کہ ان کے خالق نے انسانوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

quranurdu.com

مثلے کی ممانعت

۸۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَثَّلَ بِذِیْ رُوْحٍ ثُمَّ لَمْ یَتُبْ مَثَّلَ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے کسی جاندار کا مثلہ کیا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو قیامت کے دن اللہ اس کا مثلہ کرے گا۔

(مثلے سے مراد اعضا کاٹنا ہے عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ اپنے گھریلو کتوں کے کان کاٹ دیتے ہیں)۔

معاملات

حلال کمائی

۸۴۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ فَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیْ رِزْقَھَا وَاِنْ اَبْطَأَ عَنْھَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقے مت اختیار کرنا۔ اس لیے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اسے پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔

مزدور کی کمائی

۸۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الْکَسْبِ کَسْبُ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: بہترین کمائی مزدوری کی کمائی ہے بشر طیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے۔

محنت کی کمائی

۸۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو کوئی محنت کر کے روزی کماتا ہے۔

تجارت

۸۷۔ عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ خَالِہٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْکَسْبِ فَقَالَ بَیْعٌ مَّبْرُوْرٌ وَّعَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ۔

حضرت جمیع اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ماموں نے بتایا کہ کسی نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر اور افضل کمائی کون سی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تجارت جس میں رب کی نافرمانی کے طریقے نہ اختیار کیے جائیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا

تشریح: (یہ دونوں۔۔۔۔۔۔تجارت اور کوئی جائز پیشہ۔۔۔۔۔روزی حاصل کرنے کے بہترین طریقے ہیں)

روزی کمانے کا صحیح تصور

۸۸۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَرَاٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ جَلَدِہٖ وَنَشَاطِہٖ فَقَالُوْیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْکَانَ ھٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی عَلٰی وَلَدِہٖ صِغَارًا فَھُوَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی عَلٰی اَبَوَیْنِ شَیْخَیْنِ کَبِیْرَیْنِ فَھُوَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی عَلٰی نَفْسِہٖ یَعِفُّھَا فَھُوَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی رِیَآءً وَّمُفَاخَرَۃً فَھُوَفِیْ سَبِیْلِ الشَّیْطَانِ۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دلچسپی لے رہا ہے تو انھوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر اس کی یہ دوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لیے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہو گی اور اگر اپنی ذات کے لیے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہو گی اور اگر اپنی ذات کے لیے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ ہو گی البتہ اگر اس کی یہ محبت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کے دکھانے کے لیے ہے تو یہ ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہو گی۔

تشریح: مومن کی پوری زندگی عبادت ہے اس کا ہر کام باعث اجر و ثواب ہے۔ اسلام میں زہد و تقوی اور عبادت کا جو وسیع تصور ہے وہ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے مَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَ اَھْلِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ خَادِمِہٖ فَھُوَصَدَقَۃٌ (ترغیب

quranurdu.com

وترہیب) مومن آدمی اپنی ذات پر اپنی بیوی پر اپنے بچوں پر اور اپنے ملازموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا۔

مال کے بارے میں صحیح طرز فکر

۱۹۔ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يَّبْذُلُ دِيْنَهٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا اب سے پہلے دورِ نبوت اور دورِ خلافت میں مال ایک ناپسندیدہ چیز شمار ہوتا تھا لیکن ہمارے زمانے میں مال مومن کی ڈھال ہے فرمایا اگر یہ درہم و دینار آج ہمارے پاس نہ ہوتے تو بادشاہ اور امراء ہمیں اپنا رومال بنالیتے۔ آج جس شخص کے پاس کچھ درہم و دینار ہوں اس کو کسی کام میں لگائے (تاکہ نفع ہو مال بڑھے) کیونکہ یہ ایسا دور ہے کہ اگر آدمی محتاج ہو جائے تو سب سے پہلے وہ اپنا دین بیچ دے گا حلال کمائی خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔

تشریح: بادشاہ اور امراء ہمیں اپنا رومال بنالیتے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارے پاس مال نہ ہوتا تو ان بادشاہوں اور امیروں کے یہاں جانے پر مجبور ہوتے اور وہ ہمیں اپنے باطل اغراض میں استعمال کرتے لیکن ہمارے پاس مال موجود ہے اس لیے ہم اسے بے نیاز ہیں۔ دورِ بنوت اور دورِ صحابہ میں لوگوں کا ایمان طاقتور تھا اس لیے تنگ دستی کی حالت میں ہر طرح کی ایمانی آفتوں سے محفوظ رہے اور آج کے لوگوں کا ایمان بالعموم کمزور ہے اس لیے فقر و احتیاج کی حالت میں اپنا دین و ایمان بیچ دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے اس لیے سفیان ثوری یہ نصیحت فرمارہے ہیں ان کا منشا عیش کوشی کی تلقین نہیں ہے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ حلال روزی میں اسراف نہیں ہے۔ اسراف کا تعلق حرام سے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص عمدہ کپڑے پہنے عمدہ غذا کھائے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ فضول خرچی کرنا ہے اسراف کرتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ اس کا عمدہ لباس اور عمدہ غذا حلال ذرائع سے حاصل ہوئی ہو۔

قرض دینے کی ترغیب

۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر قرض صدقہ ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ خوش حال آدمی اگر کسی غریب کو قرض دے تو یہ ثواب کا کام ہے اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ یہ اس لیے کہ اس غریب کی مشکل آسان کردی تو خدا قرض دینے والے کی مشکل کو قیامت کے دن آسان کرے گا۔

ایک دفعہ قرض دیان دو دفعہ صدقے کے برابر ہے۔

۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّةً اِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّتَيْنِ۔

quranurdu.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک بار قرض دے گا تو اس کو ثواب ملے گا گویا کہ اس نے دو مرتبہ اتنی رقم راہ خدا میں دی۔

مقروض کو مہلت دینے کا انعام

۹۲۔ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِکَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِّمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَقَالُوْا عَمِلْتَ مِنَ الْخَیْرِ شَیْئًا قَالَ لَا قَالُوْا تَذَکَّرْ قَالَ کُنْتُ أُدَایِنُ النَّاسَ فَاٰمُرُ فِتْیَانِیْ اَنْ یُّنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَیَتَجَوَّزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَجَاوَزُوْا عَنْہُ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سے پہلے جو مسلمان گزرے ہیں ان میں سے ایک مسلمان کے پاس (مرنے کے بعد) فرشتے پہنچے تو انھوں نے پوچھا تم نے دنیا میں کوئی اچھا کام کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرشتوں نے کہا یاد کرو حافظے پر زور ڈالو، کوئی کام کیا ہو تو بتاؤ۔

اس نے کہا میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازموں کو ہدایت کرتا تھا کہ تنگ دست قرض دار وقت مقررہ پر قرض واپس نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دے دینا اور اگر قرض دار قرض واپس کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرشتوں سے کہا: اس کی غلطیوں کو معاف کر دو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا کوئی خاص عمل اتنا پسند آ جاتا ہے اور اس کے بہت سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے جنت کا مستحق قرار دے دیتا ہے۔ اس طرح کے واقعات احادیث میں بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ کب کس بندے کا کوئی عمل مالک کو پسند آ جائے۔

تنگ دست مقروض کو مہلت دینا صدقہ ہے

عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَہٗ کُلَّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ اَنْ یَّحِلَّ الدَّیْنُ فَاَنْظَرَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ کُلَّ یَوْمٍ مِّثْلَیْہِ صَدَقَةٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے کسی تنگ دست کو ایک متعینہ مدت کے لیے قرض دیا تو معینہ وقت آنے تک قرض دینے والے کے نامہ اعمال میں ہر دن ایک صدقہ لکھا جاتا رہتا ہے اور متعین وقت آ گیا اور ادا نہ ہو سکا اور قرض خواہ نے مزید مہلت دے دی تو اب ہر دن اس کے نامہ اعمال میں دو صدقے لکھے جاتے رہیں گے۔

سود خوری

۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَکْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا کَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِہٖ اِلٰی قِلَّةٍ وَقَالَ فِیْ صَحِیْحِ الْاَسْنَادِ وَفِیْ لَفْظٍ لَّہُ الرِّبَا وَاِنْ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہٗ اِلٰی قُلٍّ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو آدمی سودی مال جمع کرتا ہے تو اس کا انجام تنگ دستی ہوتی ہے۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں سودی مال چاہے کتنا ہی زیادہ ہو جائے بالآخر تنگ دستی اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔

quranurdu.com

سود خور کا انجام بد

٩٥۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ لَيلَةَ اُسْرِیَ بِیْ لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَنَظَرْتُ فَوْقِیْ فَاِذَا اَنَا بِرَعْدٍ وَبُرُوْقٍ وَصَوَاعِقَ قَالَ فَاَتَيْتُ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ قُلْتُ يَاجِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی اس رات جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر کی طرف دیکھا وہاں گرج چمک اور کڑک ہورہی تھی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ اس طرح پھولے ہوئے تھے کہ جیسے گھر ہوتے ہیں۔ ان میں سانپ ہی سانپ تھے اور وہ سانپ پاہر سے نظر آتے تھے میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ سود خور لوگ ہیں۔

quranurdu.com

سودی لین دین کرنے کا انجام

٩٦۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِیْ فَاَخْرَجَانِیْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَآئِمٌ وَّعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَاهٰذَا الَّذِیْ رَاَيْتُهُ فِی النَّهْرِ قَالَ آكِلُ الرِّبَا۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس لے گئے۔ وہاں سے اوپر کو چلے۔ یہاں تک کہ ہم سب خون کے ایک دریا کے پاس پہنچے جس میں ایک آدمی دریا میں کھڑا ہوا تھا اور دریا کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے ہاتھ میں پتھر تھے جو آدمی دریا میں کھڑا تھا وہ دریا سے باہر نکلنے کے لیے آگے بڑھتا تو کنارے پر کھڑا آدمی اس کے چہرے پر پتھر مار کر اسے وہیں پہنچا دیتا جہاں سے وہ چلا تھا اسی طرح مسلسل ہورہا تھا۔ وہ نکلنے کی کوشش کررہا تھا اور یہ نکلنے نہیں دیتا تھا۔ جب بھی کنارے پر آیا اس نے چہرے پر ایک پتھر مار کر اسے لوٹا دیا۔۔ میں نے جبریل سے پوچھا جسے میں دریا میں دیکھ رہا ہوں وہ کون ہے؟ انھوں نے بتایا یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں سود کھاتا تھا۔

وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے۔

٩٧۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِیَّ اَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا فَلَمَّا كَانَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَآئَهُ وَقَسَمَ بَيْنَ اِخْوَةِ اَبِيْهِ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُمَرَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا ظُنُّ الشَّيْطَانَ فِیْ مَايَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهُ فِیْ نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ اَنْ لَّا تَمْكُثَ اِلَّا قَلِيْلًا وَاَيْمُ اللهِ لَتُرْجِعَنَّ نِسَآءَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِیْ مَالِكَ وَاِلَّا لَاُوَرِّثُنَّهُنَّ مِنْكَ وَلَاٰ مُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمُ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ اَبِیْ رِغَالٍ۔

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کے غیلان ابن سلمہ جب اسلام لائے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ان میں سے چار بیویوں کا انتخاب کرو باقی چھ کو چھوڑ دو۔ (چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا) عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانے میں غیلان بن سلمہ اپنی ان چاروں بیویوں کو طلاق دے دی اور پورا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا اس کی اطلاع حضرت عمر کو ہوئی تو غیلان کو بلایا اور کہا میرا خیال ہے کہ شیطان نے اوپر جا کر تمھاری موت کی خبر سن لی ہے اور اس نے آکر تمھیں بتا دیا ہے کہ اب تم تھوڑے ہی دن زندہ رہو گے (اس لیے تم نے اپنی بیویوں کو وارثت سے محروم رکھنے کے لیے طلاق دی اور سارا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا) میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں سے تمھیں رجوع کرنا ہو گا اور تقسیم کیے ہوئے مال کو واپس لینا ہو گا ورنہ میں تمھاری بیویوں کو تمھارا زبردستی وارث بناؤں گا اور لوگوں کو حکم دوں گا کہ تمھاری قبر پر پتھر ماریں جیسے ابو رغال کی قبر پر پتھر مارے جاتے ہیں۔

تشریح: اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ورثے کا حصہ مقرر کر دیا ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کو کسی بھی وجہ سے وارثت سے محروم کرے ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اگر اسلامی حکومت قائم ہو اور کوئی شخص یہ حرکت کرے تو اسلامی حکومت کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ اس فاسقانہ عمل کو نافذ نہ ہونے دے۔ پتھر مارنا ایسی سزا ہے جو ملعونوں کو دی جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثا کو محروم کرنا ایک لعنتی فعل ہے ابو رغال زمانہ جاہلیت کا وہ عرب ہے جس نے ابرہہ کے ساتھ ساز باز کر لی تھی اور کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آنے والی فوج کو راستہ بتایا تھا اس لیے اس ملعون شخص کی قبر پر پتھر مارے جاتے ہیں۔

حقوق کی اہمیت

۹۸۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ الدَّوَاوِیْنُ ثَلَاثَةٌ دِیْوَانٌ لَّا یَغْفِرُ اللهُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (النسآء:۴۸) وَدِیْوَانٌ لَّا یَتْرُکُهُ اللهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَیْنَهُمْ حَتّٰی یَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ وَدِیْوَانٌ لَّا یَعْبَأُ اللهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیْ مَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ اللهِ فَذَاكَ اِلَی اللهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اعمال نامے میں درج گناہ تین قسم کے ہوں گے۔ ا۔ ایک وہ گناہ جسے اللہ ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ وہ شرک کا گناہ ہے۔ اس نے فرمایا ہے یقیناً اللہ اس جرم کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (اس کی ذات وصفات میں، اس کے حقوق واختیار میں کسی کو ساجھی اور حصہ دار بنایا جائے۔ (النساء ۴: ۴۸ میں) ۲۔ دوسرا گناہ جو نامہ اعمال میں درج ہو گا، بندوں کے حقوق سے متعلق ہے۔ اسے اللہ نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ مظلومین ظالموں سے اپنا حق لے لیں۔ ۳۔ تیسرا درجِ رجسٹر گناہ وہ ہو گا جس کا تعلق بندے اور خدا سے ہے۔ یہ اللہ کے حوالے ہے (وہ اپنے علم وحکمت کے تحت) چاہے گا تو عذاب دے گا، چاہے تو (علم وحکمت کے تحت) معاف کر دے گا۔

حقوق العباد کی اہمیت

۹۹۔ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأُمَّتِهٖ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ فَاُجِیْبَ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَاِنِّیْ اٰخِذٌ لِّلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ۔

quranurdu.com

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے دعا فرمائی: اللہ تعالی کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ کی دعا ہم نے قبول کی۔ آپ کی امت کے گناہ ہم بخش دیں گے البتہ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق دبا لیے ہوں گے ان کے لیے چھٹکارا نہیں ہے۔ میں ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر کے رہوں گا۔

تشریح: اس حدیث کے الفاظ سے کسی کو مغفرت اور بخشش کے بارے میں کوئی مغالطہ نہ ہونا چاہیے۔ اللہ کا قانونِ تعذیب اور قانون مغفرت دونوں پوری وضاحت کے ساتھ قرآن و حدیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ جن کے جاننے کے لیے اس مجموعے کی حدیثیں کافی ہیں۔

اخلاقیات (اچھائیاں۔۔۔۔برائیاں)

quranurdu.com

توکل

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ كَانَ قَمِنًا اَنْ لَّا تُسَدَّ حَاجَتُهٗ وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ اَتَاهُ اللهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْمَوْتٍ اٰجِلٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو تنگ دستی لاحق ہو۔ اور وہ اسے دور کرنے کے لیے انسانوں کے پاس جائے تو ایسا شخص اس لائق ہے کہ اس کی ضرورت پوری نہ ہو اور جو شخص اپنی ضرورت کو اللہ کے پاس لے جائے اور اس سے حاجت روائی کا طالب ہو تو اللہ یا تو اس کو دنیا میں رزق دے گا یا اپنے پاس بلالے گا اور وہاں اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔

تشریح: یہ حدیث آدمی کو توکل کی تعلیم دیتی ہے کہ اپنی ہر ضرورت خدا کے سامنے رکھو کیونکہ اسی کے پاس دینے کے لیے سب کچھ ہے۔ اپنے جیسے انسانوں پر کیوں بھروسہ کیا جائے جب کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔

صبر

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ: لَايَمُوْتُ لِاِحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ اَيْضًا قَالَ اَتَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ اَيْضًا قَالَ اَتَتِ امْرَأَةٌ بِصَبِیٍّ لَّهَا فَقَالَتْ يَانَبِیَّ اللهِ اُدْعُ اللهِ لِیْ فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً فَقَالَ اَدَفَنْتِ ثَلَاثَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيْدٍ مِّنَ النَّارِ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی کچھ عورتوں سے خطاب کرتے ہوتے فرمایا تم میں سے جس کسی عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اجر آخرت کی نیت سے صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔ یہ بات سن کر ان میں سے ایک عورت نے پوچھا اے اللہ کے رسول! اگر کسی عوت کے دو بچے مریں اور وہ صبر کرے تو؟ آپ نے فرمایا وہ بھی جنت میں جائے گی۔ ابو ہریرہ سے مروی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں ایک عورت اپنی گود میں بچہ لیے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ میرے لیے دعا فرمایئے (یہ بچہ زندہ رہے) اس لیے کہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمھارے تین بچے وفات پا گئے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تب تو تم نے جہنم سے بچانے والا مضبوط حصار اور اوٹ حاصل کر لیا (یعنی یہ تینوں بچے جہنم سے بچانے کا سبب بنیں گے)۔

ثابت قدمی

١٠٢- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ یَنْتَظِرُ حَتّٰی اِذَا الشَّمْسُ قَامَ فِیْهِمْ فَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِیَةَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ثُمَّ قَامَ النَّبِیُّ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اَهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ۔

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی جہاد میں انتظار کرتے رہے (حملے میں پہل نہیں کی) یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوا تو آپ اٹھے اور مجاہدین کو خطاب کیا اور فرمایا: اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اس بات کی دعا کرو کہ اللہ اپنی عافیت میں رکھے لیکن جب دشمن سے بھڑ جاؤ تو صبر و استقامت دکھاؤ اور اس بات کا یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی اے اللہ کتاب کے نازل کرنے والے بادلوں کے چلانے والے اور دشمن جماعتوں کو شکست دینے والے، تو لوگوں کو شکست دے اور ہمیں اپنی مدد سے ان پر غالب فرما۔ (چنانچہ اس کے بعد حملہ ہوا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن شکست کھا گیا)

quranurdu.com

راز کی حفاظت

١٠٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ اَمَانَةٌ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی تم سے بات کرے اور ادھر ادھر مڑ کر دیکھتے تو اس کی یہ بات تمھارے پاس امانت ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ چاہے اس نے زبان سے نہ کہا ہو کہ اسے راز رکھنا، پھر بھی اس کی بات راز کی حیثیت رکھتی ہے اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا صحیح نہیں ہے۔ یہ امانت میں خیانت ہو گی۔ گفتگو کے دوران ادھر ادھر دیکھنا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی بات پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔

حسن سلوک

١٠٤- وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَاتَکُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَآءُوْا اَنْ لَّا تَظْلِمُوْا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ دوسروں کی تقلید اور پیروی کرنے والے نہ بنو (یعنی) یوں نہ سوچو کہ لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور لوگ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔ نہیں بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر جماؤ اور آمادہ کرو کہ لوگ اچھا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر برا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرو۔

مجلس کے آداب

۱۰۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَایُقِمِ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ فَیَجْلِسَ فِیْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی آدمی کسی دوسرے کو جو پہلے سے مجلس میں بیٹھا ہوا ہے اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے بلکہ (اہل مجلس کو چاہیے کہ) آنے والوں کے لیے کشادگی پیدا کریں اور بیٹھنے کی گنجائش نکالیں۔

مجلس میں سرگوشی کرنا

۱۰۶- عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَایَتَنَاجٰی اِثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا قَالَ قُلْنَا فَاِنْ كَانُوْا اَرْبَعَةً قَالَ فَلَا یَضُرُّ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ یَحْزُنُهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب تم تین آدمی کسی جگہ بیٹھے ہو تو دو آدمی تیسرے آدمی کو چھوڑ کر آپس میں راز دارانہ باتیں نہ کریں۔(جب یہ حدیث عبداللہ بن عمرؓ نے سنائی تو ان کے شاگرد (ابو صالح) نے پوچھا کہ اگر مجلس میں چار آدمی ہو تو ان میں سے دو شخص راز دارانہ باتیں کرسکتے ہیں یا نہیں؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی اسی مضمون کی ایک روایت میں یہ زائد جملہ ہے کیونکہ یہ برتاؤ ان کے لیے باعث دکھ ہوگا۔

دو افراد کے درمیان بیٹھا

۱۰۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلاَّ بِاِذْنِهِمَا۔

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ دو پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت کے آکر بیٹھ جائے۔

لباس کیسا پہنا جائے؟

۱۰۸- عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یَسْأَلُهٗ رَجُلٌ مَاأَلْبَسُ مِنَ الثِّیَابِ قَالَ مَالَا یَزْدَرِیْكَ فِیْهِ السُّفَهَاءُ وَلَایَعِیْبُكَ بِهِ الْحُكَمَآءُ قَالَ مَاهُوَ قَالَ مَابَیْنَ الْخَمْسَةِ دَرَاهِمَ إِلَى الْعِشْرِیْنَ دِرْهَمًا۔

ابو یعفور کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا کہ میں کس طرح کے کپڑے پہنوں۔ انھوں نے فرمایا ایسے کپڑے پہنو کہ بے وقوف لوگ تمھیں اس کپڑے میں دیکھ کر حقیر نہ جانیں اور عقل مند تم پر اعتراض نہ کریں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کس قیمت کا ہو۔ انھوں نے جواب دیا پانچ درہم کی قیمت کا ہو۔

تشریح: حضرت عبداللہ ابن عمر کے زمانے میں پانچ درہم بہت مالیت کے ہوتے تھے۔ آج کے تمدنی دور میں پانچ درہم میں سر کو ڈھاپنے والی ایک ٹوپی بمشکل ملتی ہے اور اس زمانے میں پانچ درہم میں پوری پوشاک تیار ہو جاتی تھی۔ اس فرق کو نگاہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

quranurdu.com

حرص وبخل

۱۰۹- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا-

حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حرص وبخل اور ایمان کسی بندے کے دل میں ہر گز جمع نہیں ہوتے۔

تشریح: یعنی ایمان اور حرص وبخل دونوں میں سے ایک ہی دل میں رہ سکتا ہے دونوں نہیں کیونکہ ایمان تو یہ چاہتا ہے کہ آدمی مال کا پجاری نہ بنے اور جو کچھ مال کمائے اس میں سے دین پر اور بے سہارا لوگوں پر خرچ کرے، اور مال کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے اور بچا بچا کر رکھنے کی ذہنیت نہ دینی کاموں میں خرچ کرنے دیتی ہے اور نہ بندگان خدا پر رحم کھانے دیتی ہے۔

مشابہت سے ممانعت

۱۱۰- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ-

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

عورت اور مرد ایک دوسرے کا لباس نہ پہنیں

۱۱۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْءَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کا لباس پہنتی ہے۔

عورت کی مشابہت اختیار کرنا

۱۱۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَابَالُ هٰذَا قَالُوْا یَتَشَبَّهُ بِالنِّسَآءِ فَاَمَرَبِهٖ فَنُفِیَ اِلَی النَّقِیْعِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَقْتُلُهٗ اِنِّیْ نُهِیْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّیْنَ-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک مخنث (ہیجڑا) لایا گیا جس نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں پر مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ نے پوچھا: یہ کیسا آدمی ہے کہ اس نے مہندی کیوں لگا رکھی ہے؟ لوگوں نے بتایا اس نے عورتوں کے مشابہ بننے کے لیے مہندی لگائی ہے چنانچہ آپ کے حکم سے مدینہ سے اسے نکال کر مقام نقیع میں بسایا گیا۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ اس کو قتل کیوں نہیں کر دیتے؟ آپ نے فرمایا مجھے نماز پڑھنے والوں (یعنی مسلمان) کو قتل کرنے سے (قرآن مجید میں) منع کیا گیا ہے۔

quranurdu.com

بدکاری

۱۱۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا شَبَابَ قُرَیْشٍ اِحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ لَا تَزْنُوْا أَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاِنَّهُ مَنْ سَلِمَ لَهُ شَبَابُهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے قریشی جوانو! تم لوگ زنا کا ارتکاب نہ کرنا۔ جو لوگ عفت و پاک دامنی کے ساتھ جوانی گزاریں گے وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔ ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں جس کی جوانی آفات جونی سے محفوظ رہی وہ جنت کا مستحق ہے۔

لوطت کی سزا

۱۱۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ وَجَدَ رَجُلًا فِیْ بَعْضِ ضَوَاحِی الْعَرَبِ یُنْكَحُ کَمَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ فَجَمَعَ لِذٰلِكَ اَبُوْبَکْرٍ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْهِمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ عَلِیٌّ اِنَّ هٰذَا ذَنْبٌ لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اُمَّةٌ اِلَّا اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ فَفَعَلَ اللهُ بِهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ اَرٰی أَنْ تَحْرِقَهُ بِالنَّارِ فَاجْتَمَعَ رَأْیُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ یُّحْرَقَ بِالنَّارِ فَأَمَرَ اَبُوْبَکْرٍ أَنْ یُّحْرَقَ بِالنَّارِ۔

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا کہ عرب کے قریبی بیرونی علاقے میں ایک ایسا مرد پایا گیا ہے جس سے لوگ عورتوں کی طرح جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں (تو کیا کاروائی کی جائے اسے کیا سزا دی جائے) حضرت ابو بکرؓ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا ان اصحاب شوری میں حضرت علی بھی تھے حضرت علی نے فرمایا اس گناہ میں صرف ایک امت ہی مبتلا رہی ہے (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی امت اس جرم کی پاداش میں اللہ نے ان کو کتنی سخت سزا دی آپ کو معلوم ہے۔ میری رائے (اس معاملے میں یہ ہے کہ آپ شخص مذکور کو آگ کی سزا دیں۔ چنانچہ اس سے اصحاب رسول اللہ ﷺ نے اتفاق کیا اور خلیفہ کے حکم سے اسے جلا دیا گیا۔

تشریح: اس جرم کی سزا قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئی ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا کام ہے کہ وہ اپنے زیر اقتدار علاقے میں اس جرم کے ارتکاب پر کیا سزا مقرر کرے سزا دونوں کو دی جائے گی اور جہاں اسلامی حکومت نہ ہو وہاں کے خدا ترس مسلمان اپنے علما کے مشورے سے کوئی سزا تجویز کر سکتے ہیں۔

برے خیالات کی پرورش

۱۱۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کُتِبَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا فَهُوَ مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ اَلْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ الْکَلَامُ وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخَطٰی وَالْقَلْبُ یَهْوٰی وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذَالِكَ الْفَرْجُ اَوْ یُکَذِّبُهٗ (ترغیب و ترهیب بحواله مسلم و بخاری و ابو داود و نسائی) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّاَبِیْ دَاوٗدَ وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ فَزِنَاهُمَا الْمَشْیُ وَالْفَمُ یَزْنِیْ فَزِنَاهُ الْقُبَلُ۔

quranurdu.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ابن آدم کے لیے اس کا حصہ زنا طے شدہ ہے جسے وہ وہ ضرور پائے گا ۔شہوت کی نظر سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ شہوانی باتیں سننا کانوں کا زنا ہے۔ خواہش اور تمنا کرنا دل کا زنا ہے، اور تمنا کرنا دل کا زنا ہے۔ پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے اس کے لیے چل کر جانا پیروں کا زنا ہے۔ خواہش اور تمنا کرنا دل کا زنا اور شرم گاہ یا تو عملاً زنا کر گزرے گی یا رُک رہے گی۔ ابو داود اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں ان کا زنا پکڑنا ہے دونوں پیر زنا کرتے ہیں ان کا زنا چلنا ہے اور بوسہ لینا منہ کا زنا ہے۔

تشریح: یہ حدیث بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں بنیادی طور پر جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی برے خیالات کی پرورش دل میں نہ کرے دل ہی جسم انسانی میں حکمران کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی برا خیال دل میں آئے اور آدمی اس کو پالتا رہے تو پھر گناہ سے روکنے والی کوئی چیز نہ ہوگی اور جب دل برے خیالات کی پرورش کرے گا تو تمام اعضا اس کی خواہش کو پورا کرنے میں لگ جائیں گے۔ اس لیے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اگر برا خیال آئے تو اس کو بزور ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس حدیث میں یہ مسئلہ نہیں بیان ہوا ہے کہ ہر آدمی کے لیے حصہ زنا تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اور تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔ مسئلہ یہ بیان ہو رہا ہے کہ آدمی اگر اپنی ایمانی تربیت نہ کرے تو زنا اور دوسرے جرائم سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ تیسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ زنا کے مقدمات بھی زنا کے حکم میں ہیں۔ اسی لیے کسی عورت پر شہوانی نظر ڈالنے سے، شہوانی گفتگو کرنے سے، شہوانی باتیں سننے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اگر ان باتوں سے آدمی بچ جائے تو برائی کے آخری نقطے تک نہیں جائے گا یہاں یہ بات بھی توٹ کرنے کے قابل ہے کہ برے خیالات کی پرورش کرنے پر بھی مواخذہ ہوگا۔

quranurdu.com

جامع حدیثیں

اس باب میں جیسا کہ ہم مقدم میں بتا چکے ہیں وہ حدیثیں ہیں جن میں نبی ﷺ نے لوگوں کے حالات کے پیش نظر ایک ہی حدیث میں مختلف پہلوؤں سے تربیت فرمائی ہے)

دہرے اجر کے مستحق

۱۱۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ والعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ یَأْدِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے لوگوں کو دہرا اجر ملے گا: ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا۔ دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کیا۔ تیسرا وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو، اور وہ اس کی اچھی تربیت کرے اور عمدگی کے ساتھ اسے دین سکھائے، پھر آزاد کر دے اور اس سے شادی کر لے۔ اس کو دہرا اجر ملے گا۔

اسلام ہجرت اور حج

۱۱۷- عَنِ ابْنِ شَمَّاسَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَوبْنَ الْعَاصِ وَھُوَفِیْ سِیَاقَۃِ الْمَوْتِ فَبَکٰی طَوِیْلًا وَقَالَ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰہُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ لِاُبَایِعَکَ فَبَسَطَ یَدَہٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ فَقَالَ مَالَکَ یَاعَمْرُو قَالَ اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَا ذَا قَالَ اَنْ یُّغْفَرَلِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یَاعَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ وَاَنَّ الْھِجْرَۃَ تَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَھَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ۔

حضرت ابن شماسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے۔ ان پر نزع کا عالم طاری تھا وہ ہم کو دیکھ کر بہت دیر تک روئے اور اس کے بعد (اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا) جب اللہ نے اسلام میرے دل میں ڈالا (یعنی جب اسلام قبول کرنے کی توفیق ہوئی) تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچ لیا۔ میں نے کہا ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا شرط لگاتے ہو؟ میں نے کہا میری شرط یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے جاہلیت میں جتنے گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں سب معاف ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اے عمرو کیا تم نے نہیں جانا کہ اسلام پہلے کے کیے ہوئے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ اسی طرح ہجرت اور حج بھی۔

امان وضو اور نماز

۱۱۸- عَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ، وَلَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَّا طُھُوْرَلَہٗ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلَاۃَ لَہٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلَاۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے اندر امانت کی صفت نہیں اس کے اندر ایمان نہیں۔ اس شخص کی نماز نہیں جس نے طہارت نہیں حاصل کی (وضو نہیں کیا) اور اس شخص کے پاس دین نہیں جو نماز نہیں پڑھتا۔ دین اسلام میں نماز کی حیثیت وہی ہے جو جسم انسانی میں سر کی حیثیت ہے۔

تشریح: امانت، خیانت کی ضد ہے۔ امانت کی صفت جس شخص کے اندر ہوتی ہے وہ کسی صاحب حق کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ چاہے خدا اور رسول کا حق ہو چاہے ماں باپ، اعزّا اور رشتہ داروں وغیرہ کا ہو اور ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے مومن کو لازماً امانت دار ہونا چاہیے۔ طہارت اور وضو کے بغیر نماز نہ ہوگی اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ دین دار کیسے ہو سکتے ہیں؟ جس طرح سر کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح جس نے نماز چھوڑ دی اس نے پورے دین کو ڈھا دیا۔

استقامت، وضو اور نماز

۱۱۹- عَنْ رَبِیْعَۃَ الْجُرَشِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِیْمُوْا وَنِعِمَّا اِنِ اسْتَقَمْتُمْ وَحَافِظُوْا عَلَی الْوُضُوْءِ فَاِنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ وَتَحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّھَا اُمُّکُمْ وَاِنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ عَامِلٌ عَلَیْھَا اِلَّا وَھِیَ مُخْبِرَۃٌ بِہٖ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

quranurdu.com

ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین حق پر جمے رہو استقامت بہت عمدہ صفت ہے اور وضو کا خیال رکھو (کہ اس میں نقص نہ رہ جائے) اس لیے نماز سب سے بہتر نیک کام ہے (اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اور زمین سے شرماؤ (یعنی اس کی پیٹھ پر رہ کر خدا کی نافرمانی نہ کرو) اس لیے کہ وہ تمھاری اصل ہے (اسی سے پیدا ہوئے ہو اور اسی میں جانا ہے) اور وہ قیامت کے دن ہر عمل کرنے والے کو خدا کے حضور اس کے اعمال گن گن کر بتائے گی۔"

دس کام

٢٠- عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ۔۔۔۔قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنَّهٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَهُ اللّٰہُ عَلَیْهِ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِیْءُ كَمَا یُطْفِیْءُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ شِعَارُ الصَّالِحِیْنَ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰی بَلَغَ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ كُفَّ عَلَیْكَ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِهٖ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ یُكِبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اَوْعَلٰی مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا مجھے ایسے کام بتائیے جو جنت میں لے جانے والے اور جہنم سے دور کرنے والے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: تم نے بڑی اہم بات پوچھی۔ یہ اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالی آسان فرمائے۔ (اس کے بعد آپ نے اعمال کی فہرست بتاتے ہوئے فرمایا) دیکھو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے رہنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، نماز ٹھیک سے ادا کرنا، زکاۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمھیں بھلائی کے دروازوں کی نشان دہی نہ کروں؟ میں نے کہا ضرور بتایئے۔ آپ فرمایا (دیکھو) روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدھی رات کے بعد آدمی کا نماز کا تہجد پڑھنا (تو خدا کے ہاں بہت محبوب عمل ہے) اور یہ نیک بندوں کی معروف خوبی اور پہچان ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے یَعْمَلُوْنَ تک (السجدہ: ١٦-١٧)

اس کے بعد آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جو دین کا سر اور ستون اور کوہان کی حیثیت رکھتی ہیں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا دیکھو دین کا سر اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور جو چیز کوہان کی حیثیت رکھتی ہے وہ جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب نیکیوں کا دارومدار ہے؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے۔ آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم اس کو اپنے قابو میں رکھو میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا اے معاذ تمھاری زندگی لمبی ہو۔ زبانوں سے بے سوچے سمجھے نکلنے والی باتیں ہی آدمی کو آگ میں منہ کے بل گرائیں گی۔

quranurdu.com

تشریح: اس حدیث میں جہاد کو کوہان کہا گیا ہے۔ (یعنی اونچا عمل) اور آخر میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے۔ زبان اگر بے لگام ہو جائے تو بیشتر گناہ سرزد ہوں گے۔ وہ بندگان خدا کو گالی دے گا غیبت کرے گا اور تہمت لگائے گا اور یہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے آدمی اپنے روزوں اور نماز کے باوجود جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث میں تہجد کی تعلیم دیتے ہوئے آپ نے سورہ سجدہ کی آیت ۱۶۔۱۷ پڑھی۔ ان کا ترجمہ یہ ہے ان مومنین کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لیے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے۔ (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القران)

ایمان اسلام ہجرت اور جہاد

۱۲۱۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَاالْاِسْلَامُ قَالَ اَنْ یُّسْلِمَ لِلّٰهِ قَلْبُكَ وَاَنْ یَّسْلَمَ مِنْ لِّسَانِكَ وَیَدِكَ قَالَ فَاَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِیْمَانُ قَالَ وَمَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ فَاَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ الْهِجْرَةُ قَالَ وَمَا الْهِجْرَةُ قَالَ اَنْ تَهْجُرَ السُّوْٓءَ قَالَ فَاَیُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ وَمَا الْجِهَادُ قَالَ اَنْ تُقَاتِلَ الْکُفَّارَ اِذَا لَقِیْتَهُمْ قَالَ فَاَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِیْقَ دَمُهٗ۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تیرا دل پورے طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے اور یہ کہ دوسرے مسلمان تیری زبان اور تیرے ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اس نے پوچھا: اسلام کی کون سی چیز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسلام میں ایمان کا درجہ بڑھا ہوا ہے اس نے پوچھا: ایمان کی کون سی چیز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ہجرت۔ اس نے پوچھا ہجرت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہجرت یہ ہے کہ تو برائیوں سے بے تعلق ہو جائے۔ اس نے پوچھا کون سی ہجرت افضل ہے؟ (یعنی ہجرت کرنے والے اعمال میں کون سا عمل افضل ہے) آپ نے فرمایا جہاد۔ اس نے پوچھا: جہاد کیا ہے؟ آپ نے بتایا جہاد یہ ہے کہ تو دین کے دشمنوں سے جنگ کرے جب ان سے سامنا ہو۔ اس نے پوچھا: کون سا جہاد افضل ہے؟ (کون مجاہد سب سے بڑھ کر ہے؟) آپ نے فرمایا وہ مجاہد جس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا اور وہ شہید ہو گیا۔

جنت میں لے جانے والے اچھے عمل

۱۲۲۔ رُوِیَ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْهِ نَشَرَ اللهُ عَلَیْهِ کَنَفَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جَنَّتَهٗ رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَی الْمَمْلُوْكِ وَثَلَاثٌ مَّنْ فِیْهِ اَظَلَّهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ تَحْتَ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْوُضُوْٓءُ عَلَی الْمَکَارِهِ وَالْمَشْیُ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ وَاِطْعَامُ الْجَآئِعِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین صفات اگر کسی شخص کے اندر پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنی حفاظت میں لے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کمزوروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ۔ والدین کے ساتھ شفقت و محبت۔ غلاموں اور خادموں کے ساتھ اچھا سلوک۔

quranurdu.com

اور تین صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔ اس دن جب اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔

۱۔ ایسی حالت میں وضو کرنا جب وضو کرنے کو طبیعت نہ چاہے (مثلاً سخت جاڑے کے دنوں میں)

۲۔ تاریک راتوں میں مسجد کو جانا (تاکہ نماز باجماعت ادا کی جاسکے)۔

۳۔ بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا۔

نماز روزہ اور صدقہ

۱۲۳۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِکَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ یَاکَعْبَ عُجْرَۃَ : اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانٌ وَّالصِّیَامُ جُنَّۃٌ، وَّالصَّدَقَۃُ تُطْفِیءُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِیءُ الْمَآءُ النَّارَ، یَاکَعْبَ بْنَ عُجْرَۃَ! اَلنَّاسُ غَادِیَانِ فَبَآئِعٌ نَّفْسَہٗ فَمُوْثِقٌ رَّقَبَتَہٗ وَمُبْتَاعٌ نَّفْسَہٗ فِیْ عِتْقِ رَقَبَتِہٖ۔

quranurdu.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سنا۔ آپ کعب بن عجرہ سے فرما رہے تھے: اے کعب بن عجرہ نماز اللہ سے قریب کرنے والی چیز ہے اور روزہ جہنم سے بچانے کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اے کعب بن عجرہ لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو دنیا کے متاع حقیر کے عوض بیچ دیتا ہے تو یہ شخص اپنے کو گرفتارِ بلا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو خریدتا ہے اس طرح جہنم سے اپنی گردن کو چھڑاتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک ''بندۂ دنیا'' ایسے لوگ خدا کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ دوسرے لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو حبِ دنیا سے بچایا اور خدا کی بندگی میں لگے رہے ایسے لوگ قیامت کے دن جہنم سے نجات پائیں گے۔

اچھے کام جنت کی ضمانت ہیں۔

۱۲۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ اُکْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلْ لَکُمْ بِالْجَنَّۃِ قَالُوْا وَمَا ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَالْاَمَانَۃُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان لوگوں سے جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا تم لوگ مجھے چھ کام کرنے کی ضمانت دو تو میں تمھیں جنت کی ضمانت دوں۔ لوگوں نے پوچھا وہ چھ کام کیا ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہیں۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، امانت میں خیانت نہ کرنا، شرم گاہ، پیٹ اور زبان کی حفاظت و نگرانی کرنا۔

نماز اور جہاد

۱۲۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَّجُلَیْنِ رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَآئِہٖ وَلِحَافِہٖ مِنْ بَیْنِ اَھْلِہٖ وَحَیِّہٖ اِلٰی صَلَاتِہٖ فَیَقُوْلُ رَبُّنَا یَا مَلَائِکَتِیْ انْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِہٖ وَلِحَافِہٖ وَمِنْ بَیْنِ حَیِّہٖ وَاَھْلِہٖ اِلٰی صَلَاتِہٖ رَغْبَۃً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقَۃً مِّمَّا عِنْدِیْ وَرَجُلٌ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَانْھَزَمُوْا فَعَلِمَ مَا عَلَیْہِ مِنَ الْفِرَارِ وَمَا لَہٗ فِی الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰی اُھْرِیْقَ دَمُہٗ رَغْبَۃً فِیْ

مَا عِنْدِیْ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِیْ فَیَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ انْظُرُوْا إِلٰی عَبْدِیْ رَجَعَ رَغْبَةً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِیْ حَتّٰی اُهْرِیْقَ دَمُهٗ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمارا رب دو آدمیوں کے عمل سے بہت خوش ہوتا ہے۔ ایک وہ جو (جاڑے کے زمانے یں) اپنے نرم بستر اور لحاف سے الگ ہو کر اور اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو کر رات کے وقت نماز کو جاتا ہے۔ ہمارا رب اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندے کو اس نے اپنا بستر اور لحاف چھوڑ کر اور اپنے بیوی بچوں سے الگ ہو کر نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، کیونکہ وہ خواہش رکھتا ہے ان نعمتوں کے پانے کی جو میرے پاس ہیں اور اسے ڈر لگا ہوا ہے اس عذاب کا جو میرے یہاں ہو گا۔

دوسرا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ مجاہدین کو فوج شکست کھا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ یہ شخص جانتا ہے کہ میدان جہاد سے بھاگنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور میدان جنگ میں جمے رہنے کا کیا صلہ ملتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ جنگ کرتا رہا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ ایسا اس نے اس لیے کیا کہ وہ میرے انعامات پانے کی خواہش رکھتا ہے اور میرے عذاب سے ڈرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے دیکھو میرے اس بندے کو یہ میدان جنگ میں دوبارہ واپس ہوا اس لیے کہ اس کو میرے انعام کی خواہش ہے، اسے میرے عذاب کا ڈر ہے، دیکھو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے جان دے دی۔

دس باتوں کی وصیت

۱۲۶۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلَاةً مَکْتُوْبَةً فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَأْسُ کُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَةِ حَلَّ سَخَطُ اللهِ وَاِیَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِنْ اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَاَنْفِقْ عَلٰی اَهْلِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِی اللهِ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دس باتوں کی وصیت کی۔ آپ نے فرمایا اے معاذ ا۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ اس جرم میں تم کو مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔ ۲۔ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ دونوں تم کو حکم دیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور اپنے مال سے دست بردار ہو جاؤ۔ ۳۔ کوئی فرض نماز ہرگز ترک نہ کرنا، اس لیے کہ جو شخص فرض نماز قصداً چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۴۔ شراب مت پینا اس لیے کہ یہ تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔ ۵۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنا اس لیے کہ نافرمانی کے نتیجے میں خدا کا غصہ بھڑکتا ہے۔ ۶۔ دشمن کے لشکر کے مقابلے میں پیٹھ مت دکھانا اگرچہ تمھاری فوج کے سارے سپاہی ختم ہو جائیں۔ ۷۔ جب لوگوں پر کوئی عام وبا مسلط ہو تو وہاں سے نہ بھاگنا۔ ۸۔ اپنی قدرت اور حیثیت کے مطابق گھر والوں کو کھانا اور کپڑا دینا۔ ۹۔ اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی ان سے نہ ہٹانا۔ ۱۰۔ اللہ کے حقوق کے ادا کرنے میں اپنے گھر والوں کو خائف رکھنا۔

تشریح: وصیت نمبر ۲ کے متعلق عرض ہے کہ بعض علمانے کہا ہے کہ والدین بیوی کو طلاق دینے کے لیے کہیں تو بے چون وچرا دے دینی چاہیے۔ ایسا کرنا پسندیدہ ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ مسئلہ عموم کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ والدین خدا سے ڈرنے والے ہوں اور وہ اپنے بیٹے کی بیوی کے بارے میں کوئی معقول بات پیش کریں جس سے طلاق کا جواز نکلتا ہو تو بیٹے کو ضرور طلاق دے دینی چاہیے، اگرچہ اس کو اپنی بیوی سے کتنا ہی شدید جذباتی تعلق ہو اور اگر وہ کوئی معقول دلیل نہ پیش کریں اور پھر بھی طلاق دینے پر اصرار کریں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اس پر

quranurdu.com

والدین کی نافرمانی کا اطلاق نہیں ہو گا۔ قرآن مجید میں طلاق دینے کی جو شرط اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ میاں بیوی اس طرح نہ رہ سکتیں جس طرح اللہ اور اللہ کے رسول نے تعلیم دی ہے۔ تب آخری چارہ کار کے طور پر یہ رشتہ توڑا جاسکتا ہے۔

وصیت نمبر ۹ کا مطلب یہ نہیں کہ ڈنڈے کے ذریعے تربیت کی جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وعظ و تلقین سے سدھار نہ ہو، تب مارا بھی جاسکتا ہے اور اس میں بھی حضور نے یہ ہدایت کی ہے کہ زخمی کر دینے والی اور ہڈی توڑ دینے والی مار نہ ماری جائے۔ نیز چہرے پر نہ مارا جائے۔ آپ نے جانوروں تک کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ماں باپ کو اور اساتذہ کو یہ بات اچھی طرح نوٹ کر لینی چاہیے۔

حضور کی معیت اور قرب

۱۲۷- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَلَّ مَالُهٗ وَكَثُرَتْ عِیَالُهٗ وَحَسُنَتْ صَلَاتُهٗ وَلَمْ یَغْتَبِ الْمُسْلِمِیْنَ جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَهُوَ مَعِیَ كَهَاتَیْنِ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص غریب ہو اور بال بچے زیادہ ہوں (اس صورت حال کے باوجود) وہ بہترین نماز پڑھتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا تو ایسا آدمی قیامت کے دن میرے ساتھ رہے گا بالکل قریب جس طرح میری یہ دونوں انگلیاں پاس پاس ہیں۔

تشریح: حضور ﷺ کا قرب اسے اس لیے حاصل ہو گا کہ مال کی کمی اور بال بچوں کی کثرت سے آدمی پریشان خاطر رہتا ہے، خدا سے بدگمان ہوتا ہے نماز روزے سے زیادہ اس کو کمانے کی فکر ہوتی ہے۔ لیکن یہ کثیر العیال غریب آدمی خدا سے نہ صرف یہ کہ بدگمان نہیں ہوا بلکہ اس نے خدا سے نماز کے ذریعے اپنا تعلق جوڑے رکھا۔

تین ناجائز کام

۱۲۸- عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَّا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّفْعَلَهُنَّ لَا یَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَیَخُصُّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَآءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ قَعْرِ بَیْتٍ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا یُصَلِّیْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰی یَتَخَفَّفَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا تین کام ایسے ہیں جو نہ کیے جانے چاہیے۔

۱۔ ایک یہ کہ جو شخص امام ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ صرف اپنے لیے دعا کرے مقتدیوں کو چھوڑ دے (مثلاً کہے اے اللہ میری مغفرت فرما بلکہ اسے یوں کہنا چاہیے، اے اللہ ہماری مغفرت فرما) اگر وہ صرف اپنے لیے دعا کرتا ہے تو مقتدیوں سے خیانت کرتا ہے۔

۲۔ دوسرا ناجائز کام یہ ہے کہ کسی کے دروازے پر جائے اور اجازت لیے بغیر گھر کے اندر جھانکے اگر کوئی یہ حرکت کرے تو گویا وہ بغیر اجازت گھر کے اندر چلا گیا (جو منع ہے)

۳۔ تیسرا ناجائز کام یہ ہے کہ کسی شخص کو پیشاب یا پاخانے کی حاجت ہو اور اس نے قضائے حاجت سے پہلے نماز پڑھنی شروع کر دی یا جماعت میں شامل ہو گیا۔

quranurdu.com

سب سے زیادہ نکما اور سب سے بڑا بخیل

۱۲۹۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِی الدُّعَآءِ وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے نکما اور عاجز وہ ہے جو اپنے لیے خدا سے دعا نہ مانگے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے (کسی کو سلام نہ کرے)

تشریح: عربی زبان میں عاجز کے معنی: ناتواں کے بھی ہیں اور ناکارہ اور بے وقوف کے بھی۔

ترک معصیت، فرائض کی نگہداشت، کثرت ذکر

quranurdu.com

۱۳۰۔ عَنْ اُمِّ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ اُھْجُرِی الْمَعَاصِیَ فَاِنَّھَا اَفْضَلُ الْھِجْرَۃِ وَحَافِظِیْ عَلَی الْفَرَائِضِ فَاِنَّھَا اَفْضَلُ الْجِھَادِ وَاَکْثِرِیْ مِنْ ذِکْرِ اللہِ فَاِنَّکِ لَا یَاْتِیْنَ اللہَ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ کَثْرَۃِ ذِکْرِہٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی نافرمانی نہ کرو یہ افضل ترین ہجرت ہے فرائض کی نگہداشت رکھو (اس بات کا خیال رکھو کہ فرائض بہتر سے بہتر شکل میں ادا ہوں)، یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ کثرت سے اللہ کو یاد کرو کہ تم اللہ کے پاس کوئی شے بھی اس کے ذکر کی کثرت سے بہتر لے کر حاضر نہیں ہوگی۔ اللہ کے ذکر کی کثرت اللہ کو بہت زیدہ وہ پسند ہے۔

تشریح: حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ یہ نصیحتیں ایک عورت کو کی جارہی ہیں۔ اس وجہ سے فرایض کی نگرانی کو افضل جہاد کہا گیا ہے کیونکہ عورت پر جہاد و قتال فرض نہیں ہے۔ آخری نصیحت کثرت ذکر ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کہ وجہ یہ ہے کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والا نافرمانی رب سے دور اور فرائض کا خیال رکھنے والا ہو گا۔ اللہ کی یاد تمام اعمال کی روح ہے اور جو ''ذکر'' اپنے ان دونوں ثمرات سے خالی ہوں وہ در اصل ذکر نہیں صرف لقلقۂ لسان یعنی زبان کی ورزش ہے۔

زکوۃ، صلہ رحمی، مسکین و پڑوسی کا حق

۱۳۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ مِّنْ تَمِیْمٍ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ ذُوْ مَالٍ وَّحَاضِرَۃٍ فَاَخْبِرْنِیْ کَیْفَ اَصْنَعُ وَکَیْفَ اُنْفِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ تُخْرِجُ الزَّکٰوۃَ مِنْ مَّالِكَ فَاِنَّھَا طُھْرَۃٌ تُطَھِّرُكَ وَتَصِلُ اَقْرِبَآءَكَ وَتَعْرِفُ حَقَّ الْمِسْکِیْنِ وَالْجَارِ وَالسَّائِلِ۔

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ تمیم کا ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بہت مال دار آدمی ہوں بال بچے بھی ہیں اور مویشی بھی ہیں، تو فرمایے میں کیا کروں؟ کس طرح اپنا مال خرچ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو۔ زکوۃ تمھاری روحانی گندگی کو دور کرنے والی شے ہے۔ اپنے اعزا اور شتہ داروں سے تعلقات جوڑو، اور ان کا حق ادا کرو، سائل پڑوسی اور مسکین کا حق پہچانو۔

نماز اور زبان کی حفاظت

۱۳۲۔ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ سَاَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَقُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اَیُّ الۡاَعۡمَالِ اَفۡضَلُ قَالَ الصَّلَاۃُ عَلٰی مِیۡقَاتِهَا قُلۡتُ ثُمَّ مَاذَا یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ أَنۡ یَّسۡلَمَ النَّاسُ مِنۡ لِّسَانِكَ۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کونسا کام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا تمھاری زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچے (نہ برا بھلا کہو۔ نہ غیبت کرو، نہ کسی پر تہمت لگاؤ)

quranurdu.com

جہاد۔ روزہ۔ کسب معاش کے لیے سفر

۱۳۳۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اُغۡزُوۡا تَغۡنَمُوۡا وَصُوۡمُوۡا تَصِحُّوۡا وَسَافِرُوۡا تَسۡتَغۡنُوۡا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے دین کے دشمنوں سے جہاد کرو تو اجر کے علاوہ مال غنیمت بھی ملے گا۔ روزہ رکھو تو اجر کے علاوہ تندرستی بھی حاصل ہو گی۔۔ سفر کرو (اور مال کماؤ) تاکہ تمہیں دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔

نماز، روزہ اور زکوۃ کی پابندی کرنے والے

۱۳۴۔ عَنۡ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهَا اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ اَحۡلِفُ عَلَیۡهِنَّ لَا یَجۡعَلُ اللّٰهُ مَنۡ لَّهٗ سَهۡمٌ فِی الۡاِسۡلَامِ کَمَنۡ لَّا سَهۡمَ لَهٗ وَاَسۡهُمُ الۡاِسۡلَامِ ثَلَاثَةٌ : اَلصَّلَاۃُ وَالصَّوۡمُ وَالزَّکَاۃُ۔ وَلَا یَتَوَلَّی اللّٰهُ عَبۡدًا فِی الدُّنۡیَا فَیُوَلِّیۡهِ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَلَا یُحِبُّ رَجُلٌ قَوۡمًا اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعَهُمۡ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین قسم کے لوگوں کے لیے تین باتیں ہرگز نہ ہوں گی۔ جو لوگ نماز روزہ اور زکاۃ پر عمل کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہ معاملہ نہیں کرے گا جو ان تینوں کے تارک کے ساتھ کرے گا۔ ۲۔ جس بندے کو اللہ نے اس کی نیکی کی بنیاد پر اپنی حفاظت میں لے لیا ہو، اسے قیامت کے دن کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرے گا۔ ۳۔ جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اللہ اس کو انھی کے ساتھ رکھے گا۔

تشریح: دوسری بات کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اللہ نیک بندے کی حفاظت کرے گا اور آخرت میں بھی۔ خدا کی مدد نصرت سے نہ یہاں محروم رہے گا نہ وہاں۔ تیسری بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، صحابہ سے اور بزرگان امت سے محبت کی تو قیامت میں اسے رسول اور بہترین لوگوں کی معیت اور رفاقت نصیب ہو گی اور اگر کسی کو باطل پرستوں اور دین کے دشمنوں سے محبت ہے تو اسے آخرت میں انھی کے ساتھ رکھا جائے گا۔

تین آدمی خدا کی رحمت سے دور رہیں گے۔

۱۳۵۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهٗ قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لوگوں سے فرمایا منبر کے پاس جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم منبر کے پاس جمع ہو گئے اور حضور تشریف لائے۔ جب آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آمین کہا۔ اسی طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آپ نے آمین کہا۔ خطبے کے بعد جب آپ منبر سے اترے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے آج آپ سے وہ بات سنی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنتے تھے (یعنی آپ نے منبر کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت تین مرتبہ آمین کہا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ تو ایسا کبھی نہیں کرتے تھے) آپ نے فرمایا میں جب پہلی سیڑھی پر قدم رکھ رہا تھا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے کہا وہ شخص تباہ ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہیں کرائی تو میں نے آمین کہا پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا وہ شخص خدا کی رحمت سے دور ہو جائے جس کے پاس آپ کا نام لیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں بھیجا تو میں نے آمین کہا پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھے تو جبریل نے کہا وہ شخص خدا کی رحمت سے دور ہو جائے جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا تو میں نے آمین کہا۔

جنت کی خوشبو سے کو محروم رہیں گے

۱۳۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُجْتَمِعُوْنَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِتَّقُوا اللهَ وَصِلُوْا اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ اَسْرَعَ مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ وَاِيَّاكُمْ وَالْبَغْیَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عُقُوْبَةٍ اَسْرَعَ مِنْ عُقُوْبَةِ بَغْیٍ وَاِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ يُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَاللهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَّلَا شَيْخٌ زَانٍ وَّلَا جَآرٌّ اِزَارَهٗ خُيَلَاءَ اِنَّمَا الْكِبْرِيَآءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہم لوگوں کے مجمعے میں تشریف لائے اور خطبہ دیا فرمایا اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو اس لیے کہ صلہ رحمی کا ثواب اور انعام بہت جلد حاصل ہوا ہے۔ ظلم اور سرکشی سے بچو اس لیے کہ اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے، خبردار! والدین کی نافرمانی مت کرنا، جنت کی خوشبو باوجود اس کے کہ اس کی لپٹ ایک ہزار سال کی مسافت تک جاتی لیکن بخدا اتنی تیز خوشبو سے بھی وہ شخص محروم رہے گا جو والدین کا نافرمان ہو اور رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے والا ہو اور بوڑھا زانی اور وہ جو اپنا تہبند ازراہ تکبر ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے بڑائی اور اقتدار تو صرف اللہ رب العالمین کے لئے زیبا ہے۔

quranurdu.com

حضور ﷺ کا ساتھ کس کو نصیب ہو گا؟

۳۷۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرِنِ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِنَّ اَوْلِيَاءَ الْمُصَلُّوْنَ مَنْ يُّقِيْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ الَّتِىْ كَتَبَهُنَّ اللهُ عَلَيْهِ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهٗ وَيُؤْتِى الزَّكَاةَ مُحْتَسِبًا طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ الَّتِىْ نَهَى اللهُ عَنْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَكَمِ الْكَبَائِرُ قَالَ تِسْعٌ اَعْظَمُهُنَّ الْاِشْرَاكُ بِاللهِ وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَالسِّحْرُ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ هٰؤُلَاءِ الْكَبَائِرَ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِى الزَّكٰوةَ اِلَّا رَافَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةٍ اَبْوَابُهَا مَصَارِيْعُ الذَّهَبِ۔

quranurdu.com

حضرت عبید اپنے والد عمیر سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوادع (آخری حج) میں فرمایا کہ: اللہ کے ولی نمازی لوگ ہیں یعنی وہ لوگ جو پانچوں فرض نمازوں کو ٹھیک سے پڑھتے ہیں۔ خدا کی خوشنودی کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ دل کی پوری رغبت اور خوشنودی کے ساتھ اجر آخرت کی نیت سے زکاۃ دیتے ہیں اور ان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔ آپ کے اصحاب میں سے کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا نو گناہ بڑے گناہ ہیں، جن میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنانا، اس کے علاوہ مومن کو ناحق قتل کرنا، جہاد سے بھاگنا، کسی عفیفہ اور پاک دامن عورت کو تہمت لگانا۔ جادو سیکھنا سکھانا۔ یتیم کا مال کھانا، سود کھانا۔ مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا۔ اللہ کے گھر کے بے حرمتی کرنا (جس کی طرف منہ کرکے زندگی میں نماز پڑھتے ہو اور جس کی طرف قبر میں تمھارا رخ کیا جاتا ہے۔) کوئی ایسا شخص جو ان بڑے گناہوں سے دور رہا اور ٹھیک سے نماز پڑھتا اور زکاۃ دیتا رہا ہو وہ ضرور نبی ﷺ کے ساتھ وسیع وکشادہ جنت میں رہے گا جس کے دروازے سونے کے ہوں گے۔

تشریح: زیر نظر حدیث میں مسلمان والدین کی نافرمانی اور بیت اللہ کی بے حرمتی کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ یہاں ان دونوں کی وضاحت پیش خدمت ہے۔ ا۔ مسلمان والدین کی نافرمانی والدین کے ساتھ ان کے مسلمان ہونے کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ غیر مسلم والدین تو لازما کوشش کریں گے ان کی اولاد اسلام سے منحرف ہو جائے اور وہ اسلام کے فرائض وواجبات کی ادائیگی میں بھی رکاوٹیں ڈالیں گے۔ اس کے برعکس مسلمان والدین کا فرائض وواجبات کی ادائیگی میں بھی رکاوٹیں ڈالیں گے۔ اس کے برعکس مسلمان والدین کا فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اولاد کی تربیت کریں۔ انہیں اسلام کا ضروری علم سکھائیں۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں سے شفقت ومحبت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے، لیکن احکامات اسلام کی تعمیل اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اولاد کی تربیت کے لیے سختی کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس بنا پر مسلمان والدین سے یہی توقع کی جائے گی کہ وہ اپنی اولادوں کو زندگی کے جملہ معاملات میں اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہی راہ نمائی کریں گے اور کوئی ایسا کام کرنے کو نہیں کہیں گے جس سے خدااور رسول کی نافرمانی ہوتی ہو اسی لیے مسلمان والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے لیکن اگر مسلمان والدین بھی کسی خلاف اسلام کام کا حکم دیں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت کرنا گناہ ہو گا۔

۲۔ بیت اللہ کی بے حرمتی۔ بیت اللہ کی بے حرمتی کا مطلب یہ ہے کہ کعبہ کے حدود میں ممنوعہ کاموں کا ارتکاب کرنا۔ مثلا شکار کرنا درخت کاٹنا، گری پڑی چیز کو اٹھانا لوگوں کو کعبہ کی زیارت سے روکنا۔ وغیرہ یہ حرمت قیامت تک کے لیے ہے۔

جنت سے محروم اور جنت کے مستحق لوگ

۱۳۸- عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بَخِیْلٌ وَّلَا خَآئِنٌ سَیِّءُ الْمَلَکَۃِ وَأَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ الْمَمْلُوْکُوْنَ إِذَا اَحْسَنُوْا فِیْمَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَفِیْمَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَوَالِیْھِمْ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بخیل دھوکہ باز اور بے ایمان وخیانت کار آدمی جو غلط دھوکہ باز اور بے ایمان وخیانت کار آدمی جو غلط طریقے سے اپنے اختیار و تصرف کو استعمال کرتا ہے جنت میں نہیں جائے گا غلاموں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والا وہ غلام ہو گا جس نے اللہ کے حقوق بھی ٹھیک سے ادا کیے ہوں گے اور اپنے آقا کی خدمت بھی عمدگی کے ساتھ کی ہو گی۔

quranurdu.com

سات بڑے گناہ

۱۳۹- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ قَالَ اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَأَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا جادو کرنا، کسی آدمی کو ناحق مار ڈالنا، سود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، میدان جہاد سے بھاگ جانا اور مومن بھولی بھالی پاک دامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانا۔

کن لوگوں سے حضور بے زار ہیں؟

۱۴۰- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یُوَقِّرِ الْکَبِیْرَ وَیَرْحَمِ الصَّغِیْرَ وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

حضرت ابن عباس نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے نیکیوں کی تلقین نہ کرے اور برائیوں سے نہ روکے۔

تین نیکیوں کے دنیاوی فائدے

۱۴۱- عَنْ اَبِیْ أُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَنَآئِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ السَّوْءِ وَصَدَقَۃُ السِّرِّ تُطْفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصِلَۃُ الرَّحِمِ تَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوسروں کے ساتھ احسان کرنے سے آدمی بری موت مرنے سے بچا رہتا ہے یعنی ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے اور حادثاتی موت سے محفوظ رہتا ہے۔ پوشیدہ صدقہ کرنے سے خدا کا غصہ بجھتا ہے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔

تشریح: آدمی بہت سے چھوٹے بڑے گناہ کرتا ہے اور ہر گناہ سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے اس کے غصے کو ختم کرنے کا علاج چھپ کر صدقہ کرنا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے اور ان کے ساتھ بہتر تعلقات رکھنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بات اور بھی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ عمر میں اضافے کی بات تقدیر کے مسئلے سے ٹکراتی نہیں ہے۔

اونچے درجے کے لوگ

۱۴۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلاَ اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَرْفَعُ اللہُ بِہِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحْلُمُ عَلٰی مَنْ جَهِلَ عَلَیْكَ وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَتُعْطِیْ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ۔

quranurdu.com

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمھیں وہ کام نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو اونچے درجات سے نوازتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول بتایئے۔ آپ نے فرمایا جو تم سے جہالت برتے تم اس کے ساتھ بردباری سے پیش آؤ جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو رشتہ دار تمھارے حقوق ادا نہ کرے تم اسے اس کے حقوق دو۔(ان سب کاموں سے آدمی کے درجے بلند ہوتے ہیں)

عفت اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کا دنیاوی فائدہ

۱۴۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفُّ نِسَاؤُکُمْ وَبِرُّوْا اٰبَآئَکُمْ تَبَرُّکُمْ اَبْنَآئُکُمْ وَمَنْ اَتَاہُ اَخُوْہُ مُتَنَصِّلاً فَلْیَقْبَلْ ذٰلِكَ مُحِقًّا کَانَ اَوْ مُبْطِلاً فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ لَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ پرائی عورتوں سے تعلق رکھنے سے بچو تو تمھاری عورتیں دوسرے مردوں سے تعلق رکھنے سے محفوظ رہیں گی۔ تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمھاری اولادیں تمھارے ساتھ اچھا سلوک کریں گی، اور جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی معافی مانگنے کے لیے آئے تو اس کی غلطی معاف کر دینی چاہیے اور اس کا عذر قبول کر لینا چاہیے۔ چاہے وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط کہہ رہا ہو اگر کوئی شخص معافی نہ دے تو وہ حوض کوثر پر مجھ تک نہ پہنچ سکے گا۔

اللہ کی یقینی مدد کے مستحق تین آدمی

۱۴۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلاَثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللہِ عَوْنُهُمْ اَلْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَالْمُکَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَآءَ وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین طرح کے لوگوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ ۱۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ ۲۔ وہ غلام جو غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کے لیے اپنے آقا کو مال کی ایک مقدار دینا چاہتا ہے (مگر اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہے)۔ ۳۔ وہ آدمی جو عفت اور پاک دامنی کی زندگی بسر کرنے کے لیے نکاح کرنا چاہتا ہے (مگر غریبی روک بنی ہوئی ہے)

صدقے کی مختلف صورتیں

۱۳۵۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنْ نَّفْسٍ بْنِ اٰدَمَ اِلَّا عَلَیْھَا صَدَقَۃٌ فِیْ کُلِّ طَلَعَتْ فِیْہِ الشَّمْسُ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللہِ مِنْ اَیْنَ لَنَا صَدَقَۃٌ تَتَصَدَّقُ بِھَا فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ الْخَیْرِ لَکَثِیْرَۃٌ اَلتَّسْبِیْحُ وَالتَّحْمِیْدُ وَالتَّکْبِیْرُ وَالتَّھْلِیْلُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُمِیْطُ الْاَذٰی مِنَ الطَّرِیْقِ وَتُسْمِعُ الْاَصَمَّ وَتَھْدِی الْاَعْمٰی وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰی حَاجَتِہٖ وَتَسْعٰی بِشِدَّۃِ سَاقَیْکَ مَعَ اللَّھْفَانِ الْمُسْتَغِیْثِ وَتَحْمِلُ بِشِدَّۃِ ذِرَاعَیْکَ مَعَ الضَّعِیْفِ فَھٰذَا کُلُّہٗ صَدَقَۃٌ مِّنْکَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان پر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے پاس اتنا مال کہاں ہے کہ ہر روزہ صدقہ کریں آپ نے فرمایا صدقہ کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے ذرائع بہت ہیں(صرف مال خرچ کرنا ہی صدقہ نہیں)سبحان اللہ ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی صدقہ ہے۔ دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا، گناہوں سے روکنا، راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا، کسی بہرے آدمی کو زور سے بول کر اچھی بات سنانا، اندھے آدمی کی رہنمائی یہ سب کام بھی ثواب کے ہیں۔ آدمی کو اس کے کسی کام میں رہنمائی کرنا اور مصیبت زدہ فریادی کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ کرنا بھی صدقہ ہے۔ نیز کسی کمزور کے بوجھ کو جو اس سے نہ اٹھتا ہوا سے اپنے ہاتھ یا سر پر اٹھالینا بھی صدقہ ہے۔ نیز کسی کمزور کے بوجھ کو جو اس سے نہ اٹھتا ہوا سے اپنے ہاتھ یا سر پر اٹھالینا بھی صدقہ کہلاتا ہے۔اوپر کے تمام مذکورہ کام اگر تم کروتو مالی صدقات کے برابر ثواب ملے گا۔"

تشریح: یہی مضمون ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صدقے کی اتنی زیادہ صورتیں معلوم کر کے ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کی زندگی میں کسی چیز سے اتنی مسرت نہیں حاصل ہوئی۔

تین وصیتیں

۱۳۶۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِخِصَالٍ مِّنَ الْخَیْرِ اَوْصَانِیْ لَا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ فَوْقِیْ وَاَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنِیْ وَاَوْصَانِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ وَالدُّنُوِّ وَاَوْصَانِیْ اَنْ اَصِلَ رَحِمِیْ وَاِنْ اَدْبَرَتْ۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے مجھے چند اچھی باتوں کی وصیت فرمائی۔ ا۔مجھے وصیت فرمائی کہ وہ لوگ جو مجھ سے مال و جاہ وغیرہ میں فوقیت رکھتے ہوں ان کی طرف نہ تاکوں بلکہ ان لوگوں کو دیکھوں جو مجھ سے کم تر ہیں (تاکہ میرے دل میں شکر کا جذبہ ابھرے) ۲۔مجھے وصیت فرمائی کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے پاس جاؤں۔ ۳۔مجھے اس بات کی وصیت کی کہ میرے اعزہ ورشتہ دار چاہے مجھ سے خفا ہوں میرے حقوق نہ ادا کریں لیکن میں ان سے اپنے تعلق جوڑے رکھوں اور ان کے حقوق ادا کرتا ہوں۔

پانچ باتیں

۱۴۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْیُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا یَارَسُوْلَ اللهِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ فَقَالَ اِتَّقِ اللهَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَاقَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَاتُكْثِرِ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری یہ باتیں (جو میں بتاؤں گا) کون سیکھے گا اور عمل کرے گا، یا اسے بتائے جو ان پر عمل پیرا ہو سکے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اس کے لیے تیار ہوں، بتایئے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ اور یہ پانچ باتیں بتائیں۔

۱۔ اللہ کی نافرمانی سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔

۲۔ جتنی روزی اللہ نے تمھارے لیے مقدر فرمادی ہے اس پر راضی اور مطمئن رہو تو تم سب سے زیادہ غنی آدمی بن جاؤ گے۔

۳۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو موم بن جاؤ گے۔

۴۔ تم جو کچھ اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو تو تم مسلم ہو گے۔

۵۔ زیادہ نہ ہنسو، اس لیے زیادہ ہنسنے سے آدمی کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

تشریح: ۳،۴، میں بتایا گیا کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ایمان کا تقاضا ہے۔ اسی طرح ایمان کا تقاضا یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کرو جس طرح تم اپنے خیر خواہ ہو۔ نمبر پانچ میں ہنسی کی زیادتی کے معنی بتائے گئے ہیں کہ ایسے فرد میں آخرت کی فکر نہیں ہے اور کوئی سنجیدہ نصب العین اس کے سامنے نہیں ہے اسی لیے زیادہ ہنستا ہے اور جتنا ہی ہنسے گا اتنی ہی دل میں سختی اور قساوت آئے گی۔

جنت میں لے جانے والے اعمال

۱۴۸۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللهِ! عَلِّمْنِیْ عَمَلًا یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ اِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ أَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ قَالَ أَلَیْسَتَا وَاحِدَةً قَالَ لَاعِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَنْفَرِدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعْطِیَ فِیْ ثَمَنِهَا وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوْفُ وَالْفَیْءُ عَلٰى ذِی الرَّحِمِ الْقَاطِعِ فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَأَسْقِ الظَّمْاٰنَ وَاْمُرْبِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا عَنْ خَیْرٍ۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی مسلمان حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے ایسے کام بتادیجیے جن کو کر کے مجھے جنت مل جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگرچہ تو نے الفاظ بہت مختصر بولے ہیں لیکن بات بڑی پوچھی ہے۔ خدا کی جنت میں جانا چاہتے ہو تو کسی جان کو آزاد کراؤ اور گردنوں کو غلامی کی رسی سے چھڑاؤ اس نے کہا یہ دونوں تو ایک ہی بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ دونوں ایک بات نہیں۔ جان کو آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی غلام یا باندی کو مکمل طور پر آزاد کراؤ اور اس پر جو رقم صرف ہو وہ پوری رقم تم اپنی جیب سے دو۔ گردن چھڑانے کا مفہوم یہ ہے کہ کئی آدمی مل کر کسی غلام یا باندی کو آزاد کرائیں جس میں تمھارا بھی حصہ ہو۔ دوسرا جنتی کام یہ ہے کہ تم اپنی دودھاری

quranurdu.com

اونٹنی کسی کو دودھ پینے کے لیے بخش دو تیسرا کام یہ ہے کہ قطع تعلق کرنے والے رشتہ داروں کے ساتھ تم اپنے تعلقات جوڑو اگر یہ سب جنتی کام تم سے نہ ہو سکیں تو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، پیاسوں کو پانی پلاؤ، لوگوں کو بھلی بات بتاؤ اور بری بات سے روکو۔ یہ بھی تم نہ کر سکو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ صرف بھلی بات زبان سے نکالو۔

تشریح: حدیث میں مِنْحَۃٌ کا لفظ آیا ہے اس کے معنی اس دودھاری اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ استعمال کرنے کے لیے کسی کو دے دیں۔ اور جب وہ دودھ دے چکے تو تمھارے پاس واپس آجائے۔

محبوب بندے کی پہچان پڑوسی کی حق تلفی مال حرام کا انجام

۱۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مُسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ قَسَّمَ بَیْنَکُمْ اَخْلَاقَکُمْ وَاِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّایُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاہُ الدِّیْنَ فَقَدْ اَحَبَّہٗ وَالَّذِیْ بِیَدِہٖ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یُسْلِمَ قَلْبُہٗ وَلِسَانُہٗ وَلَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یَأْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا بَوَآئِقُہٗ قَالَ غَشْمُہٗ وَظُلْمُہٗ وَلَا یَکْسِبُ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ فَیُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ فِیْہِ وَلَا یَتَصَدَّقُ بِہٖ فَیُقْبَلَ مِنْہُ وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَھْرِہٖ اَلَّا کَانَ زَادُہٗ اِلَی کَانَ زَادُہٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللہَ لَا یَمْحُوا السَّیِّیَءِ بِالسَّیِّیِءِ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّیَءَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُوا الْخَبِیْثَ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل نے جس طرح تم انسانوں میں روزی تقسیم فرمائی ہے اسی طرح اخلاق بھی تقسیم فرما دیے ہیں۔ اسی طرح اللہ دنیا تو سب کو دیتا ہے ان لوگوں کو بھی جنھیں محبوب رکھتا ہے اور انھیں بھی جنھیں وہ پسند نہیں کرتا لیکن دین پر چلنے کی توفیق صرف ان کو دیتا ہے جن سے اسے محبت ہوتی ہے تو جن کو اس نے دین بخشا، یوں سمجھو وہ اللہ کو محبوب ہیں۔۔۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوں اور کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے بوائق سے محفوظ اور مامون نہ ہو جائے۔

میں نے پوچھا بوائق سے آپ کی مراد کیا ہے؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اس سے مراد حق ماری اور ظلم ہے اور جو بندہ حرام مال کمائے اللہ اس کو برکت سے محروم کر دے گا، اور اگر اسے خیرات کرے تو اللہ قبول نہ فرمائے گا، اور اگر مال حرام چھوڑ کر دوسری دنیا کو سدھارا تو وہ جہنم تک کے سفر کا زادِ راہ ہو گا۔ اللہ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا وہ تو برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے۔ یقیناً خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔ ارشادِ نبوی کے آخری جملوں کا مطلب یہ ہے کہ مال حرام اللہ کی راہ میں دیا تو صدقہ و خیرات شمار نہ ہو گا اس پر ثواب نہ ملے گا، خدا کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو گا۔ برائی کو مٹانا ہو تو حلال کمائی خدا کی جناب میں پیش کرو، اپنی روحانی گندگی اور نجاست دور کرنی ہے تو گندا مال نہ لاؤ۔

صدقے کا وسیع تصور

۱۵۰۔ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُنْفِقُہُ الرَّجُلُ دِیْنَارٌ یُنْفِقُہٗ عَلٰی عِیَالِہٖ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُہٗ عَلٰی دَابَّتِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُہٗ عَلٰی اَصْحَابِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ بَدَأَ بِالْعِیَالِ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ وَاَیُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَّجُلٍ یُنْفِقُ عَلٰی عِیَالٍ صِغَارٍ یُعِفُّھُمْ اَوْیَنْفَعُھُمُ اللہُ بِہٖ وَیُغْنِیْھِمْ۔

quranurdu.com

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا وہ دینار ہے جو آدمی اپنے بال بچوں اور زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو مجاہد اپنی سواری پر صرف کرتا ہے (جس پر سوار ہو کر وہ جہاد کرتا ہے) وہ دینار بھی جو آدمی اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ دیکھو سب سے پہلے بال بچوں پر خرچ کیے جانے والے دینار کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ابو قلابہ نے کہا اس آدمی سے بڑھ کر اجر و ثواب کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے کمزور بچوں پر خرچ کرتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بھیک مانگنے اور دوسروں کے دروازوں پر جانے سے بچے رہتے ہیں۔

quranurdu.com

اپنی ذات اہل و عیال اور خادم پر خرچ کرنا

۱۵۱- عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَكَ صَدَقَةٌ وَمَا اَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ وَمَآ اَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کھانا تو کھائے تو تیرے لیے صدقہ ہے اور جو اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو پانی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے نوکر کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔

باغ یا فصل سے پرندوں کا کچھ کھالینا بھی صدقہ ہے

۱۵۲- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهٗ وَمَاسُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ وَّلَا يَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی مسلمان درخت باغ لگائے اور اس کے پھلوں سے چڑیاں کھالیں یا کوئی آدمی کھالے تو اس کا ثواب اسے ملے گا (نامہ اعمال میں اسے صدقہ لکھا جائے گا)۔ اسی طرح باغ کے پھلوں کو چور لے گئے، کسی نے چھین لیا تو یہ سب اس کے نامہ اعمال میں بطور صدقہ قیامت تک کے لیے لکھا جاتا رہے گا۔

تشریح: اس حدیث میں باغ لگانے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں اس کے ساتھ کھیتی کا بھی ذکر ہے۔ کسی شخص نے باغ لگایا۔ اس پر محنت اور رقم صرف کی جب اس نے پھل دیے تو کچھ چڑیاں کھا گئیں کسی بھوکے غریب آدمی نے اس سے فائدہ اٹھایا یا چور چرا لے گئے یا زبردستی کوئی چھین لے گیا تو وہ بظاہر برباد ہوتا معلوم ہوتا ہے لیکن حضور فرماتے ہیں کہ نہیں اس پر اجر و ثواب ملے گا۔

غلاموں کی آزادی یتیموں کے ساتھ اچھے سلوک کا اجر

۱۵۳- عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ ضَمَّ يَتِيْمًا بَيْنَ مُسْلِمَيْنِ فِيْ طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ حَتّٰى عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّسْلِمَةً كَانَتْ فِكَاكُهٗ مِنَ النَّارِ۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو مسلمان والدین کے یتیم بچے کو کھلائے پلائے یہاں تک کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے (بالغ ہو جائے) تو ایسے شخص کو یقینا جنت ملے گی۔۔۔۔۔ اور جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو یہ کام جہنم سے اس کی نجات کا باعث ہو گا۔

کس کا صدقہ قبول نہ ہوگا

۱۵۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَایُعَذِّبُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ رَّحِمَ الْیَتِیْمَ وَلَانَ لَهٗ فِی الْكَلَامِ وَرَحِمَ یُتْمَهٗ وَضَعْفَهٗ وَلَمْ یَتَطَاوَلْ عَلٰى جَارِهٖ بِفَضْلِ مَاآتَاهُ اللّٰهُ وَقَالَ یَآ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَایَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِّنْ رَجُلٍ وَّلَهٗ قَرَابَةٌ مُّحْتَاجُوْنَ اِلٰى صِلَتِهٖ وَیَصْرِفُهَا اِلٰى غَیْرِهِمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دیں گے جنھوں نے دنیا میں یتیموں پر رحم کیا ہوگا۔ ان سے نرم انداز میں بات کی ہوگی۔ اور ان کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کیا ہوگا (یعنی مقدور بھی ان کی مدد کی ہوگی) اور اپنے پڑوسی کے مقابلے میں اپنے کثرت مال کی وجہ سے برتری نہ جتائی ہو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا اے محمد کی امت کے لوگو! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں کرے گا جس کے کچھ غریب رشتہ داروں جو اس کی صلہ رحمی کے محتاج ہوں اور وہ صدقہ انھیں دینے کے بجائے دوسرے لوگوں کو دے دے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن شفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

گیارہ باتوں کی وصیت

۱۵۵۔ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَخَذَ بِیَدِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى قَلِیْلًا ثُمَّ قَالَ یَا مُعَاذُ أُوْصِیْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَصِدْقِ الْحَدِیْثِ وَوَفَاءِ الْعَهْدِ وَاَدَآءِ الْاَمَانَةِ وَتَرْكِ الْخِیَانَةِ وَرُحْمِ الْیَتِیْمِ وَحِفْظِ الْجِوَارِ وَكَظْمِ الْغَیْظِ وَلِیْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ السَّلَامِ وَلُزُوْمِ الْاِمَامِ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور چلے، پھر فرمایا اے معاذ میں تمھیں اللہ کی نافرمانی سے بچنے، سچ بولنے عہد کو پورا کرنے، امانت کو ٹھیک ٹھیک پہنچانے، خیانت نہ کرنے، یتیم پر رحم کرنے۔ پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کرنے، غصے کو دبانے لوگوں سے نرم انداز میں گفتگو کرنے اور لوگوں کو سلام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ وقت کے خلیفہ سے چمٹے رہنا (نہ اس سے الگ ہونا نہ اس کے خلاف محاذ بنانا)

تشریح: اگر اسلامی حکومت نہ ہو نہ اس کا سربراہ ہو، تب کس سے چمٹیں؟ کیا باطل پرست جماعتوں سے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔۔۔۔ پھر کیا اطمینان سے منتشر بھیڑوں کی طرح زندگی گزاریں؟ نہیں پھر کیا کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت بنو، جماعتی حیثیت سے دین کی دعوت دو، دعوت دیتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں میں برکت دے اور دینی بہار آجائے یا اسی حالت میں موت آجائے کتنی اشرف واعلیٰ ہے ایسی موت!!

اپنے وصال سے پانچ دن پہلے حجور کی وصیت

۱۵۶۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَهِدِیْ بِنَبِیِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِخَمْسٍ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ لَمْ یَكُنْ نَبِیٌّ اِلَّاوَلَهٗ خَلِیْلٌ مِنْ اُمَّتِهٖ وَاِنَّ خَلِیْلِیْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِیْ قُحَافَةَ وَاِنَّ اتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِیْلًا أَلَا وَاِنَّ الْاُمَمَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ

أَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ وَإِنِّيْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَشْبِعُوْا بُطُوْنَهُمْ وَاكْسُوْا ظُهُوْرَهُمْ وَاَلِيْنُوْا الْقَوْلَ لَهُمْ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات سے پانچ دن پہلے حضور سے میری جو ملاقات ہوئی وہ مجھے یاد ہے۔ اس دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر نبی کے لیے اس کی امت میں کوئی نہ کوئی خلیل ضرور ہوا ہے میرے خلیل ابو بکر بن ابو قحافہ ہیں، اور اللہ نے تمھارے دوست (نبی محمد) کو اپنا خلیل بنایا۔

سنو تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء علیھم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے اور میں تم کو اس سے روکتا ہوں (وفات کے بعد میری قبر پر سجدہ نہ ہونے پائے) اس کے بعد فرمایا: اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہ، یہ بھی تین دفعہ دہرایا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے آپ پر غشی طاری ہوئی اور جب غشی دور ہوئی تو فرمایا اپنے غلاموں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کو پیٹ بھر کر کھانا دینا، پہننے کے لیے کپڑے دینا اور ان سے نرمی سے بات کرنا (یہی حکم گھر کے مستقل خادم کے لیے بھی ہے)

quranurdu.com

پڑوسی کے حقوق

۱۵۷۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ جَارِهٖ مَخَافَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُؤْمِنٍ وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَّنْ لَّمْ يَأْمَنْ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ الْجَارِ اِذَا اسْتَعَانَكَ اَعَنْتَهٗ وَاِذَا اسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهٗ وَاِذَا افْتَقَرَ عُدْتَّ عَلَيْهِ وَاِذَا مَرِضَ عُدْتَّهٗ وَاِذَا اَصَابَهٗ خَيْرٌ هَنَّاْتَهٗ وَاِذَآ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ وَاِذَا مَاتَ اِتَّبَعْتَ جَنَازَتَهٗ وَلَا تَسْتَطِيْلُ عَلَيْهِ بِالْبُنْيَانِ فَتَحْجُبَ عَنْهُ الرِّيْحَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تُؤْذِهٖ بِقُتَارِ رِيْحِ قِدْرِكَ اِلَّآ اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا وَاِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاَهْدِ لَهٗ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجُ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيْظَ بِهَا وَلَدَهٗ۔

عمرو بن شعیب کے دادا سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے پڑوسی سے اپنے گھر والوں اور مال کے بارے میں خطرہ محسوس کیا اور دروازہ بند کر کے سویا تو ایسا پڑوسی مومن نہیں ہے۔ اور وہ شخص بھی مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے ظلم اور دست درازی سے محفوظ نہ ہو کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ (اس کا حق یہ ہے) اگر وہ مدد کا طالب ہو تو اس کی مدد کرو اگر وہ قرضہ مانگے تو اس کو قرضہ دو، اگر وہ فقر فاقے کا شکار ہو تو اس کو نفع پہنچاؤ اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو اگر کوئی مسرت اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دو مصیبت میں گرفتار ہو تو صبر کرو۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے پیچھے قبرستان تک جاؤ اس کے گھر سے اونچا گھر بنا کر اس کے گھر کی ہوا نہ روکو، البتہ اگر وہ اجازت دے تو اپنا گھر اونچا کر سکتے ہو، تم اپنی ہانڈی کے گوشت کی خوشبو سے اس کو تکلیف مت پہنچاؤ الّا یہ کہ اس کے گھر بھی تھوڑا بہت سالن بھیج دو، اور اگر اپنے بچوں کے لیے میوے اور پھل خرید کر لاؤ تو اس کے یہاں بھی بھیجو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اپنے گھر میں چپکے سے لاؤ اور تمھارے بچے میوے لے کر باہر کھاتے ہوئے نہ نکلیں ورنہ تمھارے غریب پڑوسی کے بچے غمگین ہوں گے، کڑھن محسوس کریں گے۔

ایمان کب درست ہوتا ہے؟

۱۵۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَسْتَقِیْمُ اِیْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُهُ وَلَایَسْتَقِیْمُ قَلْبُهُ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُهُ وَلَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو۔ اس کا دل ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو اور کوئی ایسا شخص جنت میں نہ جاسکے گا۔ جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں۔

صحیفہ ابراہیم اور صحیفہ موسیٰ کی تعلیمات اور حضور کی دس وصیتیں

quranurdu.com

۱۵۹۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ مَا كَانَتْ صُحُفُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ كَانَتْ اَمْثَالًا كُلُّهَا اَیُّهَا الْمَلِكُ الْمُسَلَّطُ الْمُبْتَلٰی الْمَغْرُوْرُ اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْكَ لِتَجْمَعَ الدُّنْیَا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَلٰكِنِّیْ بَعَثْتُكَ لِتَرُدَّ عَنِّیْ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنِّیْ لَا اَرُدُّهَا وَاِنْ كَانَتْ مِنْ كَافِرٍ وَعَلَی الْعَاقِلِ مَالَمْ یَكُنْ مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِهٖ اَنْ یَّكُوْنَ لَهُ سَاعَاتٌ فَسَاعَةٌ یُنَاجِیْ فِیْهَا رَبَّهُ وَسَاعَةٌ یُحَاسِبُ فِیْهَا نَفْسَهُ وَسَاعَةٌ یَتَفَكَّرُ فِیْهَا فِیْ صُنْعِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ وَسَاعَةٌ یَخْلُوْ فِیْهَا لِحَاجَتِهٖ مِنَ الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَعَلَی الْعَاقِلِ اَنْ لَّایَكُوْنَ ظَاعِنًا اِلَّا لِثَلَاثٍ تَزَوُّدٍ لِمَعَادٍ أَوْ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ أَوْلَذَّةٍ فِیْ غَیْرِ مُحَرَّمٍ وَعَلَی الْعَاقِلِ اَنْ یَّكُوْنَ بَصِیْرًا بِزَمَانِهٖ مُقْبِلًا عَلٰی شَأْنِهٖ حَافِظًا لِلِّسَانِهٖ وَمَنْ حَسَبَ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهٖ قَلَّ كَلَامُهُ اِلَّا فِیْمَا یَعْنِیْهِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ فَمَا كَانَتْ صُحُفُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَتْ عِبَرًا كُلُّهَا عَجِبْتُ لِمَنْ أَیْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ هُوَ یَفْرَحُ عَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالنَّارِ ثُمَّ هُوَ یَضْحَكُ عَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ هُوَ یَنْصَبُ عَجِبْتُ لِمَنْ رَأَی الدُّنْیَا وَتَقَلُّبَهَا بِاَهْلِهَا ثُمَّ اِطْمَانَّ اِلَیْهَا عَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالْحِسَابِ غَدًا ثُمَّ لَایَعْمَلُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اُوْصِیْكَ بِتَقْوَی اللہِ فَاِنَّهَا رَأْسُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ یَا رُسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّهُ نُوْرٌ لَكَ فِی الْاَرْضِ وَذُخْرٌ لَكَ فِی السَّمَآءِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ اِیَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَاِنَّهُ یُمِیْتُ الْقَلْبَ وَیَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِالْجِهَادِ فَاِنَّهُ رَهْبَانِیَّةُ اُمَّتِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ اَحِبَّ الْمَسَاكِیْنَ وَجَالِسْهُمْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ اُنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ تَحْتَكَ وَلَاتَنْظُرْ اِلٰی مَاهُوَ فَوْقَكَ فَاِنَّهُ أَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرِیَ نِعْمَةَ اللہِ عِنْدَكَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ زِدْنِیْ قَالَ لِیَرُدَّكَ عَنِ النَّاسِ مَاتَعْلَمُهُ مِنْ نَّفْسِكَ وَلَاتَجِدْ عَلَیْهِمْ فِیْهَا تَأْتِیْ وَكَفٰی بِكَ عَیْبًا أَنْ تَعْرِفَ مِنَ النَّاسِ مَاتَجْهَلُهُ مِنْ نَّفْسِكَ وَتَجِدَ عَلَیْهِمْ فِیْمَا تَأْتِیْ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی صَدْرِیْ فَقَالَ یَآ اَبَاذَرٍّ لَاعَقْلَ كَالتَّدْبِیْرِ وَلَاوَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَاحَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟ آپ نے فرمایا صحیفۂ ابراہیمی کی کل تعلیمات تمثیل کی زبان میں پیش کی گئی تھیں مثلاً:

۱۔اے فریب خوردہ بادشاہ تجھ کو اقتدار دے کر آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔میں نے تجھے اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ تو دنیا کا مال جمع کر کے ڈھیر لگائے بلکہ میں نے تجھے اس لیے بادشاہ بنایا ہے، تاکہ تو اپنے انصاف کے ذریعے مظلوموں کی فریاد اور پکار کو مجھ تک پہنچنے سے روکے، کیونکہ مظلوم کی پکار کو میں رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ جب تک وہ ہوش و حواس میں ہے اپنے اوقات کی تقسیم کرلے۔کچھ وقت خدا سے دعا و مناجات میں لگائے کچھ وقت اپنا آپ احتساب کرے، کچھ وقت اللہ کی قدرت کے کرشموں میں اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں پر غور و فکر کرے اور کچھ وقت ایسا ہو جس میں کھانے پینے کی فکر کرے۔

۳۔عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ صرف تین چیزوں کے لیے سفر کرے آخرت کا توشہ جمع کرنے کے لیے یا اپنی معاش کی درستی کے لیے یا حلال لذت کے حصول کے لیے۔

۴۔عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اصلاح حال کی طرف متوجہ رہے۔اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔۔۔جو شخص اپنی زبان سے نکلی ہوئی بات کا محاسبہ کرے گا، تو صرف وہی باتیں اس کی زبان سے نکلیں گی جو مفید ہوں گی۔(لایعنی باتوں سے اپنی زبان بند رکھے)۔

میں نے کہا اے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟ آپ نے فرمایا وہ تمام کی تمام عبرت اور موعظت پر مشتمل تھیں۔ مثلاً ا۔اس شخص پر مجھے تعجب ہوتا ہے جسے موت کا یقین ہو اور وہ دنیا کے مال و متاع پر نازاں ہو۔

۲۔اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جسے جہنم کا یقین ہو اور اسے ہنسی آتی ہو۔۳۔اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جو تقدیر (خدا کے فیصلے) پر بھی یقین رکھتا ہے پھر وہ حصول دنیا میں ہلکان ہوتا ہے۔۴۔مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو فنا ہوتے اور مڑے دیکھتا ہے پھر بھی اس دنیا سے دل لگائے بیٹھا ہے۔ اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جو کل قیامت کے دن کے حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی عمل نہیں کرتا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول فرمائیے آپ نے فرمایا میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ یہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول کچھ اور فرمائیے آپ نے فرمایا قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر (نماز وغیرہ) کو اپنے لیے لازم کرلو۔یہ چیز زمین میں تمھارے لیے روشنی ثابت ہوں گی۔(اس کے ذریعے دنیا میں راہ حق پر چل سکو گے) اور (موت کے بعد) آسمان میں تمھارے کام آئے گی۔میں نے کہا اللہ کے رسول:مزید ارشاد ہو آپ نے فرمایا بہت زیادہ ہنسنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔اس لیے کہ یہ قلب کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتا ہے۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول کچھ اور نصیحت کیجیے۔آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کو اپنے اوپر لازم کرو، یہ جہاد میری امت کی رہبانیت ہے۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول کچھ اور نصیحت کیجیے۔آپ نے فرمایا غریبوں سے محبت کرو اور ان کی صحبت اختیار کرو۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول کچھ اور۔آپ نے فرمایا جو لوگ تم سے مال وہ جاہ کے لحاظ سے کم تر اور کمزور ہوں، ان کی طرف دیکھو، اور ان لوگوں پر نظر نہ ڈالو جو دنیاوی جاہ و مرتبے میں تم سے بڑھے ہوئے ہوں، اس سے تمھارے دل میں اللہ کی نعمت کی ناقدری کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول مزید کچھ ارشاد فرمائیں۔آپ نے فرمایا ٹھیک بات کہا کرو اگرچہ وہ لوگوں کو بری لگے۔میں نے کہا اے اللہ کے رسول مزید ارشاد ہو۔ آپ نے فرمایا تمھارے اندر جو عیوب اور کمزوریاں ہیں جن کو تم خوب جانتے ہو۔ان پر نظر رکھو اور لوگوں کے عیوب نہ ڈھونڈو اور وہ کام جو تم کرو اگر دوسرے کریں تو ان پر تمھیں غصہ نہیں آنا چاہیے، اور آدمی کے لیے یہ عیب کافی ہے کہ وہ اپنے عیوب کو نہ پہچانے اور دوسرں کے عیوب ڈھونڈتا پھرے اور جو کام خود کرتا ہے اس کے کرنے پر دوسروں پر ناراض ہو۔اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے ابوذر

quranurdu.com

بڑا عقل مند وہ ہے جو مدبر ہو، انجام کو سوچ کر کام کرنے والا ہو اور سب سے بڑی پرہیز گاری حرام سے بچنا ہے۔ اور سب سے بڑی شرافت حسن اخلاق ہے۔

قابل رشک کون ہے؟

۱۶۰۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّافِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَيَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللهُ مَالاً فَهُوَيُنْفِقُهٗ فِي الْحَقِّ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو ہی آدمی رشک کے قابل ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا اور وہ اسے پڑھتا پڑھاتا اور اس پر عمل کرتا ہے رات کے اوقات میں بھی دن کے اوقات میں بھی دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ رات اور دن کے اوقات میں صحیح جگہ پر خرچ کرتا ہے۔

quranurdu.com

اللہ کے عذاب کو کون لوگ دعوت دیتے ہیں؟

۱۶۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا ظَهَرَالزِّنَاوَالرِّبَافِيْ قَرْيَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْجُسِهِمْ عَذَابَ اللهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب کسی قوم یا بستی میں بدکاری اور سود خوری نمایاں طور پر ہونے لگے تو یوں سمجھو کہ گویا لوگوں نے اپنے کو عذاب الٰہی کے مستحق ہونے کا اعلان کیا۔

پیپ کے حوض میں کس کو رکھا جائے گا؟

۱۶۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهٗ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّاللهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَيَعْلَمُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَالَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّاقَالَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی بیان کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کو روکنے کے لیے سفارش کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی (یعنی اس سے دشمنی کی) اور جس نے جان بوجھ کر باطل کی حمایت کی تو ایسے لوگوں سے اللہ ناراض رہے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں اور جس شخص نے کسی صاحب ایمان پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ اسے پیپ کے کیچڑ والی جگہ (جہنم) میں جگہ دے گا، الا یہ کہ وہ توبہ کرے اور اپنے بھائی سے معافی مانگے۔

چار باتوں کی وصیت

۱۶۳۔ عَنْ اَبِيْ جُرَيٍّ جَابِرِبْنِ سُلَيْمٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْيِهٖ لَايَقُوْلُ شَيْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَاتَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ

الْمَيِّتِ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللهِ الَّذِىْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ وَاِنْ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْفَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ قُلْتُ اِعْهَدْ اِلَيَّ قَالَ لَاتَسُبَّنَّ اَحَدًا فَمَاسَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَابَعِيْرًا وَّلَاشَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَالْمَرُوْفِ وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجهكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللهَ لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَاِنِ امْرُءٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ حَبَّانَ دَعْهُ يَكُوْنُ وَبَالُهٗ عَلَيْهِ وَاَجْرُهٗ لَكَ۔

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کا مرجع بنا ہوا ہے جو بات اس کی زبان سے نکلتی ہے لوگ اسے قبول کر لیتے ہیں، اختلاف نہیں کرتے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے ؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آپ کے پاس گیا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا علیک السلام یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا علیک السلام نہ کہا کرو کیونکہ اس طرح تو اسے دعا دیتے ہیں جو مر گیا ہو۔ تم (زندہ آدمی کو سلام کرو تو) السلام علیک کہا کرو۔ میں پوچھا آپ کیا اللہ کے رسول ہیں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں میں اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ جسے تم مصیبت میں پکارو تو مصیبت دور کر دے اور اگر تم خشک سالی کا شکار ہو جاؤ اور اس پکارو تو پانی برسائے اور غلہ اگائے اور اگر تم کسی چٹیل علاقے یا بیابان میں سفر کر رہے ہو اور تمھاری اونٹنی کھو جائے اور اسے پکارو تو تمھاری اونٹنی واپس لائے۔

میں نے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کبھی کسی کو گالی نہ دینا برا بھلا نہ کہنا (جابر سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو گالی دی اور نہ غلام کو اور نہ کبھی کسی اونٹ یا بکری کو برا بھلا کہا۔ حضور ﷺ نے دوسری وصیت یہ فرمائی کسی کے ساتھ احسان کو حقیر نہ جانو (یوں نہ سوچو کہ میں یہ معمولی احسان کیا کروں کیونکہ ہر احسان چاہے وہ کتنا ہی معمولی ہو اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے اور اپنے کسی مسلمان بھائی سے گفتگو کرتے وقت اپنے چہرے کو کسی اور طرف نہ پھیرنا بلکہ محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے مخاطب ہونا یہ بھی نیکی ہے اے جابر تم اپنا تہہ بند نصف پنڈلی تک رکھو اور زیادہ سے دیادہ ٹخنوں تک کی گنجائش ہے۔ خبردار ٹخنوں کے نیچے تمھارا تہہ بند نہ جائے اس لیے کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی آدمی تمھیں برا بھلا کہے اور تمھارے کسی عیب کو بیان کر کے تجھے شرمندہ کرے جو اسے معلوم ہو تم اسے اس عیب سے عارمت دلاؤ جو تمھیں معلوم ہو تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔ علامہ ابن حبان رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو اللہ تمھیں اجر دے گا اور اسے سزا دے گا۔

ظلم اور حرص و بخل

۱۶۴۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى سَفَكُوْا دِمَآءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لیے تاریکیوں (مصیبتوں) کا موجب بنے گا۔ شح سے بچو اس لیے کہ اسی چیز نے تم سے پہلے کے لوگوں کو تباہ کیا۔ اس نے لوگوں کو قتل وخون ریزی پر آمادہ کیا اور جان مال آبرو کی بربادی اور دوسرے گناہوں کی محرک ہوئی۔

quranurdu.com

تشریح: شح کے معنی مال کی حرص بخل اور خود غرضی کے ہیں۔ یعنی لینے کی خواہش اور دینے سے انکار و اعراض۔

پانچ برے کام

۱۶۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْمُہَاجِرِیْنَ خِصَالٌ اِنْ خَمْسٌ بِہِنَّ وَنَزَلْنَ بِکُمْ اَعُوْذُ بِاللہِ اَنْ تُدْرِکُوْہُنَّ لَمْ تَظْہَرِ الْفَاحِشَۃُ فِیْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰی یُعْلِنُوْا اِلَّا بِہَا اِلَّا فَشَا فِیْہِمُ الْاَوْجَاعُ الَّتِیْ لَمْ تَکُنْ فِیْ اَسْلَافِہِمْ وَلَمْ یَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ وَشِدَّۃِ الْمُؤْنَۃِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ وَلَمْ یَمْنَعُوْا زَکَاۃَ اَمْوَالِہِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَہَآئِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا وَلَا نَقَضُوْا عَھْدَ اللہِ وَعَھْدَ رَسُوْلِہٖ اِلَّا سُلِّطَ عَلَیْہِمْ عَدُوٌّ مِنْ غَیْرِہِمْ فَیَاخُذُ بَعْضَ مَا فِیْ وَمَا لَمْ تَحْکُمْ اَئِمَّتُہُمْ بِکِتَابِ اللہِ اِلَّا جُعِلَ بَاْسُہُمْ بَیْنَہُمْ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ برائیاں ایسی ہیں کہ تم ان میں مبتلا ہوئے اور یہ تمھارے اندر گھس آئیں تو بہت برا ہو گا۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ برائیاں تھارے اندر پیدا ہوں۔ ا۔ زنا۔۔۔ یہ اگر کسی گروہ میں علانیہ ہونے لگے تو انھیں ایسی ایسی بیماریاں لاحق ہوں گی جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں تھیں۔ ۲۔ ناپ تول میں کمی۔۔۔ یہ برائی کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کرتا ہے اور وہ قوم ظالم اقتدار کا ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔ ۳۔ زکاۃ نہ دینا۔۔۔۔ یہ خرابی جن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے ان پر آسمان سے پانی برسنا رک جاتا ہے اور اگر اس علاقے میں جانور اور پرندے وغیرہ ہوں تو ذرا بھی بارش نہ ہو۔ ۴۔ اللہ و رسول سے غداری اور عھد شکنی۔۔۔۔۔ یہ خرابی جب رونما ہوتی ہے تو اللہ ان پر غیر مسلم دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کی بہت ساری چیزیں چھین لیتا ہے۔ ۵۔ اگر مسلمان حکمران خدا کی کتاب کے مطابق حکومت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے میں پھوٹ ڈال دیتا ہے اور وہ آپس میں کشت و خون کرنے لگتے ہیں۔

حضور ﷺ نے یہ باتیں مہاجرین کے سامنے اس وجہ سے ارشاد فرمائیں کہ اسلامی حکومت کی باگ ڈور انھی کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور یہ اس لیے کہ یہ لوگ کتاب و سنت کا علم انصار کے مقابلے میں زیادہ رکھتے تھے۔ انتظامی صلاحیت بھی مجموعی لحاظ سے ان میں زیادہ تھی۔ نیز زمانہ جاہلی میں یہی لوگ عرب قبائل کے حکمران تھے اور اسلامی معاشرے میں انھی کو زیادہ اعتماد حاصل تھا یہ ہدایات پوری امت کے لیے ہیں۔

قیامت سے پہلے امت مسلمہ میں رونما ہونے والی خرابیاں

۱۶۶۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللہِ جُلُوْسًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ قَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَہٗ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ رَأَیْتُ النَّاسَ رُکُوْعًا فِیْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَکَبَّرَ وَرَکَعَ وَرَکَعْنَا وَمَشَیْنَا وَصَنَعْنَا مِثْلَ الَّذِیْ صَنَعَ فَمَرَّ رَجُلٌ یُسْرِعُ فَقَالَ عَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ صَدَقَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلَمَّا صَلَّیْنَا وَرَجَعْنَا دَخَلَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَجَلَسْنَا فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ اَمَا سَمِعْتُمْ رَدَّہٗ عَلَی الرَّجُلِ صَدَقَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَیُّکُمْ یَسْأَلُہٗ فَقَالَ طَارِقٌ اَنَا اَسْئَلُہٗ حِیْنَ خَرَجَ فَذَکَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

quranurdu.com

وَسَلَّمَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ حَتَّى تُعِينَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ وَقَطْعَ الْأَرْحَامِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُورَ الْقَلَمِ۔

طارق بن شہاب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے بتایا کہ نماز کھڑی ہو چکی ہے تو عبداللہ بن مسعود اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ ہو لیے، جب ہم لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مسجد کے اگلے حصے میں سب لوگ رکوع میں ہیں تو عبداللہ بن مسعود مسجد میں جہاں تھے وہیں تکبیر کہی اور رکوع میں چلے گئے اور ہم لوگ بھی رکوع میں چلے گئے۔ پھر صف میں شامل ہونے کے لیے آگے بڑھے اور ہم نے اسی طرح کیا جس طرح عبداللہ بن مسعود نے کیا۔ (نماز کے بعد) ایک آدمی تیزی کے ساتھ آیا اور کہا علیک السلام، اے ابو عبدالرحمن (یہ عبداللہ بن مسعود کی کنیت ہے مذکور شخص نے مخصوص طور پر انھیں کو سلام کیا) عبداللہ بن مسعود نے کہا اللہ و رسول نے سچ کہا ہے۔

جب ہم نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے لوٹے تو وہ اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور ہم لوگ باہر بیٹھ گئے ہم میں سے کچھ افراد نے آپس میں یہ بات کی کہ کیا تم نے عبداللہ بن مسعود کا جواب سنا کہ انھوں نے وعلیکم السلام کہنے کے بجائے صدق اللہ و رسولہ کہا ہم میں سے اس کے متعلق ان سے کون پوچھے گا؟ طارق نے کہا میں ان سے پوچھوں گا۔ چنانچہ جب وہ گھر سے باہر تشریف لائے تو طارق نے دریافت کیا تو عبداللہ بن مسعود نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنائی کہ قیامت کے قریب لوگ مجمع میں سے مخصوص لوگوں کو سلام کریں گے اور تجارت کی طرف عام رجحان ہو جائے گا (یعنی دنیا داری بڑھ جائے گی)۔ یہاں تک کہ عورت بھی اپنے شوہر کو تجارت میں مدد دے گی اسی طرح قیامت کے قریب لوگ رشتہ داروں سے قطع تعلق کریں گے جھوٹی گواہیاں دیں گے۔ سچی گواہیاں دیں گے۔ سچی گواہیاں دیں گے سچی گواہیاں چھپائیں گے اور جوئے کا عام رواج ہو جائے گا،

دو چیزیں وبالِ جان ہوں گی۔

۱۲۸۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بُنْيَانٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِكَفِّهِ إِلَى رَأْسِهِ وَكُلُّ عِلْمٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِهِ۔

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال بنے گی سوائے اس عمارت کے جو اس طرح ہو اور آپ نے اپنے ہاتھ سے سر کر طرف اشارہ فرمایا اور ہر علم صاحب علم کے لیے وبال بن جائے گا، سوائے اس شخص کے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔

تشریح: اس حدیث کے پہلے حصے کا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت اونچی اور شان دار عمارتیں بنانے کی فکر نہ کرنی چاہیے۔ ہاتھ سے سر کر طرف جو اشارہ فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمارت اتنی اونچی ہونی چاہیے کہ چھت سے سر نہ ٹکرائے، کیونکہ اونچی اور شان دار عمارتیں وہی لوگ بناتے ہیں جن کے دل میں تفاخر کا جذبہ ہوتا ہے چاہے انھیں اس کا احساس نہ ہو اور اس طرح کی دنیا سازی اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں گھر بنانے کی فکر یا تو بالکل نہیں ہے یا بہت کم ہے۔

quranurdu.com

قیامت کے دن کون لوگ روئیں گے؟

۱۶۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا عَیْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللهِ وَعَیْنٌ سَهِرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَعَیْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے اس آنکھ کے جس نے کسی حرام چیز پر نگاہ نہیں ڈالی اور وہ آنکھ بھی قیامت کے دن نہیں روئے گی جو اللہ کی راہ میں جاگی ہو (یعنی جہاد میں پہرہ دینے والی آنکھ) اور وہ آنکھ بھی قیامت کے دن نہیں روئے گی جس سے دنیا میں اللہ کے ڈر سے ذرا بھی آنسو نکلا ہو۔

خدا کے تین محبوب بندے

۱۶۹۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ یُحِبُّهُمُ اللهُ وَیَضْحَكُ اِلَیْهِمْ وَیَسْتَبْشِرُ بِهِمُ الَّذِیْ اِذَا انْکَشَفَتْ فِئَةٌ قَاتَلَ وَرَآءَ هَا بِنَفْسِهٖ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِمَّآ اَنْ یُّقْتَلَ وَاِمَّآ اَنْ یَّنْصُرَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَیَکْفِیَهٗ فَیَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ هٰذَا کَیْفَ صَبَرَلِیْ بِنَفْسِهٖ وَالَّذِیْ لَهُ امْرَأَةٌ حَسَنَةٌ وَّفِرَاشٌ لَیِّنٌ حَسَنٌ فَیَقُوْلُ مِنَ اللَّیْلِ فَیَقُوْمُ یَذَرُ شَهْوَتَهٗ وَیَذْکُرُنِیْ وَلَوْ شَآءَ رَقَدَ وَالَّذِیْ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ وَکَانَ مَعَهٗ رَکْبٌ فَسَهِرُوْا ثُمَّ فَقَامَ مِنَ السَّحَرِ فِیْ ضَرَّآءَ وَسَرَّآءَ۔

حضرت ابو الدردار رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین قسم کے لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ ۱۔ اول وہ مجاہد جو میدان جنگ میں صرف اللہ کی خاطر ڈٹ کر لڑتا رہے، جب فوج کا کوئی دستہ بھاگ کھڑا ہو پھر یا تو قتل ہو جائے یا اللہ اس کی مدد فرمائے (وہ فتح حاصل کر لے۔) اللہ فرشتوں سے کہتا ہے مرے اس بندے کو دیکھو میری خاطر میدان جنگ میں کس طرح ڈٹا رہا۔ ۲۔ دوسرا شخص وہ جو رات میں نرم ونازک بستر پر اپنی بہترین بیوی کے ساتھ سویا ہوا ہے لیکن تہجد کا وقت ہوتا ہے تو یہ اٹھتا ہے اور اللہ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ دیکھو یہ اپنی میٹھی نیند کو چھوڑتا ہے اور مجھے یاد کرتا ہے حالانکہ اگر چاہتا تو سویا رہتا۔ ۳۔ تیسرا وہ شخص جو سفر میں ہو، قافلے میں بہت سے اور لوگ بھی ہوں وہ لوگ کچھ دیر جاگ کر سو گئے لیکن یہ شخص آخر شب میں اٹھا اور تہجد کی نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ تکلیف کی حالت میں بھی پڑھتا ہے اور آرام کی حالت میں بھی پڑھتا ہے۔

حسد اور عداوت، باہمی محبت اور سلام

۱۷۰۔ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْبَغْضَاءُ وَالْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَیْسَ حَالِقَةُ الشَّعْرِ وَلٰکِنْ حَالِقَةُ الدِّیْنِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاتَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَاتُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَآبُّوْا اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِمَا یُثْبِتُ لَکُمْ ذٰلِكَ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری۔۔۔ عداوت و حسد۔۔۔ تمھارے اندر بھی گھس آئے گی۔ عداوت تو جڑ سے کاٹ دینے والی شے ہے، یہ بالوں کو نہیں مونڈتی بلکہ دین کو مونڈتی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں

quranurdu.com

میری جان ہے تم جنت میں نہ جاسکو گے جب تک مومن نہ بنو اور مومن بن نہیں سکتے جب تک باہم میل ملاپ اور محبت نہ کرو کیا میں بتاؤں یہ باہمی محبت کیونکر پیدا ہو گی؟ السلام علیکم کو رواج دو۔

تشریح: سلام کے معنی رحمت کے ہیں جب آپ یہ کلمۂ محبت کسی سے کہتے ہیں تو گویا اس سے کہتے ہیں بھائی تم پر خدا کی رحمت ہو خدا تمھیں ہر طرح کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچائے اور وہ بھی جواب میں آپ کو خیر و رحمت کی دعا دیتا ہے تو بتایئے باہمی عداوت کے گھس آنے کا کیا امکان ہے مسلم سو سائیٹی میں؟! پھر اس کلمہ کے ذریعے اس بات کا آپ اعلان کرتے ہیں کہ تم میری طرف سے اپنی جان اور آبرو کے بارے میں مطمئن رہو۔ میری طرف سے کشت و خون ریزی، مال کے چھیننے اور ہتھیار لینے کا اور آبرو ریزی کا خطرہ نہ محسوس کرو اور مخاطب بھی اس جذبے کا اعلان کرتا ہے تو بتایئے حسد اور دشمنی مسلم معاشرے میں کس طرح راہ پا سکتے ہیں؟ پس ضرورت ہے السلام علیکم کے معنی و مفہوم کے جاننے کی اور پورے شعور کے ساتھ اس کلمے کو عام کرنے کی۔

quranurdu.com

مومن کے پاس بیٹھو، ندکار کو کھانے کی دعوت نہ دو

۱۷۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَاحِبُ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاکُلُ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ تم کسی مومن ہی کو اپنا ساتھ بناؤ اور متقی آدمی کے سوا کسی اور کو کھانا نہ کھلاؤ (فاسق و فاجر آدمیوں کو دعوت طعام نہ دو۔)

تشریح: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہم نشین کیسے ہوں یعنی ہم کن لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں؟ آپ نے فرمایا: یعنی ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھو جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے جن کی گفتگو سے تمھاری دینی معلومات میں اضافہ ہو جن کا عمل تمھیں آخرت یاد دلائے۔

عیب جوئی، غیبت اور زنا کی اخروی سزا

۱۷۲۔ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدِ نِ الْمِقْرَآئِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِرِجَالٍ تُقْرَضُ جُلُوْدُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَّارٍ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَاجِبْرِیْلُ قَالَ الَّذِیْنَ یَتَزَیَّنُوْنَ لِزِّنْیَۃِ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِجُبٍّ مُنْتِنِ الرِّیْحِ فَسَمِعْتُ فِیْہِ اَصْوَاتًا شَدِیْدَۃً فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَاجِبْرِیْلُ قَالَ نِسَآءٌ کُنَّ یَتَزَیَّنَّ لِزِّنْیَۃِ وَیَفْعَلْنَ مَالَا یَحِلُّ لَھُنَّ ثُمَّ مَرَرْتُ عَلٰی نِسَاءٍ وَّرِجَالٍ مُعَلَّقِیْنَ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَاجِبْرِیْلُ فَقَالَ ھٰؤُلَاءِ اللَّمَّازُوْنَ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللہِ عَزَّوَجَلَّ وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ۔

راشد بن سعد مقرائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے چمڑے آگ سے بنی ہوئی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور بدکاری کرنے کے لیے بناؤ سنگار کرتے تھے۔ پھر میرا گزر ایک کنویں پر ہوا جس میں سے نہایت بدبودار بھبھک اٹھ رہی تھی اور اندر سے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کے لیے زینت و آرائش کرتی تھیں، اور وہ کام کرتی تھیں جو ان کے لیے جائز نہ تھا۔ پھر میرا گزر کچھ ایسے مردوں اور عورتوں پر ہوا جن کو الٹا لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے پوچھا اے

جبریل یہ کون لوگ ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں دوسروں کے اندر ان کی موجودگی میں کیڑے نکالتے اور پیٹھ پیچھے برائی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یہ بات یوں بیان فرمائی ہے: وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (تباہی اور ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو دوسروں کے اندر ان کی موجودگی میں عیب نکالتے ہیں اور پیٹھ پیچھے برائی کرتے ہیں۔"

چار ابلیسی کام

۱۸۔ عَنۡ اَبِيۡ مُوسٰى رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصۡبَحَ اِبۡلِيۡسُ بَثَّ جُنُوۡدَهٗ فَيَقُوۡلُ مَنۡ خَذَلَ الۡيَوۡمَ مُسۡلِمًا اَلۡبَسۡتُهُ التَّاجَ قَالَ فَيَجِيۡءُ هٰذَا فَيَقُوۡلُ لَمۡ اَزَلۡ بِهٖ حَتّٰى طَلَّقَ اِمۡرَاَتَهٗ فَيَقُوۡلُ يُوۡشِكُ اَنۡ يَّتَزَوَّجَ وَيَجِيۡءُ هٰذَا فَيَقُوۡلُ لَمۡ اَزَلۡ بِهٖ حَتّٰى عَقَّ وَالِدَيۡهِ فَيَقُوۡلُ يُوۡشِكُ اَنۡ يَّبَرَّهُمَا وَيَجِيۡءُ هٰذَا فَيَقُوۡلُ لَمۡ اَزَلۡ بِهٖ حَتّٰى اَشۡرَكَ فَيَقُوۡلُ اَنۡتَ اَنۡتَ وَيَجِيۡءُ هٰذَا فَيَقُوۡلُ لَمۡ اَزَلۡ بِهٖ حَتّٰى قَتَلَ فَيَقُوۡلُ اَنۡتَ اَنۡتَ وَيُلۡبِسُهُ التَّاجَ۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے ماتحت شیطانوں کو زمین میں فساد اور خرابی پیدا کرنے کے لیے پھیلا دیتا ہے ان سے کہتا ہے کہ جو آج کسی مسلمان کو سب سے بڑے گناہ کا مرتکب بنائے گا میں اسے تاج پہناؤں گا۔ آپ نے فرمایا:

ایک شیطان (اپنا کارنامہ انجام دے کر) ابلیس کے پاس پہنچتا ہے اور کہتا ہے میں ایک مسلمان کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ابلیس اسے جواب دیتا ہے وہ پھر شادی کر لے گا (یہ تو تم نے کوئی بڑا کام نہیں کیا۔ پھر ایک اور شیطان آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایک مسلمان کو والدین کا نافرمان بنا دیا ابلیس جواب دیتا ہے: ممکن ہے کہ وہ بعد میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگے (یہ بھی کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے)۔ پھر تیسرا شیطان آتا ہے اور رپورٹ دیتا ہے کہ میں ایک مسلمان کے ساتھ برابر لگا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک مشرکانہ کام کیا۔ ابلیس جواب دیتا ہے تم نے یہ کام کیا (اسے شاباشی تو دی مگر تاج نہیں پہنایا) پھر ایک اور شیطان آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں ایک مسلمان سے برابر چمٹا رہا۔ اسے ابھارتا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک بے گناہ مسلمان کو مار ڈالا ابلیس کہتا ہے بس ایک تم ہو تم نے سب سے بڑا کام کیا اور اسے تاج پہنا دیتا ہے۔

نبی کے محبوب اور مبغوض امتی

۱۹۔ عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّكُمۡ اِلَیَّ اَحَاسِنُكُمۡ اَخۡلَاقًا اِنِ الۡمُوَطَّئُوۡنَ اَكۡنَافًا الَّذِيۡنَ يَاۡلَفُوۡنَ وَيُؤۡلَفُوۡنَ وَاِنَّ اَبۡغَضَكُمۡ اِلَیَّ الۡمَشَّآءُوۡنَ بِالنَّمِيۡمَةِ الۡمُفَرِّقُوۡنَ بَيۡنَ الۡاَحِبَّةِ الۡمُلۡتَمِسُوۡنَ لِلۡبُرَآءِ الۡعَيۡبَ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں نرم گو ہوں وہ لوگوں سے انس رکھتے ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے چغل خور اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں۔

حضور کی چار وصیتیں

۱۴۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِالْاِیَاسِ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ وَاِیَّاكَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّهُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ وَصَلِّ صَلَاتَكَ وَاَنْتَ مُوَدِّعٌ وَاِیَّاكَ وَمَا یُعْتَذَرُ مِنْهُ۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا اے اللہ کے رسول مجھے کچھ وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا ا۔ تم لوگوں کے مال سے اپنے آپ کو مایوس اور مستغنی بنالو۔ ۲۔ مال کے لالچ سے بچو اس لیے کہ یہ سب سے بڑی محتاجی ہے۔ نماز اس طرح پڑھو کہ گویا دنیا سے تم جارہے ہو۔ ۳۔ ایسا کام نہ کرو جس معذرت کرنی پڑے۔

quranurdu.com

چار نعمتیں

۱۴۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَبَدَنًا عَلَی الْبَلَآءِ صَابِرًا وَزَوْجَةً تَبْغِیْهِ حَوْبًا فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں جس شخص کو مل جائیں تو اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی مل گئی ۔ا۔ اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل ۲۔ اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان ۳۔ مصیبتوں کو سہنے والا جسم ۴۔ ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی اور پاک دامن رہ کر زندگی گزارتی ہے۔

تین مصیبتیں

۱۴۷۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْفَوَاقِرِ اِمَامٌ اِنْ اَحْسَنْتَ لَمْ یَشْكُرْ وَاِنْ اَسَأْتَ لَمْ یَغْفِرْ وَجَارُ سَوْءٍ اِنْ رَأٰی خَیْرًا دَفَنَهٗ وَاِنْ رَاٰی شَرًّا اَذَاعَهٗ وَمَرْاَةٌ اِنْ حَضَرْتَ اٰذَتْكَ وَاِنْ غِبْتَ عَنْهَا خَانَتْكَ۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین قسم کے انسان سخت مصیبت اور آفت ہیں۔ ا۔ وہ حاکم اور امیر جس کے اچھے طریقے سے اطاعت کرو لیکن وہ اس کی قدر نہ کرے اور کوئی غلطی کر بیٹھو تو معاف نہیں کرتا (سزا دیے بغیر نہ چھوڑے) بُرا پڑوسی ۔۔ اگر تم اس کے ساتھ بھلائی کرو تو اس کا نام تک نہ لے کہیں چرچا نہ کرے، اور اگر برائی دیکھے تو ہر جگہ پھیلا تا پھرے۔ ۳۔ وہ بیوی۔۔۔۔ جو تمھیں ایذا دے جب تم گھر میں آؤ تمھاری غیر موجودگی میں خیانت کرے (مراد ہے: بدکاری کرنا اور گھر کی حفاظت نہ کرنا)

شبہات سے بچو سچائی اختایار کرو چھوٹ کے قریب نہ جاو

۱۴۸۔ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ وَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِیْنَةٌ وَّالْكَذِبَ رِیْبَةٌ۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے (اپنے نانا) رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے۔ آپ نے فرمایا جس کام میں تمھیں تردد ہو چھوڑ دو، اور وہ کام اختیار کرو جس میں تمھیں تردد نہیں ہے سچائی اور راستی موجب اطمینان ہوتی ہے اور جھوٹ اور غلط بیانی دل میں تردد پیدا کرتی ہے۔

تشریح: ایک چیز حلال ہے یا حرام۔ صحیح ہے غلط، حق ہے یا باطل، اس میں آدمی کو تردد لاحق ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی چیز بعض پہلوؤں سے صحیح معلوم ہوتی ہے اور بعض پہلوؤں سے غلط تو مومن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے دور رہے اہل تقویٰ کی یہی صفت بعض دوسری حدیثوں میں بتائی گئی ہے۔

١٧٩۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَابَأْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللہَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّۃُ لِمَنِ اتَّقٰی خَیْرٌ مِّنَ الْغِنٰی وَطِیْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِیْمِ۔

نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے مال دار ہونے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور تندرستی اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے مال داری سے بہتر چیز ہے اور قلب کی خوشی اور انبساط اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

تشریح: اس حدیث میں تین باتیں بتائی گئی ہیں۔١۔ مالداری اور تقویٰ میں کوئی منافات نہیں ہے اللہ سے ڈرنے والا آدمی اگر مال دار بننے کی کوشش کرے تو وہ لازماً اپنے مال کی زیادتی سے آخرت بنانے کی کوشش کرے گا۔ ٢۔ تندرستی مالداری سے زیادہ قیمتی شے ہے۔ اس کی بدولت آدمی خدا کی زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکے گا اور اس کی راہ میں مزدوروں سے زیادہ دوڑ دھوپ کر سکے گا۔ ٣۔ آدمی کو اطمینان قلب حاصل ہو تو یہ اوپر کی دونوں نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور تینوں نعمتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں پوچھ ہو گی کہ زائد از ضرورت مال کہاں خرچ کیا صحت سے دین کو کیا فائدہ پہنچایا اور قلبی مسرت انبساط اور انشراح جیسی عظیم نعمت کا شکر کہاں تک ادا کیا۔ غرض تینوں مذکورہ چیزیں اللہ کی نعمت ہیں ان کی قدر کرو۔

نو باتوں کا حکم

١٨٠۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَۃِ اللہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَکَلِمَۃِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَاَنْ یَّکُوْنَ صَمْتِیْ فِکْرًا وَّنُطْقِیْ ذِکْرًا وَّنَظَرِیْ عِبْرَۃً وَّاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا میرے رب نے مجھے نو کاموں کا حکم دیا ہے: ١۔ کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈروں۔ ٢۔ کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصے میں ہوں دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کہوں۔ ٣۔ راستی و اعتدال پر قائم رہوں چاہے امیر ہوں یا فقیر ٤۔ جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں ٥۔ جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں ٦۔ جو مجھ سے زیادتی کرے میں اسے معاف کردوں ٧۔ میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔ ٨۔ میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔ ٩۔ میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو۔ اس کے لیے آپ نے فرمایا کے نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی دعوت دینے والوں پر درج بالا نو صفتیں پائی جانی چاہیں۔

quranurdu.com

دعوتِ اسلامی اور اس کے متعلقات

اسلام کا مفہوم

۱۸۱۔ عِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ بَعَثَكَ رَبُّنَا اِلَيْنَا قَالَ بِدِيْنِ الْاِسْلَامِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاالْاِسْلَامُ قَالَ اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤتِیَ الزَّكَاةَ۔ (مسند احمد الاستیعاب)

معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور پوچھا: آپ کو ہمارے رب نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے اور آپؐ کیا دین لائے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا: دین اسلام کیا ہے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا: اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ کے حوالے کردو اور دوسرے معبودوں سے دست کش ہو جاؤ اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو۔

تشریح: یہ مکی دورِ دعوت کا واقعہ ہے جس میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اپنے آپ کو اپنے جسم و جان کو اپنی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو غرض اپنی ہر چیز کو اللہ کے حوالے کر دینے کا نام اسلام ہے توحید کا یہی مفہوم ہے یہ تو مثبت پہلو ہوا۔ اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اپنے جسم وجان کو اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو غرض اپنی پوری زندگی کو دوسروں کے حوالے کرنے سے انکار کرے۔ دوسروں سے بے تعلق ہو جائے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی بھی پہلو سے ذرا بھی شریک نہ کرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھے کہ اپنی کسی چیز کو اپنی ملکیت نہ جانے بلکہ خدا کی امانت سمجھے ہر چیز کو خدا کے حوالے کر چکنے کے بعد اگر اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے تو اپنے عہد حوالگی میں سچا نہیں ہے۔ دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ نفس نماز اور زکوۃ (انفاق فی سبیل اللہ) مکی دورِ دعوت میں فرض ہو چکی تھیں البتہ تفصیلات بعد میں دی گئیں۔

کلمہ طیبہ کی وسعت

۱۸۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ۔۔۔۔ وَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاعَمِّ اِنِّیْ اُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّیْ إِلَيْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ فَفَزِعُوْا لِكَلِمَتِهٖ وَلِقَوْلِهٖ فَقَالَ الْقَوْمُ كَلِمَةً وَّاحِدَةً نَعَمْ وَأَبِيْكَ عَشْرًا فَقَالُوْا مَاهِیَ اَبُوْطَالِبِ وَاَیُّ كَلِمَةٍ يَاابْنَ أَخِیْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے کہا: اے چچا میں لوگوں سے صرف ایک کلمے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ وہ کلمہ ایسا ہے اگر یہ لوگ مان لیں تو پورا ملک عرب اس کلمے کی بدولت ان کے ماتحت آجائے گا اور غیر عرب قومیں ان کو جزیہ (ٹیکس)

quranurdu.com

دیں گی۔ لوگ نبی ﷺ کی یہ بات سن کر چونک اٹھے اور کہنے لگے: تم ایک کلمے کا مطالبہ کرتے ہو، تمھارے باپ کی قسم ہم دسیوں باتیں ماننے کے لیے تیار ہیں۔ بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ہے۔

تشریح: یہ حدیث بھی مکی دورِ دعوت سے تعلق رکھتی ہے کہ کلمہ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ محض ایک کلمہ نہیں ہے بلکہ اس سے پورا نظام توحید مراد ہے جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے اور صرف نماز روزہ ہی قائم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس بنیاد پر سیاسی نظام حکومت قائم کرنا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو نبی ﷺ اس کا یہ فائدہ کیونکر بتاتے کہ عرب تمھارے زیر اقتدار آجائیں گے اور غیر عرب قومیں جزیہ دیں گی۔ کیا بغیر سیاسی اقتدار حاصل کیے یہ کسی طرح کل ممکن تھی، یا آج ممکن ہے یا آئندہ کبھی ممکن ہوگا؟

یہ آپؐ کی گفتگو اس وقت ہوئی ہے جب قریشی لیڈر اپنے سب سے بڑے سردار ابوطالب کے پاس شکایت کرنے آئے اور یہ سمجھ کر شکایت کرنے آئے تھے کہ ابو طالب اپنا ذاتی اور سیاسی دباؤ ڈال کر اس دعوت کو بند کر دیں گے۔ ایسے ہی ایک موقع پر اپنے چچا ابوطالب سے نبی ﷺ نے فرمایا: اے چچا اگر میرے دائیں ہاتھ میں سورج دے دیا جائے اور بائیں ہاتھ میں چاند جب بھی مَاتَرَكْتُ هٰذَا الْاَمْرَحَتّٰى يُظْهِرَهُ اللهُ اَوْ اَهْلِكَ فِيْ طَلَبِهٖ یعنی میں اپنی دعوت بند نہیں کر سکتا یہاں تک کی اللہ تعالیٰ اس کو غالب کرے یا میں اسی حالت میں مر جاؤں۔

سوال یہ ہے کہ اظہار دین کا کیا مطلب ہے؟ قرآن مجید میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے وہاں سیاسی غلبہ مراد ہے۔ (ملاحظہ ہو: سورۃ التوبہ ۹:۳۳ الفتح ۴۸:۲۸ الصف ۶۱:۹)

دعوت اسلامی۔۔۔۔ دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت ہے

۱۸۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ مَاجِئْتُكُمْ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ اللهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا وَّاَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا وَأَمَرَنِيْ اَنْ أَكُوْنَ لَكُمْ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّيْ مَاجِئْتُكُمْ بِهٖ فَهُوَحَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (البدایہ والنہایہ، ج۳، ص۵)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔۔۔۔۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے قریشی مشرک لیڈروں کی بات سن کر فرمایا: مجھے قطعاً حرص نہیں ہے اس چیز کو جو تم پیش کر رہے ہو۔ میں جو دعوت تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں اس کا یہ مقصد قطعاً نہیں ہے کہ میں مال جمع کرنا چاہتا ہوں یا شرف وعزت کا طالب ہوں، یا تم پر حکومت یا اقتدار کا بھوکا ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھارے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ کو اپنی کتاب سے نوازا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھارے غلط نظام زندگی کے عواقب اور نتائج سے آگاہ کروں اور اس دعوت کے قبول کرنے کے نتیجے میں جو کچھ ملنے والا ہے اس کی خوشخبری دوں تو میں نے تمھیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا (اور پہنچا رہا ہوں) اور تمھاری خیر خواہی پہلے بھی پیش نظر تھی اور آج بھی ہے۔ اگر تم لوگ اب بھی میری دعوت کو اپنا لو تو یہ دنیا اور آخرت دونوں میں تمھاری خوش نصیبی ہوگی۔

تشریح: یہ حدیث بھی مکی دورِ دعوت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا آخری جملہ قابل غور ہے کہ اگر نبی ﷺ کی دعوت صرف عباداتی نظام تک محدود تھی اور زندگی کے جملہ مسائل اور معاملات سے بحث نہیں کرتی تھی اور صرف آخرت بنانے کے لیے تھی تو آخرت کے ساتھ یہ دنیا کا جوڑ کیسا؟ دونوں جہاں کی خوش نصیبی کس پہلو سے؟ کیا صرف اس پہلو سے کہ کچھ نیک قسم کے لوگ تیار ہو جائیں گے؟ نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ کچھ اور بھی ہے۔ وہ پوری زندگی کے ہر معاملے اور ہر مرحلے سے بحث کرتی ہے اور دنیا کی سعادت اور آخرت کی ابدی کامیابی کی ضمانت دیتی ہے۔

تعارفی تقریر

۱۸۴۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔۔۔ قَالَ اَیُّھَا الْمَلِكُ كُنَّا قَوْمًا اَھْلَ جَاھِلِیَّةٍ نَعْبُدُ الْاَصْنَامَ وَنَأْكُلُ الْمَیْتَةَ وَنَأْتِی الْفَوَاحِشَ وَنَقْطَعُ الْاَرْحَامَ وَنُسِیْءُ الْجِوَارَ وَیَأْكُلُ الْقَوِیُّ مِنَّا الضَّعِیْفَ فَكُنَّا عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی بَعَثَ اللہُ اِلَیْنَا رَسُوْلًا مِّنَّا نَعْرِفُ نَسَبَهٗ وَصِدْقَهٗ وَاَمَانَتَهٗ وَعَفَافَهٗ فَدَعَانَا اِلَی اللہِ عَزَّوَجَلَّ لِنُوَحِّدَهٗ وَنَعْبُدَهٗ وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَاٰبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِ اللہِ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْاَوْثَانِ وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَآءِ وَنَھَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَشَھَادَةِ الزُّوْرِ وَاَكْلِ مَالِ الْیَتِیْمِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ وَأَمَرَنَا اَنْ نَّعْبُدَ اللہَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ۔ (مسند احمد)

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حبش میں نجاشی کے یہاں پیش آنے والا قصہ بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں (جعفر ابن ابی طالبؓ مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے نجاشی کے دربار میں پہنچے اور انھوں نے اسلام کا تعارف کراتے ہوئے) یہ تقریر کی: اے بادشاہ ہم لوگ جہالت اور جاہلیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے۔ بے جان بتوں کی پرستش کرتے، مردار کھاتے ہر طرح کی بے حیائی اور بدکاری کے مرتکب ہوتے، رشتہ داروں کے حقوق پامال کرتے، پڑوسیوں سے بدسلوکی کرتے اور ہر قوی کمزور کو کھاتا تھا۔

اسی حالت پر ہم ایک مدت تک رہے یہاں تک کہ اللہ نے ہمارے پاس ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جس کی عالی نسبی سے جس کی راست گوئی سے جس کی امانت و دیانت سے اور جس کی عفت و پاک دامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ انھوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی تاکہ صرف اسی کو خدا مانیں اسی کو اپنا معبود بنائیں اور ان پتھروں اور دیوی دیوتاوں کو چھوڑ دیں جن کی ہم اور ہمارے اسلاف پوجا کرتے چلے آرہے تھے۔

اس پیغمبر نے ہمیں سچی بات کہنے امانت میں خیانت نہ کرنے، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے حرمتوں سے باز رہنے اور خون ریزی سے رک جانے کی تعلیم دی۔ انھوں نے ہمیں بدکاری سے، جھوٹی گواہی دینے سے، یتیم کا مال ہڑپ کرنے سے اور عفیفہ وپاک دامن عورت پر بہتان لگانے سے منع کیا۔ انھوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم سوائے اللہ واحد کے اور کسی کو معبود نہ بنائیں اس کے ساتھ کسی کو ذرا بھی شریک نہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں۔

تشریح: دعوت اسلامی کا یہ تعارف ہے ۔۔۔۔ تفصیلی تعارف ۔۔۔۔۔ جو نجاشی اور اس کے درباریوں کے سامنے جعفر ابو طالب رضی اللہ عنہ نے کرایا۔ اگر اسلام کی دعوت کوئی سادہ اور مجہول سی دعوت ہوتی تو اتنی تفصیلات کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ ہم اپنے طور پر اللہ اللہ کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمیں زندگی کے دوسرے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قریشی لیڈر خواہ مخواہ ہمارے دشمن ہوگئے اور انھوں نے ہمیں اپنے زیر اقتدار علاقے سے نکال دیا۔

دعوت اسلامی کو ارباب اقتدار پسند نہیں کرتے

۱۸۵۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ ۔۔۔۔۔ قَالَ مَفْرُوْقُ بْنُ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیُّ اِلٰی مَا تَدْعُوْا یَا اَخَا قُرَیْشٍ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَدْعُوْكُمْ اِلٰی شَھَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللہِ قَالَ لَهٗ مَفْرُوْقُ وَاِلٰی مَا تَدْعُوْا اَیْضًا یَا اَخَا قُرَیْشٍ

quranurdu.com

فَتَلَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ فَقَالَ لَهٗ مَفْرُوْق وَاِلٰى مَاتَدْعُوْا اَيْضًا يَااَخَاقُرَيْش فَتَلَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللهَ يَاْمُرُبِالْعَدْلِ اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَقَالَ لَهٗ مَفْرُوْقٌ دَعَوْتَ وَاللهِ يَاقُرَشِيُّ اِلٰى مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَمَحَاسِنِ الْاَعْمَالِ۔ (البدایہ ج۳، ص۱۴۲)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مفروق بن عمرو شیبانی نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے قریشی بھائی! آپؐ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ نبی ﷺ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا: میں تم لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔

مفروق نے آپؐ سے پوچھا: اے قریشی بھائی! آپؐ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ سے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام ۶:۱۵۱۔۱۵۳) تک کی تین آیتیں پڑھ کر سنائیں مفروق نے کہا: اور کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں؟ آپؐ نے اِنَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (النحل ۱۶:۹۰) پوری آیت پڑھ کر سنائی۔ مفروق نے کہا: بخدا اے قریشی! تم نے اونچے درجے کے اخلاقیات اور بہترین اعمال کی دعوت دی۔

تشریح: یہ واقعہ بھی مکی دورِ دعوت کا ہے۔ حج کے زمانے میں آپؐ کا معمول تھا کہ آپؐ اکیلے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر ہر قبیلے کی قیام گاہ پر جاتے اور انھیں اسلام کی دعوت دیتے۔ کسی سال حج کے زمانے میں قبیلہ شیبان کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ آپؐ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس قبیلے کے سرداروں کے پاس پہنچ گئے۔ انھی سرداروں میں سے ایک سردار کا نام مفروق ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے واقف تھا اور انھی کے قریب یہ بیٹھا ہوا تھا۔ ابتدائی گفتگو انھی دونوں کے درمیان ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مفروق اور دوسرے لوگوں سے نبی ﷺ کا تعارف کرایا۔ انھیں بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں جن کا ذکر تم نے سنا ہو گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں! ہم نے ان کا چرچا سنا ہے۔

اس کے بعد وہ نبی ﷺ سے مخاطب ہوا، اور پوچھا: آپؐ کی دعوت کیا ہے؟ اس سلسلے میں آپؐ نے سورہ انعام کی آیات ۱۵۱ تا ۱۵۳ پڑھ کر سنائیں۔ ان میں خالص توحید اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے نیز غریبی کی وجہ سے قتل اولاد کی ممانعت کی گئی ہے کھلی یا چھپی بدکاری سے روکا گیا ہے۔ آگے چل کر یتیم کے مال کو ہڑپ کرنے اور ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ کہ کوئی بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو چاہے اس کی زد تمھارے رشتے دار پر پڑتی ہو، اور اللہ کے عہد بندگی کو پورا کرو۔

دیکھیے! سورہ انعام مکی دور کی سورت ہے اس میں دین کی بنیادی تعلیم سمٹ کر آگئی ہے اور صرف عبادات ہی پر گفتگو نہیں کی گئی ہے بلکہ جاہلی نظام کی خرابیوں پر تنقید کی گئی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلامی معاشرہ کن بنیادوں پر قائم ہو کہ انسانیت ہر طرح کے امن و اطمینان اور خیر و سعادت سے ہمکنار ہو۔ اگر اسلامی دعوت محض عبادات تک محدود ہوتی تو یہ تمام بنیادی اصول کیوں بیان کیے جاتے؟ درآنحالیکہ بعد میں قائم ہونے والا صالح سیاسی نظام انھی بنیادوں پر قائم ہوا ہے۔ یہی اصول مزید تفصیلات کے ساتھ سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں بیان ہوئے ہیں اور یہ بھی مکی سورت ہے۔

دوسری آیت سور نحل کی ہے۔ وہ بھی مکی سورہ ہے اس (آیت ۹۰) میں بھی اسلام کی پوری دعوت نہایت جامع انداز میں بیان کر دی گئی۔

مفروق بن عمرو شیبانی نے جب پوری دعوت سن لی تو اس نے اس موقع پر یہ بھی کہا تھا:

لَعَلَّ ھٰذَا الْاَمْرَ الَّذِیْ تَدْعُوا اِلَیهِ تَکْرَھُهُ الْمُلُوْكُ۔

یہ دعوت جو آپ دے رہے ہیں شاید بادشاہوں کو پسند نہیں آئے گی۔

سوال یہ ہے اگر اپنی انفرادی حیثیت میں چند اصولوں کو برتنے کی یہ دعوت ہے اور انسانی زندگی کے جملہ شعبوں سے تعرض نہیں کرتی اور زمین کے پورے سیاسی نظام کو اپنی بنیادوں پر نہیں قائم کرتی تو ملوک دار باب اقتدار کیوں خفا ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ اتنی سادہ قسم کی یہ دعوت نہیں ہے۔ یہ تو زندگی کے پورے نظام کو از سرِ نو الٰہی اصولوں پر قائم کرنے کی دعوت ہے۔

بندوں کی بندگی یا خدا کی؟

۱۸۶۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی اَھْلِ نَجْرَانَ کِتَابًا وَفِیهِ۔۔۔۔۔اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی عِبَادَةِ اللهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ وَاَدْعُوْکُمْ اِلٰی وِلَایَةِ اللهِ مِنْ وِلَایَةِ الْعِبَادِ۔ (تفسیر ابن کثیر ج۱)

رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کو (جو مذہباً عیسائی تھے) ایک خط لکھا۔ جس کا ایک حصہ یہ ہے: امابعد! میں تم لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی بندگی اور پرستش اختیار کرو۔ نیز میں تمھیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی آقائیت اور سرپرستی سے نکل کر خدا کی آقائیت اور اقتدار میں آجاؤ۔

امن و سلامتی کا الٰہی نظام

۱۸۷۔ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ۔۔۔۔۔قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُتِمَّنَّ اللهُ ھٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی تَخْرُجَ الظَّعِیْنَةُ مِنَ الْحِیْرَةِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْبَیْتِ فِیْ غَیْرِ جِوَارِ أَحَدٍ۔ (البدایه و النهایه، ج۵، ص۶۶)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یقیناً اللہ اس دین کو مکمل نافذ کر کے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک عورت اکیلی حیرہ (ملک شام) سے چلے گی اور مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کوئی نہ ہو گا جو اسے چھیڑے۔

تشریح: یعنی یہ دین یقیناً سیاسی اقتدار حاصل کر کے رہے گا۔ وہ نظام امن ہو گا اور کوئی طاقتور کسی کمزور پر ظلم و زیادتی نہ کر سکے گا۔ اکیلی عورت سیکڑوں میل کا سفر کرے گی اور کوئی اس کو چھیڑ نہیں سکے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس دین کی ہر حیثیت سے غالب کرنا پیش نظر نہیں تو عدی بن حاتم سے اتنے زوردار انداز میں یہ بات کہنی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے سیاسی نظام کسی کے ہاتھ میں ہو، دعوت اسلامی کے نتیجے میں خود بخود ایسا نظام امن قائم ہو جائے گا۔ خود بخود کا فلسفہ نہایت گمراہ کن فلسفہ ہے۔

جماعت سازی

۱۸۸۔ عَنِ الْحَارِثِ الْاَ شْعَرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْھِجْرَةِ وَالْجِھَادِ۔ (مشکوٰۃ، مسند احمد، ترمذی)

quranurdu.com

حارث اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں پانچ امور کا حکم دیتا ہوں جماعت کا، سننے کا، اطاعت کا، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا۔

تشریح: نبی ﷺ اپنی امت کو درج ذیل پانچ امور کا حکم دیتے ہیں:

۱۔ جماعت بنو، جماعتی زندگی گزارو۔

۲۔ تمھارے اجتماعی معاملات کا جو ذمہ دار ہو اس کی بات غور سے سنو۔

۳۔ اس کی اطاعت کرو۔

۴۔ اگر دین کا مطالبہ یہ ہو کہ اپنا وطن چھوڑو، تو وطن کی محبت پر قینچی چلادو۔ جو بھی تعلق دین کی راہ میں حائل ہو اسے توڑڈالو۔

۵۔ اللہ کی بتائی ہوئی راہ میں اپنی تمام تر کوشش خرچ کرڈالو اس کے دین کو قائم کرنے میں اپنا پورازور لگادو، زبان کے ذریعے قلم کے ذریعے ہتھیار کے ذریعے جیسا موقع ہو اور جو بھی ذرائع میسر ہوں ان سے کام لو۔

quranurdu.com

اجتماع اور اجتماعی کام

۱۸۹۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنْ یَّمِیْنِ الرَّحْمَانِ وَکِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ رِجَالٌ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَآءَ وَلَا شُھَدَآءَ یَغْشٰی بَیَاضُ وُجُوْھِھِمْ نَظَرَ النَّاظِرِیْنَ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ بِمَقْعَدِھِمْ وَقُرْبِھِمْ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ جُمَّاعٌ مِّنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ فَیَنْتَقُوْنَ اَطَایِبَ الْکَلَامِ کَمَا یَنْتَقِیْ اٰکِلُ التَّمْرِ اَطَایِبَہٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ ھُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰی وَبِلَادٍ شَتّٰی یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ یَذْکُرُوْنَہٗ۔ (ترغیب، وحدیث نمبر ۲۲۲۴۔ ۲۲۲۵)

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ قیامت کے دن خدائے رحمٰن کی دائیں جانب کچھ ایسے لوگ بیٹھے ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید، لیکن ان کے چہروں کو نور دیکھنے والوں کی نظروں کو خیرہ کرتا ہوگا۔ ان کے مقام ومرتبے کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء نہایت خوش ہو رہے ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ مختلف قبائل اور مختلف بستیوں کے لوگ ہوں گے جو دنیا میں اسلام لائے اور قرآن سیکھنے اور سکھانے اور اللہ کو یاد کرنے کے لیے اکٹھا ہوتے تھے اس طرح یہ لوگ بہترین اور پاکیزہ باتیں چنتے تھے۔ جس طرح کھجور کو کھانے والا بہترین اور لذیزترین کھجوروں کا انتخاب کرتا ہے۔

تشریح: ایک اور روایت میں جو الفاظ آئے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے: یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والے ہیں، یہ مختلف قبائل کے لوگ ہیں، مختلف علاقوں کے ہیں، خدا کو یاد کرنے کے لیے اکٹھا ہوتے تھے۔

اس حدیث میں بہت بڑی بشارت بیان ہوئی ہے، ان لوگوں کے لیے جو مختلف بستیوں اور علاقوں کے ہیں لیکن دین اور دعوت دین نے ان کو اکٹھا کیا ہے اور وہ سب مل کر نماز کی شکل میں اور درد و ظائف کی شکل میں، قرآن پڑھنے پڑھانے کی شکل میں اور دین کو دوسروں تک پہنچانے کی حیثیت میں اجتماعی طور پر مشغول ہوتے ہیں۔ انبیاء اور شہداء کے رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اونچے درجے کے لوگ ان کے مقام ومرتبے کو دیکھ کر خوش

ہو رہے ہوں گے کہ یہ لوگ نہ نبی ہیں نہ شہید، لیکن اتنے اونچے مقام پر پہنچ گئے ہیں جس طرح ایک استاد اپنے شاگردوں کے اونچے مقام پر دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔ اس قرآن نماز اور درود و ظائف اور تمام دعوتی سرگرمیاں مراد ہیں۔ اردو میں ذکر کا لفظ محدود معنوں میں بولا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں بہت وسیع معنوں میں آتا ہے۔

جماعتی زندگی کی برکتیں۔

۱۹۰۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ۔ (ترغیب وترھیب بحوالہ ابن حبان بیہقی، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے سنا ہے تین باتیں ایسی ہیں جن کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کے دل میں نفاق نہیں پیدا ہو سکتا۔ ایک یہ کہ جو بھی عمل کرے اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے کرے۔ دوسری یہ کہ جو لوگ اجتماعی معاملات کے ذمہ دار ہوں ان کے ساتھ خیر خواہانہ معاملہ کرے۔ تیسری چیز یہ کہ جماعت سے چمٹا رہے، جماعت کے افراد کی دعائیں اس کی حفاظت کریں گی۔

تشریح: اجتماعی معاملات کے ذمہ داروں کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف دل میں کینہ و عداوت نہ ہو، بلکہ خلوص اور خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ تمام امور میں ان کی مدد کی جائے اور اگر غلطی کریں تو تنہائی میں خلوص کے لہجے میں انھیں ان کی غلطی پر متنبہ کیا جائے۔ یہ تینوں صفتیں نفاق کی ضد ہیں منافقین اللہ کی خوشنودی کے لیے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ اپنی جماعت جس میں وہ داخل ہوئے تھے اس کے ذمہ داروں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ جماعت میں ظاہراً شامل تھے لیکن اس جماعت سے انھیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ جماعت میں رہنے کا اور اجتماعی زندگی کا ایک اور فائدہ بھی ہے جس کی طرف آخر میں اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ سب ایک دوسرے کے خیر خواہ لوگ ہوں گے اور ایک دوسرے کے لیے استقامت علی الحق کی دعا کریں گے تو یہ اجتماعی دی بڑی موثر ثابت ہو گی اور امید ہے کہ اللہ تعالی کی دعاوں کی برکت سے اجتماعی افراد کو بہت سی خرابیوں سے محفوظ رکھے گا۔ جیسا کی اجتماعی زندگی گزارنے والوں کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

امیر کے فرائض

۱۹۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّلِیَ شَيْئًا مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ فِيْ حَاجَتِهٖ حَتّٰى يَنْظُرَ فِيْ حَوَائِجِهِمْ۔ (ترغیب وترھیب بحوالہ طبرانی وترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو (یعنی خلیفہ ہو یا امیر) تو اللہ اس کا مقصد پورا نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے۔ (لوگوں کی اجتماعی ضروریات کی فکر اسی وقت کرے گا جب وہ مامورین کے لیے شفیق ہو گا، اس کے دل میں ان کی محبت ہو گی)۔

مامورین کے فرائض

quranurdu.com

۱۹۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَعَلٰی اَثَرَةٍ عَلَیْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ وَعَلٰی اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی (معاہدہ کیا) کہ ہم ہر حالت میں اللہ و رسول ﷺ اور ان لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ تنگی کی حالت میں ہو یا فراخی کی، اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی۔ اور اس حالت میں بھی امیر کی بات مانیں گے جب دوسروں کو ہمارے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہو۔ اور اس بات پر ہم نے آپ سے معاہدہ کیا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان سے اقتدار اور عہدہ چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے، البتہ اس صورت میں جب امیر سے کھلا کفر سرزد ہو۔ اس وقت ہمارے پاس اس بات کی دلیل ہوگی کہ ہم اس کی بات نہ مانیں (اور حالات سازگار ہوں تو عہدے سے ہٹا دیں)۔ اس بات پر بھی ہم نے آپؐ سے معاہدہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اور اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

تشریح: اصل حدیث میں بَایَعْنَا کا لفظ آیا ہے جس کے معنی: حلف اٹھانے کے ہیں۔ آپؐ نے لوگوں سے جن باتوں پر بیعت کی وہ یہ ہیں: اجتماعی معاملات کے ذمہ دار امراء کی ہر حالت میں اطاعت، چاہے ان کا حکم ہم کو پسند ہو یا نہ ہو، اور یہ کہ اقتدار میں کشمکش نہیں کریں گے البتہ جب وہ صریح معصیت کا حکم دیں یا اس سے کفر صریح سرزد ہو، تب اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس کو ہٹا دیا جائے گا، بشرطیکہ ہٹانے کے نتیجے میں اس بڑی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

دعوت و تبلیغ کا طریقہ

۱۹۳۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَقَرِّبَا وَلَا تُنَفِّرَا۔ (جمع الفوائد)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت یہ نصیحت فرمائی: تم دونوں (دین کو) لوگوں کے لیے آسان بنانا، مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا، ایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں دور بھاگیں۔

تشریح: مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے دین اسی طرح پیش کرنا کہ وہ محسوس کریں۔ یہ راستہ آسان راستہ ہے، اس پر چلنا ہمارے بس میں ہے۔ ایسے انداز میں ان کے سامنے بات نہ رکھی جائے کہ سن کر ان کی ہمتیں جواب دے جائیں اور وہ دین کو ایک پہاڑ سمجھنے لگیں جس پر چڑھنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ نیز داعی کی اپنی زندگی ایسی ہو کہ لوگ دین سے قریب ہوں، نہ کہ دین سے متنفر ہو جائیں۔ اس موقع پر ذیل کی حدیث کو پیش نظر رکھنا مناسب ہوگا۔

کسی نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی، نامناسب الفاظ استعمال کیے، اس پر صحابہ کرامؓ کو بڑا طیش آیا، قریب تھا کہ لوگ اسے قتل کر دیتے لیکن آپؐ نے روک دیا اور فرمایا: میری اور اس آدمی کی مثال ایسے ہے جیسے کسی آدمی کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بدک گئی اور رسی تڑا کر بھاگی۔ لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور طاقت استعمال کر کے قابو میں کرنا چاہا تو ان کی کوششوں کے نتیجے میں اس کی وحشت بڑھ گی اور بالآخر وہ قابو میں نہ آ سکی۔ اونٹنی کے مالک نے ان لوگوں سے کہا کہ اونٹنی سے مجھے نپٹنے دو۔ میں عمدہ تدبیر جانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اسے کس طرح قابو میں لایا جاتا ہے تو وہ بجائے

quranurdu.com

پیچھا کرنے کے اونٹنی کے آگے آ گیا اور زمین سے کچھ گھاس لی، اور چمکار کر اس کی طرف بڑھا تو وہ اس کے پاس آ گئی اور بیٹھ گئی، اس نے اس کا کجاوہ اس پر باندھا اور اس پر سوار ہو گیا۔

تباہ حال مقرر

۱۹۴۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلَکَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَھَا ثَلَاثًا۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: فصاحت لسانی کا تکلفاً مظاہرہ کرنے والے تباہ ہو جائیں۔ یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔

تشریح: بہت سے مقررین ایسے ہوتے ہیں جو تکلیف کے ساتھ اپنی تقریر میں فصاحت بلاغت کا دریا بہانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کو مرعوب کرنے کے لیے ان پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانے کے لیے۔ ایسے لوگوں کو تعلیم دی گئی کہ وہ ایسا نہ کریں۔ بلکہ سادہ زبان اور بے تکلف نکلنے والے جملے استعمال کریں۔ مقررانہ تکبر اللہ کو ناپسند ہے۔

quranurdu.com

عفو و درگزر۔ داعی کا ہتھیار ہے

۱۹۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَآءَۃِ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمَھُمُ اللّٰہِ وَخَضَعَ لَھُمْ عَدُوُّھُمْ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (المومنون ۲۳:۹۶۔ حم السجدہ ۴۱:۳۴) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دعوتی کام کرنے والوں کو صابر اور بردبار ہونا چاہیے۔ لوگ اگر غصہ دلانے والی حرکات پر اتر آئیں تو ایسے موقع پر غصے کا جواب غصے سے نہیں دینا چاہیے غصہ آئے تو تھوک دینا چاہیے۔ اگر لوگ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن ان کے سامنے جھک جائے گا وہ گہرا دوست اور پر جوش حامی بن جائے گا (جیسا کہ دعوتِ اسلامی کی تاریخ گواہی دیتی ہے)۔

داعی اور صبر

۱۹۶۔ رُوِیَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی حَیٍّ مِنْ قَیْسٍ اُعَلِّمُھُمْ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ فَاِذَا قَوْمٌ کَاَنَّھُمُ الْاِبِلُ الْوَحْشِیَّۃُ طَامِحَۃٌ اَبْصَارُھُمْ لَیْسَ لَھُمْ ھَمٌّ اِلَّا شَاۃٌ اَوْبَعِیْرٌ فَانْصَرَفْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاعَمَّارُ مَاعَمِلْتَ فَقَصَصْتُ عَلَیْہِ قِصَّۃَ الْقَوْمِ وَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا فِیْھِمْ مِّنَ السَّھْوَۃِ فَقَالَ یَاعَمَّارُ اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَعْجَبَ مِنْھُمْ قَوْمٌ عَلِمُوْا مَاجَھِلَ اُولٰٓئِکَ ثُمَّ سَھَوْا کَسَھْوِھِمْ۔ (الترغیب و الترھیب نمبر ۲۳۳۔ طبرانی)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی ﷺ نے قبیلہ قیس کے پاس دین اور اسکے احکام سکھانے کے لیے بھیجا۔ وہاں پہنچ کر مجھے تجربے سے معلوم ہوا گویا یہ بدکے ہوئے اونٹ ہیں۔ دنیا کے حریص جن کا کوئی نصب العین نہیں ہے۔ ان کی ساری دلچسپی اپنی بکریوں اور اونٹوں سے ہے تو

میں نبی ﷺ کے پاس واپس پہنچا۔ آپؐ نے پوچھا: اے عمار! اپنے کام کی رپورٹ دو۔ کیا کیا؟ میں نے آپؐ کو سارا قصہ سنایا۔ میں نے آپؐ کو بتایا کہ یہ لوگ دین سے بالکل غافل ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اے عمار! ان سے زیادہ تعجب خیز معاملہ ان لوگوں کا ہے جنھوں نے دین کا علم سیکھا، مگر انھی کی طرح دین سے غافل اور بے پرواہ ہوگئے۔

تشریح: یعنی یہ لوگ تو دین جانتے نہیں اور ایک طویل عرصے سے جاہلیت کی زندگی گزارتے رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں تو نہ اس میں کوئی تعجب کی بات ہے اور نہ داعی کو مایوس ہونے کی ضرورت ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ دعوت و تبلیغ کے لیے صحابہؓ کو باہر بھیجتے تھے اور ان کے کام کی رپورٹ لیتے تھے۔

quranurdu.com

دعوت میں جدید وسائل و ذرائع کا استعمال

۱۹۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ وَفِى رِوَايَةٍ اَنَّهُ اَمَرَنِىْ اَنْ اَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُوْدَ وَقَالَ اِنِّىْ مَا اٰمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابٍ قَالَ فَمَا مَرَّبِىْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ وَإِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ۔ (مسند احمد۔ ج۵، ص۱۸۲، ۱۸۶)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے یہود کا رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مجھے یہود کی کسی تحریر پر اعتماد نہیں ہے لہٰذا ان کی زبان بھی سیکھو اور رسم الخط بھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صرف ۱۵ دن میں ان کا رسم الخط سیکھ لیا۔ اس کے بعد یہود کو آپؐ جو کچھ فرماتے، میں لکھتا تھا اور جب یہودیوں کا کوئی خط آپؐ کے پاس آتا تو میں ان کا خط آپؐ کو پڑھ کے سناتا۔

تشریح: زبانیں سب اللہ کی ہیں، جس ملک میں داعیان حق کام کر رہے ہوں وہاں کی زبانوں کو سیکھنا ہوگا تاکہ باشندوں تک ان کی اپنی زبان میں حق کا پیغام پہنچایا جاسکے، اسی طرح وہ تمام ذرائع جو تمدنی ترقی نے آج بہم پہنچائے ہیں، ان سب سے داعی گروہ کو کام لینا ہوگا۔

عمل اور دعوت میں مطابقت

۱۹۸۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ قَالَ فَبَلَغَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا اُمُّ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ بَلَغَنِىْ أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ مَالِىْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِىْ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَتْ اِنِّىْ لَاَقْرَأُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُّهُ فَقَالَ إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ فَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَأْتِ مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَإِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ إِنِّىْ لَأَظُنُّ اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَ قَالَ اِذْهَبِىْ فَانْظُرِىْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَمِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَجَاءَتْ فَقَالَتْ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَالَ لَوْكَانَتْ كَذَالِكَ لَمْ تُجَامِعْنَا وَفِىْ رِوَايَةٍ فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ بَأْسًا قَالَ مَا حَفِظْتِ اَوَّلَ وَصِيَّةِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ۔ (مسند احمد، ج، ص۴۳۴)

حضرت عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے ان عورتوں پر جو گودتی ہیں اور گودنے والی لگواتی ہیں اور ان عورتوں پر جو زیبائش و آرائش کے لیے بالوں کو چھوٹا کرتی ہیں اور ان عورتوں پر جو اپنے دانتوں کے درمیان حسن کر خاطر دوری پیدا کرتی ہیں اور اللہ کی بنائی ہوئی جسمانی بناوٹ کو بگاڑتی ہیں۔ جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو اُم یعقوب نامی ایک پردہ نشین خاتون ان کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ایسا اور ایسا کہا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: میں ان پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ ام یعقوب نے کہا: میں پورا قرآن شروع سے آخر تک پڑھتی ہوں، میں نے اس میں یہ مضمون نہیں پایا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم غور سے قرآن پڑھتیں یہ مضمون قرآن پاک میں مل جاتا۔ کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[1] ام یعقوب نے کہا: ہاں! یہ آیت میں نے پڑھی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جان رکھو نبی ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے جو میں نے کہی ہیں۔ ام یعقوب نے کہا: میرا خیال ہے آپ کی بیویاں بھی ایسا کرتی ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اندر جاؤ اور دیکھو۔ چنانچہ وہ گئیں اور وہاں ان برائیوں میں سے کوئی برائی نہیں پائی اور آکر بتایا کہ میرا خیال غلط نکلا۔ آپ کی بیویاں یہ کام نہیں کرتیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میری بیویاں یہ کام کرتی تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام یعقوب ان کے گھر میں گئیں اور واپس آکر بتایا کہ آپ کی بیویاں اس طرح کی زیبائش اور آرائش سے دور ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمھیں یاد نہیں ہے بندہ صالح (شعیب علیہ السلام) کی وہ بات جو انھوں نے کہی: وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ[2]

تشریح: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس واقعے میں دعوتی کام کرنے والوں کے لیے بہت بڑا اسبق ہے۔ باہر کے لوگوں کو دعوت دینے سے پہلے اپنے گھر والوں اور قریبی لوگوں کو دین پہنچانا چاہیے اور ان کی تربیت کرنی چاہیے ورنہ عورت پر بہت برا اثر پڑے گا۔

غلبہ باطل کے زمانے میں اہل حق کو کیا کرنا چاہیے۔

۱۹۹۔ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَغَيَّرَهٗ بِيَدِهٖ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِيَدِهٖ فَغَيَّرَهٗ بِلِسَانِهٖ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِلِسَانِهٖ فَغَيَّرَهٗ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ بَرِئَ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ نسائی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے اپنے معاشرے میں کوئی برائی دیکھی اور طاقت استعمال کر کے اسے دور کر دیا، تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوا، اور جس شخص نے طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی زبان استعمال کی اور اسکے خلاف آواز اٹھائی وہ بھی سبکدوش ہوا، اور جو شخص اپنی زبان نہ استعمال کر سکے اور دل میں اس برائی سے نفرت کرے اور برا سمجھے تو وہ بھی مواخذ سے بچ جائے گا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

---

[1] رسول تمھیں جو دیں وہ لو، اور جس چیز سے روکیں اسے نہ کرو۔ (سورۂ حشر: ۷)
[1] میرا مقصد یہ نہیں کہ جس چیز سے تمھیں روک رہا ہوں اس کو میں خود اختیار کرلوں۔ (سورۂ ھود: ۸۸)

quranurdu.com

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ طاقت رکھنے کے باوجود جس نے برائی نہیں مٹائی وہ اللہ کے غصے کا نشانہ بننے سے بچ نہیں سکے گا۔ پس آدمی کے پاس جو بھی طاقت ہو، برائی کو دور کرنے کے لیے کام میں لائے، بشرطیکہ طاقت کے استعمال کے نتیجے میں اس سے بڑی کسی خرابی کے سر اٹھانے کا اندیشہ نہ ہو۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ باطل کے غلبے کے دور میں اہل حق کو حق کے لیے غیرت مند ہونا چاہیے۔ باطل کے آگے ہتھیار ڈال کر آرام کی نیند سونا اور اطمینان کا سانس لینا بے غیرتی کی نشانی ہے اور حق سے محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

اقامت دین کی راہ میں

محبت حق کا تقاضا

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ خُذُو الْعَطَاءَ مَادَامَ عَطَاءً فَاِذَا صَارَ رُشْوَةً عَلَى الدِّيْنِ فَلَا تَاْخُذُوْهُ وَلَسْتُمْ بِتَارِكِيْهِ يَمْنَعُكُمُ الْفَقْرُ وَالْحَاجَةُ اَلَا اِنَّ رَحَا الْاِسْلَامِ دَائِرَةٌ فَدُوْرُوْا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ اَلَا اِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ سَيَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُوا الْكِتَابَ اَلَا اِنَّهُ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ يَقْضُوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ يُضِلُّوْكُمْ وَاِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ قَتَلُوْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ كَمَا صَنَعَ اَصْحَابُ عِيْسٰى نُشِرُوْا بِالْمَنْشَارِ وَحُمِلُوْا عَلَى الْخَشَبِ مَوْتٌ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ۔۔۔۔ خَيْرٌ مِّنْ حَيَاةٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ۔

(الطبرانی عن معاذ بن جبل)

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عطیات اور بخششیں جب تک عطیات اور بخششوں کی حیثیت میں ہوں تو لے سکتے ہو لیکن جب یہ عطیے رشوت بن جائیں اور خلاف دین کام کرنے کے لیے دیے جائیں تو مت لینا، اور تم اس رشوت کو چھوڑنے والے نہیں کیونکہ تمھیں فقر و فاقہ لاحق ہو گا جو اس رشوت کے لینے پر مجبور کر سکتا ہے۔

سنو! اسلام کی چکی گھوم رہی ہے (چل رہی ہے) پس تم لوگ کتاب اللہ کے ساتھ رہو، جدھر وہ جائے۔ سنو! اللہ کی کتاب اور اقتدار و حکومت دونوں ایک دوسرے سے عنقریب الگ ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کا ساتھ دینا (اس کو چھوڑ کر حکومت و اقتدار کا ساتھ مت دینا) سنو! تم پر ایسے امراء و حکام مسلط ہوں گے جو تمھارے لیے فیصلے کریں گے (قانون بنائیں گے) تو اگر تم نے ان کی بات مانی تو وہ تمھیں ضلالت کی راہ پر ڈال دیں گے، اور اگر ان کی بات نہ مانی تو وہ تمھیں قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ ہمیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟ آپؐ نے فرمایا: تمھیں وہی کرنا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا۔ وہ آرے سے چیرے گئے اور سولی پر لٹکائے گئے (لیکن باطل کے آگے نہیں جھکے) اللہ کی اطاعت میں مر جانا اللہ کی معصیت میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے۔

نہ میں ان کا نہ وہ میرے

۲۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ اُمَرَآءَ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ غَشِيَ اَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِيْ كِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ اَبْوَابَهُمْ اَوْلَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِيْ كِذْبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (جامع ترمذی)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے کعب میں تمھیں ایسے امراسے جو میرے بعد آئیں گے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو لوگ ان ظالم امراء کے دروازوں پر جائیں گے اور ان کے جھوٹی باتوں کو سچ ثابت کریں گے اور ان کی ظالمانہ کارروائیوں میں مددگار ثابت ہوں گے تو ایسے لوگوں سے نہ میرا تعلق ہے اور نہ ایسے لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں (نہ میں ان کا نہ وہ میرے) اور حوض کوثر پر وہ مجھ سے ملاقات بھی نہیں کر سکیں گے اور جو لوگ ان ظالم امرا کے دروازوں پر نہ جائیں یا جائیں تو ان کے جھوٹ کو سچ نہ بنائیں اور ظالمانہ کارروائیوں میں ان کے مددگار نہ ثابت ہوں، تو ایسے لوگ میرے ہیں، (وہ میرے ہیں، میں ان کا ہوں) اور یقیناً حوض پر وہ مجھ سے ملیں گے (اور میں انھیں اپنے ہاتھ سے کوثر کا پانی پلاؤں گا جس کے بعد انھیں کبھی پیاس نہ لگے گی)۔

شہادت کی آرزو

۲۰۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ نَّفْسِهٖ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ اَوْقُتِلَ فَاِنَّ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ (ابوداو دوترمذی) وَفِيْ رِوَايَةِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ۔ (الترغیب والترھیب نمبر ۲۰۱۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس شخص نے اللہ سے سچے دل سے شہادت کی دعا مانگی پھر وہ قتل کر دیا گیا یا اپنے بستر پر مرا (دونوں صورتوں میں) اس کو وہ مرتبہ ملے گا، جو شہداء کے لیے ہے۔ یہی مضمون سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی بیان ہوا ہے کہ جس شخص نے سچائی کے ساتھ شہادت کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا مرتبہ عنایت فرمائے گا، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔

شہادت کی مختلف صورتیں

۲۰۳۔ عَنْ رَّبِيْعِ نِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔۔۔۔۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمَا الْقَتْلُ اِلَّا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ اِنَّ الطَّعْنَ شَهَادَةٌ وَّالْبَطْنَ شَهَادَةٌ وَّالطَّاعُوْنَ شَهَادَةٌ وَّالنُّفَسَاءَ بِجَمْعٍ شَهَادَةٌ وَّالْحَرَاقَ شَهَادَةٌ وَّالْغَرَقَ شَهَادَةٌ وَّذَاتَ الْجَنْبِ شَهَادَةٌ۔ (ترغیب بحوالہ، طبرانی)

حضرت ربیع انصاریر ضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ کی راہ میں قتل ہونا ہی شہادت ہے؟ تب تو میری امت کے شہدا بہت تھوڑے ہوں گے۔ نہیں! بلکہ وہ لوگ جو طاعون کی بیماری میں مریں۔ عورت جو زچگی کے دوران مر جائے، جو لوگ آگ میں جل کر مریں، یا پانی میں ڈوب کر مریں، جو لوگ نمونیے کا شکار ہو کر مریں۔ یہ سب شہادت کا درجہ پائیں گے۔

دفاعی موت بھی شہادت ہے

۲۰۴۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ (ابوداؤد نسائی ترمذی، ابن ماجہ) وَفِيْ رِوَايَةِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلِمَتِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (النسائی)

quranurdu.com

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو لوگ اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائیں گے وہ شہید ہیں۔ جو لوگ اپنی جان کو بچانے کے لیے قتل کر دیے جائیں وہ بھی شہید ہیں۔ جو لوگ اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کی حفاظت کرتے ہوئے مار ڈالے جائیں وہ بھی شہید ہیں۔

سنن نسائی میں سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے ایک یہ روایت بھی آئی ہے کہ جو لوگ کسی ظالم سے اپنا حق واپس لینے کے سلسلے میں مار ڈالے جائیں وہ بھی شہید ہیں۔

دینی دعوت سے جی چرانے کا انجام

۲۰۵۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاتَرَکَ قَوْمٌ نِ الْجِھَادَ اِلَّا عَمَّھُمُ اللہُ بِالْعَذَابِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ جہاد کے لیے محنت اور جاں فشانی اور مالی اور جانی قربانی) نہ کریں گے تو اللہ ایسے لوگوں پر عذاب مسلط کرے گا۔

تشریح: حضور ﷺ نے اس حدیث میں عذاب کی تعیین نہیں فرمائی۔ دوسری حدیث جو اس کے بعد آ رہی ہے اس کی بہترین شرح ہے۔

ترک جہاد کا وبال

۲۰۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَکْتُمُ الْجِھَادَ سَلَّطَ اللہُ عَلَیْکُمْ ذُلًّا لَا یَنْزِعُہٗ حَتّٰی تَرْجِعُوْا اِلٰی دِیْنِکُمْ۔ (ابوداود)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم لوگ عینہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنے لگو گے، بیلوں کی دم پکڑ لو گے، کھیتی باڑی میں مگن رہو گے، اور دین کے لیے محنت کرنا اور جانی و مالی قربانی دینا چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت اور محکومی مسلط کرے گا جو تم سے کبھی نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف نہیں پلٹو گے۔

تشریح: حدیث میں عینہ کا لفظ آیا ہے جس کی شکلیں مختلف ہیں، مختصراً یہ سمجھیے کہ حیلہ شرعی کے سہارے سودی کاروبار کرنے والے کا نام عربی میں عینہ ہے۔ چونکہ مسلمان صاف صاف سود کا نام لے کر سودی کاروبار کرنے سے شرماتے ہیں۔ اس لیے مختلف خوبصورت ناموں سے یہ کاروبار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ شریعت سے کھیلتے ہیں اور خدا کا مذاق اڑاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خدائے علیم بھی ان کے جھانسے میں آ جائے گا۔

اس حدیث میں جن خرابیوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہ سب ہمارے اندر پائی جاتی ہیں اور یہی ہماری ذلت و محکومی کا حقیقی سبب ہیں اور اس سے نجات پانے کو کوئی راہ نہیں ہے جب تک تجارت، کاشت کاری اور دوسرے معاشی ذرائع کے مقابلے میں دینی کام ہماری نظر میں زیادہ اہم نہ ہو جائیں۔ جب دین کو زندہ کرنے اور طاقتور بنانے کی راہ میں سرگرمی کے ساتھ ہم چلنے لگیں گے تب ذلت و محکومی کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹنی شروع ہو جائیں گی۔ اس طرح ٹوٹنی شروع ہوں گی کہ فرماں روائے کائنات اور عزیز و قوی خدا کی راہ کے مسافر بھی حیران رہ جاہیں گے۔

quranurdu.com

داعیان حق کو قوت بخشنے والے کام

تہجد

۲۰۷۔ عَنْ اَبِی اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَأْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَقُرْبَةٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَةٌ لِّلسَّیِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ۔ (ترمذی)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! تم لوگ تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازم کر لو، اس لیے کہ تم سے پہلے جو اللہ کے بندے گزرے ہیں ان کا یہی طریقہ رہا ہے۔ یہ تمھارے رب سے قریب کرنے والی چھوٹے گناہوں کو مٹانے والی اور بڑے گناہ سے روکنے والی چیز ہے (اس سے روکنے کی طاقت پیدا ہو گی)۔

رات کی آخری گھڑی خدا کی یاد کا بہترین وقت

۲۰۸۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللهَ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَکُنْ۔ (ترمذی)

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ رب اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔ پس اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم رات کے آخری حصے میں اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہو سکو تو ایسا کرو۔

تشریح: رات کے آخری حصے میں جب آدمی خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو چونکہ پورے نشاط اور دل کی آمادگی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اس لیے ظاہر بات ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز بندے کو اللہ سے قریب کرنے والی شے ہے۔ نیز دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ کی رحمت بندوں کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔ اس لیے خدا کو اپنے سے قریب کرنے کے لیے اور خدا سے قریب ہونے کے لیے یہ وقت سب سے زیادہ موزوں ہے۔

صحابہ کو تہجد کی تاکید

۲۰۹۔ رُوِیَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ مَا قَلَّ اَوْ کَثُرَ وَنَجْعَلَ اٰخِرَ ذٰلِكَ وِتْرًا۔ (ترغیب بحوالہ، بزار و طبرانی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ تہجد کی نماز پڑھا کریں، کم یا زیادہ اور اس کے آخر میں وتر پڑھ لیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نیند سے بیدار ہونے پر قدرت حاصل ہو تو عشاء کے بعد وتر نہ پڑھے، بلکہ تہجد کی نماز پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے۔ یہ زیادہ افضل ہے۔

quranurdu.com

تہجد کے لیے قیلولے اور روزے کے لیے سحری کی تاکید

٢١٠- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَعِیْنُوْا بِطَعَامِ السَّحرِ عَلٰی صِیَامِ النَّھَارِ وَبِقَیْلُوْلَۃِ النَّھَارِ عَلٰی قِیَامِ اللَّیْلِ۔ (ترغیب ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: دن میں روزہ رکھنے کے لیے سحری سے مدد لو اور تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے دن کے قیلولے سے مدد لو۔

تشریح: یعنی سحری کھاؤ تاکہ دن کا روزہ آرام سے گزرے اور سستی اور کمزوری واقع نہ ہو۔ اس طرح جو لوگ رات میں تہجد کے لیے اٹھنا چاہیں انھیں چاہیے کہ دن میں کچھ سو لیا کریں تاکہ نیند کی کمی پوری ہو جائے اور دن کے کاموں پر اثر نہ پڑے۔

quranurdu.com

تہجد پڑھنے کی ترغیب

٢١١- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ اِمْرَأَتَہٗ فَاِنْ أَبَتْ نَضَعَ فِیْ وَجْھِھَا الْمَآءَ وَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَأَۃً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَأَیْقَظَتْ زَوْجَھَا فَاِنْ أَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْھِہِ الْمَاءَ۔ (ابو داود، ابن ماجہ، ترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر خدا رحمت فرمائے جو رات میں نیند سے اٹھا اور نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا (تاکہ وہ بھی تہجد پڑھ لے) اور اگر نیند کی وجہ سے وہ نہیں اٹھ رہی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر جگاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحمت نازل فرمائے جو رات میں نیند سے بیدار ہوئی اور نماز (تہجد) پڑھی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا (تاکہ وہ بھی تہجد پڑھ لے) اور اگر وہ نیند کے غلبے سے نہیں اٹھتا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر جگاتی ہے۔

نوافل کا اہتمام

٢١٢- عَنْ جَابِرٍ ھُوَابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمُ الصَّلَاۃَ فِیْ مَسْجِدِہٖ فَلْیَجْعَلْ لِبَیْتِہٖ نَصِیْبًا مِّنْ صَلَاتِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْ صَلَاتِہٖ خَیْرًا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنی مسجد میں فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو اپنے گھر کو بھی سنت اور نفل نمازوں کا ایک حصہ دے۔ اگر ایسا کرے گا تو اللہ اس کے گھر میں نماز کی وجہ سے خیر و برکت نازل فرمائے گا۔

میدانِ محشر میں نوافل کی اہمیت

٢١٣- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَاافْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَی النَّاسِ مِنْ دِیْنِھِمُ الصَّلٰوۃُ وَاٰخِرُ مَایَبْقٰی الصَّلَاۃُ وَاِنَّ اَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِہِ الصَّلٰوۃُ وَیَقُوْلُ اللّٰہُ اُنْظُرُوْا فِیْ صَلَاۃِ عَبْدِیْ فَاِنْ کَانَتْ تَآمَّۃً کُتِبَتْ تَآمَّۃً وَاِنْ کَانَتْ نَاقِصَۃً یَقُوْلُ اُنْظُرُوْا ھَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ وُجِدَلَہٗ تَطَوُّعٌ تَمَّتِ الْفَرِیْضَۃُ مِنَ التَّطَوُّعِ ثُمَّ قَالَ اُنْظُرُوْا ھَلْ زَکَاتُہٗ تَآمَّۃً فَاِنْ

كَانَتْ تَآمَّةً كُتِبَتْ تَآمَّةً وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً قَالَ انْظُرُوْا هَلْ لَهُ صَدَقَةٌ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ تَمَّتْ زَكَاتُهُ۔(ترغیب، بحوالہ مسند ابو یعلی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جو چیز دین میں اللہ تعالی نے فرض کی وہ نماز ہے اور سب سے آخری چیز نماز ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز سے متعلق حساب لیا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا: میرے اس بندے کی نماز کو دیکھو، اگر وہ مکمل ہے تو مکمل لکھی جائے گی اور اگر اس نماز میں کوئی نقص رہ گیا ہے تو اللہ فرمائے گا: دیکھو! میرے اس بندے نے کچھ نفل نمازیں بھی پڑھی ہیں؟ اگر اس کے نامہ اعمال میں نفل نمازیں ہیں تو فرض نمازوں کی کمی ان نوافل سے پوری کر دی جائے گی۔ پھر اس کے بعد زکاۃ کا حساب لیا جائے گا۔ اللہ تعالی فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو اس کی زکاۃ پوری ہے یا نہیں؟ اگر وہ ٹھیک سے ادا کی گئی ہو گی تب تو خیر، اور اگر اس میں کوئی کوتاہی ہو گی تو فرشتوں سے کہے گا کہ کیا اس کے نامہ اعمال میں کچھ نفلی صدقات ہیں؟ اگر کچھ نفلی صدقات ہیں تو ان سے زکاۃ کی کوتاہیوں کی تلافی کر دی جائے گی۔

quranurdu.com

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین کا اول اور آخر نماز ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں محاسبہ ہو گا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ فرض نمازوں کی کوتاہی اور کمی نفلی نمازوں سے پوری کی جائے گی لہٰذا لوگوں کو فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ بندہ فطرتاً کمزور ہے نماز کو کتنا ہی بنا سنوار کر پڑھے کچھ نہ کچھ کمی رہ ہی جائے گی۔ اب اگر اس کے نامہ اعمال میں نفلی نمازیں نہیں ہیں تو فرائض کی کمی کس چیز سے پوری کی جائے گی؟

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد زکوۃ کا معاملہ زیر بحث آئے گا۔ اگر کچھ نفلی صدقات کا اہتمام نہ کیا گیا ہو گا تو فرض کی کوتاہی اور کمی کی تلافی کیونکر ہو گی۔

خلاصہ یہ کہ سب سے پہلے فرائض کا حساب ہو گا۔ اگر فرض کے ساتھ کچھ نفلی چیزیں نہ ہوں گی تو محاسبے کے خطرات سے آدمی کیونکر بچ سکے گا۔ لہٰذا نماز، روزہ، حج زکاۃ وغیرہ جملہ فرائض کے ساتھ کچھ نفلی عبادات کا اہتمام نجات کے مسئلے کو آسان بنا دے گا۔

غلو سے پرہیز اور نوافل و تہجد کی تاکید

۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَآدَّ الدِّيْنَ اِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔(بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ دین (اسلام) آسان ہے اور دین سے جب بھی مقابلہ کیا جائے گا مقابلہ کرنے والوں کو شکست دے دے گا۔ پس تم لوگ صراطِ مستقیم پر چلو، شدت پسندی سے بچو اور اللہ کی رحمت اور نجات سے مایوس نہ ہو، بلکہ خوش رہو اور مدد لو صبح شام کے سفر سے اور کچھ رات میں سفر کرنے سے۔

تشریح: دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام و قوانین آسان ہیں۔ ہر شخص آسانی کے ساتھ اس دین پر عمل کر سکتا ہے دین سے مقابلہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین نے جو آسانیاں دی ہیں اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے کوئی شخص اپنی طرف سے غلو کرے گا تو بالآخر عاجز آ جائے گا

اور جو پابندیاں اس نے اپنے اوپر لازم کر لی ہیں ان کو وہ نبھا نہیں سکے گا۔ پس غلو سے بچانے کے لیے فرمایا کہ سیدھی راہ پر چلنا اور دین کے سادہ احکام پر عمل کرتا نجات کے لیے کافی ہے۔

آخری جملے میں جو بات کہی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صبح و شام کے اوقات میں اور کچھ رات کے حصے میں نوافل پڑھ لو۔ اس بات کو ایک اور انداز سے سمجھایا جا سکتا ہے کہ مومن دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے سفر میں ہے تو منزل پر پہنچنے کے لیے دن رات سفر کرے۔ دن رات عبادات میں مشغول رہے یہ ضروری نہیں ہے بلکہ کچھ صبح چلے، کچھ شام کو چلے اور کچھ رات کے آخری حصے میں چلے تو ان شاء اللہ منزل تک پہنچ جائے گا اور اگر کسی نے دن رات ایک کر دیے مسلسل سفر کرتا رہا تو اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ راستے میں تھک کر بیٹھ جائے اور منزل تک نہ پہنچ سکے۔ یہ اشراق و چاشت کی نمازیں اور مغرب کے بعد کے نوافل اسی ہدایت کی عملی صورتیں ہیں جن کا نمونہ حضور ﷺ نے اپنی امت کے سامنے پیش کیا۔

انفاق فی سبیل اللہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ

۲۱۵۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ فَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ فَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے ہر شخص سے اس طرح سے محاسبہ ہو گا کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی وکالت اور ترجمانی کرنے والا نہ ہو گا۔ وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے اپنے عمل کے سوا کوئی اور نظر نہ آئے گا۔ پھر بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی سوائے اپنے اعمال کے کسی اور کو نہ پائے گا۔ پھر وہ سامنے نظر ڈالے گا تو جہنم کو اپنے سامنے پائے گا۔ (جب یہ حقیقت ہے) تو اے لوگو! آگ سے بچنے کی فکر کرو، اگر ایک کھجور کا آدھا حصہ ہی تمھارے پاس ہو وہی دے کر آگ سے بچو۔

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے یہ قیامت کے دن خدا کی عدالت میں بندہ اکیلا کھڑا ہو گا۔ آگے پیچھے کوئی اس کی وکالت کرنے والا نہ ہو گا۔ جدھر بھی نظر ڈالے گا صرف اس کا عمل دکھائی دے گا، اور سامنے جہنم ہو گی۔ اس لیے تم سے جتنا ہو سکے صدقہ کرو، یہ جہنم سے بچانے میں بہت زیادہ معین و مددگار ہو گا۔ تھوڑی چیز کو بھی صدقہ دینے میں شرم نہیں محسوس کرنی چاہیے۔

انسان کا مال کیا ہے؟

۲۱۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ وَاِنَّمَا لَهٗ مِنْ مَّالِهٖ ثَلَاثٌ مَا اَكَلَ فَاَفْنٰى اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کہتا ہے: یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے۔ حالانکہ اس کے لیے اس کے مال میں تین حصے ہیں: جو کھا لیا وہ تو ختم ہو گیا، جو پہن لیا وہ بوسیدہ ہو گیا اور جو کچھ خدا کی راہ میں دیا وہی اس نے خدا کے یہاں جمع کیا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کا نہیں ہے اسے تو وہ اپنے ورثے کے لیے چھوڑ جائے گا اور خود خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

نعمتوں کا حساب کتاب

۲۱۷۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ نَشَرَ اللهُ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِہٖ اَکْثَرَلَهُمَا مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ فَقَالَ لِاَحَدِ هِمَا اَیْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ لَبَّیْكَ رَبِّ وَسَعْدَیْكَ قَالَ اَلَمْ اُکْثِرْلَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ قَالَ بَلٰی اَیْ رَبِّ قَالَ وَکَیْفَ صَنَعْتَ فِیْمَا اٰتَیْتُكَ قَالَ تَرَکْتُهٗ لِوَلَدِی مَخَافَةَ الْعَیْلَةِ قَالَ أَمَا اِنَّكَ لَوْ تَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِکْتَ قَلِیْلاً وَّ لَبَکَیْتَ کَثِیْرًا مَا اِنَّ الَّذِیْ تَخَوَّفْتَ عَلَیْهِمْ قَدْ اَنْزَلْتُ بِهِمْ وَیَقُوْلُ لِلْاٰخَرِ اَیْ فَلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ اَیْ رَبِّ وَسَعْدَیْكَ قَالَ لَهٗ اَلَمْ اُکْثِرْلَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ قَالَ بَلٰی اَیْ رَبِّ قَالَ فَکَیْفَ صَنَعْتَ فِیْمَا اٰتَیْتُكَ قَالَ اَنْفَقْتُ فِیْ طَاعَتِكَ وَوَثِقْتُ لِوَلَدِیْ مِنْ بَعْدِیْ بِحُسْنِ طَوْلِكَ قَالَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ تَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِکْتَ کَثِیْرًا وَّلَبَکَیْتَ قَلِیْلاً اَمَا اِنَّ الَّذِیْ قَدْ وَثِقْتَ بِهٖ اَنْزَلْتُ بِهِمْ۔ (ترغیب و ترہیب، حدیث نمبر۱۳۷، طبرانی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ اپنے دو بندوں کو قیامت کے دن زندہ کرے گا جنھیں اس نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا ان میں سے ایک سے کہے گا: اے فلاں فلاں کے بیٹے! وہ کہے گا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں ارشاد فرمایئے۔ اللہ اس سے کہے گا: کیا میں نے تجھے مال اور اولاد سے نوازا تھا۔ اللہ تعالی پوچھے گا: میری نعمتوں کو پاکر تو نے کس طرح کے کام کیے۔ وہ کہے گا: میں نے اپنا سارا مال اپنی اولاد کے لیے چھوڑا تاکہ وہ غربت اور تنگ دستی میں مبتلا نہ ہو۔ اللہ فرمائے گا اگر تجھے حقیقت حال کا علم ہو جاتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ سن! جس چیز کا اپنی اولاد کے بارے میں تجھے اندیشہ تھا میں نے وہی چیز ان پر مسلط کر دی، یعنی غربت اور تنگ دستی۔ پھر دوسرے سے کہے گا: اے فلاں ابن فلاں! وہ کہے گا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں، ارشاد فرمایئے۔ اللہ اس سے کہے گا کیا میں نے تجھے مال اور اولاد زیادہ نہ دیے تھے؟ وہ کہے گا: ہاں اے میرے رب! تو نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا۔ اللہ پوچھے گا: میری نعمتوں کو پا کر تو نے کس طرح کے کام کیے۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے تیرا بخشا ہوا مال تیری اطاعت میں لگایا، اور اپنی اولاد کے سلسلے میں میں نے تجھ پر اور تیری رحمت پر بھروسہ کیا۔ اللہ کہے گا: تمھیں حقائق کا علم ہوتا تو دنیا میں تم ہنستے بہت اور روتے کم، سنو! اپنی اولاد کے سلسلے میں تو نے جس بات پر اعتماد کیا میں نے انھیں وہی چیز دی۔ (یعنی خوشحالی اور تونگری)

تشریح: یہ حدیث اس بات کی تلقین کرتی ہے کہ اپنے بیٹوں اور قریبی عزیزوں کے مادی مستقبل کو سنوارنے کے لیے جو لوگ اپنا مال بچا کر رکھتے ہیں اور اطاعت وبندگی کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کی اولاد ہو سکتا ہے غربت اور تنگ دستی کا شکار ہو جائے اور جو لوگ اپنے مال کو خدا کی بندگی میں لگاتے ہیں اور اپنی اولاد کے مستقبل کو اللہ کی قدرت اور رحمت کے حوالے کرتے ہیں ان کی اولاد بالکل ممکن ہے کہ خوشحالی کی زندگی بسر کرے۔ پہلے آدمی کی اسکیم اور پلان سے نہ اولاد کا بھلا ہوا، اور نہ اس کا بھلا ہوا۔

صدقہ بری موت سے بچاتا ہے

۲۱۸۔ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِیَقُوْلُ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنَّهَا تُقِیْمُ الْعِوَجَ وَتَدْفَعُ مِیْتَةَ السُّوْءِ وَتَقَعُ مِنَ الْجَائِعِ مَوْقِعَهَا مِنَ الشَّبْعَانِ۔ (ترغیب بحوالہ، ابویعلی و بزار)

quranurdu.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ تمھارے پاس کھجور کا آدھا ہی ٹکڑا ہو، وہی دے کر آگ سے بچو، اس لیے کہ صدقہ انسان کی کجی کو درست کرتا ہے بری موت مرنے سے بچاتا ہے اور بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے۔

تشریح: یعنی صدقہ حق اور سچائی پر جماتا ہے، اس کی بدولت خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور ناگہانی حادثوں سے بچاتا ہے اور اور بھوکے کی بھوک اس سے مٹتی ہے۔ پس اگر کسی شخص کے پاس تھوڑا سا مال ہو تو اسے شرمانا نہ چاہیے، وہی خدا کی راہ میں دے دے کیونکہ خدا مال کی مقدار کو نہیں دیکھتا وہ تو نیت اور جذبہ دیکھتا ہے۔

صدقہ ذریعہ برکت

۲۱۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ مِنْ تَمْرَةٍ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى اَنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک کھجور کی قیمت یا اس کے برابر کوئی چیز صدقہ کرے گا اور حلال کمائی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ حلال اور جائز مال ہی قبول کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پاک صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔ پھر اس کو بڑھاتا رہے گا (جس طرح تم لوگ اپنے جانوروں کے بچوں کی پرورش کرتے اور بڑھاتے ہو) یہاں تک کہ تھوڑا سا پاک صدقہ پہاڑ کے مانند ہو جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کسی نے ایک لقمہ بھی صدقہ کیا تو وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔

تشریح: یعنی حلال کمائی میں سے نکالا ہوا صدقہ چاہے وہ مقدار میں تھوڑا ہو لیکن وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ اتنا اونچا ڈھیر بن جاتا ہے اور اتنے بڑے ڈھیر کا ثواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے گویا کہ اس نے آنے یا دو آنے صدقہ نہیں کیے بلکہ پہاڑ اتنے اونچے ڈھیر کا صدقہ کیا۔

صدقہ خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔

۲۲۰۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُهٗ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ وَمَا مَدَّ عَبْدٌ يَدَهٗ بِصَدَقَةٍ اِلَّا اُلْقِيَتْ فِيْ يَدِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِيْ يَدِ السَّائِلِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور جب کوئی بندہ صدقے کا مال سائل کو دینے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے تو اس کا صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔

صدقہ میدان حشر کا سایہ۔

۲۲۱۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ امْرِءٍ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔ (ترغیب بحوالہ مسند احمد)

www.iqbalkalmati.blogspot.com / urduqurdu.com

حضرت عقبہ عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک صدقہ کرنے والا اپنے صدقے کے سائے میں رہے گا۔

تشریح: قیامت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس دن پروردگار عالم کے عرش عظیم کے سائے کے بغیر کسی اور چیز کا سایہ نہ ہو گا کیونکہ پورا کرہ ارض چٹیل میدان بن جائے گا۔ درج بالا حدیث میں فرمایا گیا کہ صدقات کے دن اللہ تعالی کے حکم سے آدمی کے لیے سائے کی شکل اختیار کر لیں گے جو اس دن کی گرمی سے صدقہ کرنے والے کو بچائیں گے۔

صدقہ جہنم سے اوٹ

۱۳۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ فَاِنَّ کُنَّ اَکْثَرُ اَھْلِ جَھَنَّمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَامَتِ امْرَأَۃٌ لَیْسَتْ مِنْ عَلِیَّۃِ النِّسَآءِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ نَحْنُ اَکْثَرُ اَھْلِ جَھَنَّمَ قَالَ لِاَنَّ کُنَّ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ۔

(مسند احمد)

quranurdu.com

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور عورتوں کو خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے عورتو! تم لوگ خصوصیت سے صدقہ دو، اس لیے کہ قیامت کے دن تمھاری اکثریت جہنم میں ہو گی۔ ایک عورت جو اونچے درجے کی عورتوں میں سے نہ تھی، (بلکہ عام عورتوں میں تھی) وہ اٹھی اور اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ جہنمیوں میں سب سے زیادہ کیوں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ تم لوگ لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ تمھاری زبان مردوں کے مقابلے میں زیادہ چلتی ہے اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنا، نکتہ چینی کرنا، عیب لگانا، غیبت کرنا، بہتان لگانا خاص مشغلہ ہوتا ہے اور شوہر کی ناشکری بھی تم لوگ زیادہ کرتی ہو۔"(پس اگر تم جہنم سے بچنا چاہتی ہو تو لعن طعن کرنے اور شوہروں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو۔

تشریح: اس حدیث کا خاص پہلو یہ ہے کہ دین سے ناواقف عورتیں ہی جہنم میں زیادہ جائیں گی لیکن اللہ سے ڈرنے والی زبان پر قابو رکھنے والی اور شوہروں کی وفادار عورتیں جنت میں جائیں گی۔ اس معاملے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نہ اس حدیث سے عورتوں کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہے۔

رشتہ دار کو صدقہ دینے کا دہرا اجر

۱۳۳۔ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ وَعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَۃٌ وَصِلَۃٌ۔ (نسائی ترمذی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: غریب اور مسکین کو صدقہ دینے سے صرف صدقے کا ثواب ملتا ہے لیکن غریب رشتہ دار کو صدقہ دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے ایک صدقے کا دوسرے رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔

افضل صدقہ

۲۲۴۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّدَقَاتِ اَيُّهَا اَفْضَلُ قَالَ عَلٰى ذِى الرَّحِمِ الْكَاشِحِ۔ (ترغيب وترهيب)

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے صدقے کے بارے میں پوچھا کہ کس طرح کا صدقہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ صدقہ جو آدمی اپنے غریب رشتہ دار کو دے جب کہ وہ رشتہ دار اس سے دشمنی رکھتا ہو۔

تنگ دست کا صدقہ۔

۲۲۵۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (ابوداود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کس شخص کا صدقہ ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس شخص کا صدقہ جو تنگ دست ہے، جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہے اور بمشکل اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ (نیز آپ نے فرمایا) اور اپنے صدقے کی ابتدا ان لوگوں سے کرو جن کی پرورش کے تم ذمہ دار ہو۔

تشریح: حدیث کے آخری ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ صدقے کی ابتدا اپنے گھر سے کرو۔ اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے جس پر اجر ملے گا جیسا کہ حدیث ۸۸، ۵۰، اور ۱۵۱ میں گزر چکا ہے۔

صدقہ جاریہ

۲۲۶۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ اَوْوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْنَهَرًا اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِىْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ۔ (ابن ماجه، ابن خزيمه، ترغيب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرنے کے بعد مومن کو کچھ نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے مثلاً: کسی کو اس نے دین کی تعلیم دی ہے اور دین کا علم پھیلایا ہے تو جب تک اس کے پڑھائے ہوئے لوگ دنیا میں نیک کام کرتے رہیں گے اسے بھی ثواب ملتا رہے گا۔ اگر اس نے اپنے بچے کی تربیت کی اور اس کے نتیجے میں وہ نیک ہوا تو جب تک یہ لڑکا نیک کام کرتا رہے گا تو اس کے باپ کو بھی برابر ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح کسی نے قرآن پاک خرید کر وقف کیا، یا مسجد کی تعمیر کی، یا مسافروں کے لیے کوئی سرائے بنوائی (طلبہ کے لیے کوئی کمرہ تعمیر کرایا) یا نہر کھدوائی، یا اپنی زندگی میں حالت صحت میں کوئی اور نیک کام کیا اور اس میں اپنا پیسہ لگایا تو جب اس کی چیزوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

تشریح: آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا کھاتہ بند کر دیا جاتا ہے لیکن ایسی اجتماعی نیکیاں جنھیں ہم صدقہ جاریہ کہتے ہیں ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ جب تک لوگ اس کی تعمیر کردہ یا وقف کردہ چیز سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامہ اعمال میں اس کا ثواب برابر لکھا جاتا رہے گا۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ اپنی زندگی میں اس طرح کے نیک کام زیادہ کر جائیں جن کے ثواب کا سلسلہ ختم نہ ہو۔

quranurdu.com

موت کے بعد کار آمد اعمال

۲۲۷۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ سَبۡعٌ یُجۡرٰی لِلۡعَبۡدِ اَجۡرُھُنَّ وَھُوَفِیۡ قَبۡرِہٖ بَعۡدَ مَوۡتِهٖ مَنۡ عَلَّمَ عِلۡمًا اَوۡکَرٰی نَهۡرًا اَوۡحَفَرَ بِئۡرًا اَوۡغَرَسَ نَخۡلًا اَوۡبَنٰی مَسۡجِدًا اَوۡوَرَّثَ مُصۡحَفًا اَوۡتَرَكَ وَلَدًا یَسۡتَغۡفِرُ لَهٗ بَعۡدَ مَوۡتِهٖ۔

(الترغیب والترھیب حدیث نمبر ۱۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں کا ثواب بندے کو مرنے کے بعد بھی برابر ملتا رہتا ہے۔ ۱۔ جس شخص نے کسی کو علم دین سکھایا، ۲۔ کوئی نہر کھدوائی، ۳۔ کنواں کھدوایا، ۴۔ باغ لگایا، ۵۔ مسجد بنوادی، ۶۔ قرآن شریف وقف کیا، ۷۔ ایسی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے برابر دعا و استغفار کرتی رہتی ہے۔

صدقے کے آداب

۲۲۸۔ رُوِیَ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَا الۡمُعۡطِیۡ مَنۡ سَعَةٍ بِاَفۡضَلَ مِنَ الۡاٰخِذِ اِذَا کَانَ مُحۡتَاجًا۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی جو اپنے زائد مال میں سے صدقہ دیتا ہے وہ صدقہ لینے والے سے افضل نہیں ہے جب کہ لینے والا محتاج ہو۔

تشریح: اس حدیث میں حضور ﷺ نے صدقہ کرنے والوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ تم اپنے کو سوسائٹی کے غریبوں اور محتاجوں سے اونچا نہ سمجھو اور نہ یہ خیال کرو کہ تم اپنے حق میں سے دے کر ان پر احسان کر رہے ہو۔ نہیں بلکہ تمھارے پاس جو ضرورت سے زائد مال ہے وہ غریب ہی کا حق ہے۔ وہ اگر لیتا ہے تو اپنا حق لیتا ہے تمھارا اس پر کیا احسان ہوا اور اپنے کو اس سے بہتر و برتر کیوں جانو، یہی نہیں بلکہ تمھیں اس کا احسان ماننا چاہیے۔ اس لیے کہ ضرورت سے زیادہ مال خدا کا ہے اور یہ غربا اللہ کی طرف سے محصل اور کارندے ہیں جو خدا کا حق تم سے وصول کرتے ہیں۔

خدا کے خزانے

۲۲۹۔ عَنِ الۡحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فِیۡمَا یَرۡوِیۡ عَنۡ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ یَابۡنَ اٰدَمَ اَفۡرِغۡ مِنۡ کَنۡزِكَ عِنۡدِیۡ وَلَاحَرَقَ وَلَاغَرَقَ وَلَاسَرَقَ اُوۡفِیۡکَهٗ اَحۡوَجَ مَاتَکُوۡنُ اِلَیۡهِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا نہ آگ لگنے کا خطرہ نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا یہ خزانہ میں پورا تجھے دوں گا اس دن جب تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہو گا۔

quranurdu.com

صدقہ۔۔۔۔۔رحمت کا ذریعہ

۲۳۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا رَجُلٌ بِفُلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِیْ سَحَابَةٍ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَآءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ رَجُلٌ قَآئِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهٖ یُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ یَاعَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ لِلْاِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ یَاعَبْدَ اللّٰهِ لِمَ سَاَلْتَنِیْ عَنِ اسْمِیْ قَالَ سَمِعْتُ فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاءُهٗ یَقُوْلُ اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِّاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا قَالَ اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثَهٗ وَاَرُدُّ ثُلُثَهٗ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی میدان میں کہیں جارہا تھا کہ اچانک اس نے گھرے ہوئے بادلوں میں کسی کو یہ کہتے سنا: اے بادل! فلاں شخص کے باغ کو جاکر سیراب کر، تو وہ بادل ایک طرف کو گیا اور ایک سیاہ مٹی والی پہاڑی زمین میں اس بادل نے اپنا سارا پانی انڈیل دیا۔ وہاں ایک نالا تھا اس نے سارا پانی اپنے اندر سمیٹ لیا اور بہہ نکلا۔ یہ مسافر پانی کے ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ آگے چل کر دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا ہے اور بیلچے سے پانی کا رخ موڑ رہا ہے تاکہ اپنے باغ کے درختوں کو سینچے تو باغ والے سے اس مسافر نے پوچھا اے اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادلوں میں غیبی آواز سے سنا تھا۔ باغ والے نے اس سے پوچھا تم نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ مسافر نے کہا میں نے بادل سے یہ آواز سنی تھی کہ جا فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دے تو بتاؤ تم اپنے باغ میں کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے خدا کی یہ رحمت تم پر ہوئی۔ باغ والے نے کہا: جب تم پوچھ بیٹھے ہو اور معاملے سے واقف ہو گئے ہو تو میں بتائے دیتا ہوں۔ اس باغ سے مجھے جو کچھ حاصل ہوتا ہے میں اس کے تین حصے کرتا ہوں۔ ایک تہائی میں خدا کے لیے صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی اسی باغ میں (سینچائی کھاد وغیرہ پر) لگا دیتا ہوں۔

تلاوت قرآن

۲۳۱۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ أَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ۔ (نسائی ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک انسانوں میں کچھ اللہ والے لوگ ہیں لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا- قرآن والے ہیں اور مخصوص بندے ہیں۔

تشریح: اہل القرآن سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن سے شغف رکھتے ہیں، اسے پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں، اس میں غور کرتے ہیں اور اس کی بتائی ہوئی راہ کو اپناتے ہیں۔

قرآن روشنی ذریعہ شفا اور ذریعہ نجات

۲۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَاْدُبَةُ اللّٰهِ فَاقْبَلُوْا مَاْدُبَتَهٗ مَا اسْتَطَعْتُمْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ حَبْلُ اللّٰهِ وَالنُّوْرُ الْمُبِیْنُ وَالشِّفَآءُ النَّافِعُ عِصْمَةٌ لِّمَنْ تَمَسَّكَ بِهٖ وَنَجَاةٌ لِّمَنِ اتَّبَعَهٗ لَا یَزِیْغُ فَیُسْتَعْتَبُ وَلَا

quranurdu.com

يُعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ وَلَا يَخْلَقُ مِنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ أُتْلُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْجُرُكُمْ عَلٰى تِلَاوَتِهِ كُلَّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔ (ترغیب بحوالہ مستدرك)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا دستر خوان ہے تو جب تمھارے اندر طاقت ہے خدا کے دستر خوان پر آؤ۔ بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور تاریکیوں کو چھانٹنے والی روشنی ہے۔ فائدہ دینے والی اور شفا بخشنے والی دوا ہے۔ جو لوگ اس کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے ان کے لیے یہ محافظ ہے اور پیروی کرنے والوں کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ کتاب بے رخی نہیں کرتی کہ اس کو منانے کی ضرورت پڑے۔ اس کتاب میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے جسے سیدھا کرنے کی ضرورت پیش آئے اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور بہ کثرت پڑھنے سے یہ پرانی نہیں ہوتی۔ اس کی تلاوت کرو، اس پر تمھیں اجر ملے گا۔ ہر حرف پر دس نیکیاں۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے قرآن کو اللہ کا دستر خوان کہہ کر بڑی اہم بات فرمائی ہے۔ جس طرح غذا کے بغیر انسان کا مادی وجود برقرار نہیں رہ سکتا اور اس کے برقراری کے لیے اللہ نے غذائی سامان فراہم کیا ہے اسی طرح اس نے انسان کے روحانی وجود کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے ہدایت نامے کی شکل میں یہ دستر خوان بچھایا ہے۔ جو لوگ جتنا ہی زیادہ اس روحانی غذا سے استفادہ کریں گے اتنی ہی زیادہ ان کی روحانیت ترقی کرے گی۔

یہ قرآن اللہ کی رسی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح رسی کنویں سے پانی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح اگر کوئی خدا تک پہنچنا چاہے تو اس رسی کا استعمال اور ذریعہ اس کے لیے ناگزیر ہے۔

قرآن کو روشنی کہا گیا ہے اور روشنی وہ چیز ہوتی ہے جو تاریکی کو چھانٹ دیتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب بھی زندگی کی تاریکیوں کو چھانٹتی ہے اور خدا تک پہنچنے والے رستے کی رکاوٹوں کو واضح اور نمایاں کرتی ہے تاکہ انسان ان رکاوٹوں کو پہچان لے اور انھیں راستے سے ہٹا لے، یا ان سے بچ کر گزر جائے۔ یہ دنیا تاریکیوں کی دنیا ہے اس میں قدم قدم پر تاریکیاں پائی جاتی ہیں۔ جو شخص یہ روشنی اپنے ساتھ نہیں لے گا وہ کسی کھڈ میں گر کر تباہی کی نذر ہو جائے گا۔

یہ کتاب انسان کی روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہے اس کے اسرار اور عجیب عجیب معانی کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ ایسا لباس بھی نہیں ہے جو کثرت استعمال سے پرانا ہوتا ہو، بلکہ اس کو جتنا ہی استعمال کیجیے اتنا ہی اس میں نیا پن اور نکھار آتا ہے۔

آدابِ تلاوت

۲۳۳۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهُ وَغَرَائِبُهُ فَرَائِضُهُ وَحُدُوْدُهُ۔ (مشکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اور صاف صاف پڑھو اور اس کے غرائب پر عمل کرو۔ غرائب سے مراد اس کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور وہ کام ہیں جن کے کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔

توبہ واستغفار

۲۳۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ فَاِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَتْ فَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ (ترمذی ابن ماجہ، نسائی وغیرہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسول ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے اس کے بعد اگر وہ اسے چھوڑ دے اور معافی مانگ لے تو وہ دھبہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ گناہ کرتا رہے تو وہ دھبہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ اسی حالت کا نام رین ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[1] (المطففین ۸۳: ۱۴)

استغفار۔ دلوں کی صفائی

۲۳۵۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلْقُلُوْبِ صَدَاً كَصَدَءِ النُّحَاسِ وَجَلَاؤُهَا اِلَّا سْتِغْفَارُ۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے تانبے پر زنگ آجاتا ہے۔ دلوں کا زنگ دور کرنے والی چیز استغفار ہے (یعنی یہ کہ آدمی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرے)

چھوٹے گناہوں سے پرہیز

۲۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاعَآئِشَةُ اِيَّاكِ و مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَامِنَ اللهِ طَالِبًا۔ (ترغیب و تربیت بحوالہ نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! وہ چھوٹے گناہ جنھیں لوگ ہلکا سمجھتے ہیں ان سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس لیے کہ اللہ ان کے بارے میں بھی پوچھے گا۔

توبہ۔۔۔ گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ

۲۳۷۔ عَنْ اَبِیْ طَوِيْلٍ سَطْبِ ن الْمَمْدُوْدِ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ مَنْ عَمِلَ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا وَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا وَّهُوَفِیْ ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَّلَا دَاجَةً اِلَّآ اَتَاهَا فَهَلْ لِذَالِكَ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ فَهَلْ اَسْلَمْتَ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْعَلُ الْخَيْرَاتِ وَتَتْرُكُ السَّيِّئَاتِ فَيَجْعَلُهُنَّ اللهُ لَكَ خَيْرَاتٍ كُلَّهُنَّ قَالَ وَغَدَرَاتِیْ وَفَجَرَاتِیْ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللهُ اَكْبَرُ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰی تَوَارٰی۔ (ترغیب و تربیت بحوالہ و بزار طبرانی)

حضرت ابو طویلؓ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے تمام گناہ کر ڈالے ہوں کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو، اور اس سلسلے میں اپنے تمام ارمان پورے کر لیے ہوں۔ کیا ایسے شخص کے لیے توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم اسلام لاؤ گے؟ میں نے کہا: ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور اس بات کو

---

[1] یعنی قرآن اور اس کی دعوتِ آخرت ہوائی باتیں نہیں ہیں قرآن تو حق ہے اور قیامت آکے رہے گی اور ان لوگوں کے انکارِ آخرت کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے دلوں پر گناہ کرنے کی وجہ سے اتنا زنگ چڑھ گیا ہے اور میل کی اتنی تہیں جم گئی ہیں جو اُن کو قرآن کی باتیں سمجھنے نہیں دیتیں۔

quranurdu.com

بھی گواہی دیتاہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: دیکھو! اسلام لانے کے بعد اچھے کام کرو اور برے کام چھوڑ دو تو ماضی میں کی گئی برائیوں کو اللہ نیکی سے بدل دے گا۔ میں نے عرض کیا: اسلام لانے سے پہلے میں نے بہت سی بدکاریاں کی ہیں کیا یہ سب معاف ہو جائیں گی آپ نے فرمایا: ہاں! یہ سب معاف ہو جائیں گی۔

میں مارے خوشی کے ''اللہ رے تیری شان رحیمی اللہ رے تیری شان کریمی'' کہتا ہوا واپس ہوا یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

سچی توبہ کا صلہ

۲۳۸۔ كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ لَايَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهٗ فَأَتَتْهُ اِمْرَأَةٌ فَاَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى اَنْ يَّطَأَهَا فَلَمَّا قَعَدَ الرَّجُلِ مِنْ اِمْرَأَتِهٖ اُرْعِدَتْ وَبَكَتْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ أَكْرَهْتُكِ قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّ هٰذَا عَمَلٌ لَّمْ اَعْمَلْهُ قَطُّ وَاِنَّمَا حَمَلَنِىْ عَلَيْهِ الْحَاجَةُ قَالَ فَتَفْعَلِيْنَ هٰذَا وَلَمْ تَفْعَلِيْهِ قَطُّ قَالَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ اِذْهَبِىْ فَالدَّنَانِيْرُ لَكِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ الْكِفْلُ اَبَدًا فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهٖ فَاَصْبَحَ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِهٖ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْكِفْلِ۔ (مسند احمد بن حنبل، نمبر ۴۷۴۷، الترغیب والترہیب حدیث ۵۱۶۵)

بنی اسرائیل میں کفل نام کا ایک آدمی تھا جو ہر طرح کے گناہ کرتا تھا اور کبھی توبہ وانابت اس کے اندر نہیں ابھرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس نے بدکاری کے لیے ساٹھ دینار پر معاملہ طے کیا، لیکن عین بدکاری کے وقت عورت کے اندر کپکپی پیدا ہوئی اور وہ رو پڑی۔ کفل نے اس سے پوچھا تم روتی کیوں ہو؟ کیا میں نے تم کو مجبور کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! لیکن یہ ایک ایسا کام ہے جو کبھی میں نے نہیں کیا، اس کے لیے اس وقت محض محتاجی نے آمادہ کیا تھا۔'' اس نے کہا: جب کہ تم نے ابھی تک یہ کام نہیں کیا تو اب کروگی! نہیں۔ اس کے بعد وہ اس کے پاس سے ہٹ آیا اور کہا: جاؤ یہ ساٹھ دینار بھی میں نے تمھیں دیے اور خدا سے توبہ کی کہ اب کفل کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ اس کے بعد اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے دروازے پر صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی: قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْكِفْلِ اللہ عزوجل نے کفل کے گناہ بخش دیے۔

گناہ کو ہلکا نہ سمجھو

۲۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهٗ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا اَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيْعُ الْقَوْمِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِىْءُ بِالْعُوْدِ اَوِ الرَّجُلُ يَجِىْءُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا وَاَجَّجُوْا نَارًا وَاَنْضَجُوْا مَاقَذَفُوْا فِيْهَا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد و طبرانی و بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ان گناہوں سے بھی بچو جنھیں ہلکا اور معمولی سمجھا جاتا ہے اس لیے آدمی ہلکے گناہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ اسے تباہ کر ڈالتے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے کچھ لوگ کسی جنگل میں اترے پھر کھانا پکانے کا سوال سامنے آیا تو ہر شخص لکڑیاں چننے کے لیے جنگل گیا، جو آتا اپنے ساتھ لکڑیوں کا گٹھا لاتا، یہاں تک کہ بہت سی لکڑیاں جمع ہو گئیں اور آگ بھڑکائی گئی جس سے انھوں نے کھانا تیار کر لیا۔

quranurdu.com

جس طرح چھوٹی چھوٹی لکڑیاں زیادہ ہو کر کھانا پکانے کا کام دیتی ہیں اس طرح آدمی گناہ کرتا ہے اور کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو بھسم کرنے کے لیے وہ کافی ہو جاتی ہیں۔

خدا کے کرم کی وسعت

۲۴۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ فَمَنْ ھَمَّ بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ کَامِلَۃً فَاِنْ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَۃٍ وَمَنْ ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً وَاِنْ ھُوَھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ سَیِّئَۃً وَّاحِدَۃً اَوْ مَحَاھَا وَلَا یَھْلِکُ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا ھَالِکٌ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے تو جس شخص نے کوئی نیکی کرنے کی نیت کی لیکن وہ نہیں کر سکا تو اس کے نامہ اعمال میں وہ ایک نیکی کی حیثیت سے درج ہو جاتی ہے اور اگر اس نے ایک نیک کام کرنے کی نیت کی اور اسے کر ڈالا تو وہ ایک نیکی اللہ کے نزدیک دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں بلکہ سات سو گنا لکھی جاتی ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اگر کسی نے ایک برائی کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے نہیں کیا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک مکمل نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر برائی کی نیت کی اور اسے کر ڈالا تو اللہ اس نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھتا ہے، اگر توبہ کر لی تو اس کو مٹا دیتا ہے اور برباد ہونے والا ہی اللہ کے یہاں برباد ہو گا۔

تشریح: ایسی حدیث جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حوالے سے بیان فرمائیں حدیث قدسی کہلاتی ہے۔

اس حدیث میں خدا کی بے پایاں رحمت کا ذکر ہوا ہے۔ اس سے بڑی رحمانیت اور کیا ہو گی کہ ایک نیکی کا کام جو کیا نہیں گیا صرف اس کا ارادہ کیا گیا ہے اسے وہ بندے کے نامہ اعمال میں نیکی بنا کر لکھتا ہے اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کر ڈالا تو وہ دس نیکیوں کے برابر شمار کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سات سو نیکیاں قرار دے کر درج کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے خلاف برائی کا ارادہ تو ہوا مگر اس نے کیا نہیں تو اس کا یہ عمل اللہ کے یہاں نیکی شمار ہوتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کیا اور اسے کر ڈالا تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور اگر توبہ کر لی تو وہ بھی معاف ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کا آخری جملہ اس پوری حدیث کی جان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔ اب کوئی شامت زدہ بدقسمت ہی ہو گا جو گناہ کرتا رہے۔ زندگی بھر توبہ کی توفیق اس کو نہ حاصل ہو سکی اور اسی حالت میں مر جائے تو ظاہر ہے جہنم اس کا ٹھکانہ ہو گا، جہاں کے لیے اپنے کو زندگی بھر تیار کیا وہیں اسے پہنچنا چاہیے۔

ذکر و دعا کی اہمیت

۲۴۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمُرُکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّمَثَلُ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَہُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا حَتّٰی اَتٰی حِصْنًا فَاَحْرَزَ نَفْسَہٗ وَکَذٰلِکَ الْعَبْدُ لَا یَنْجُوْ مِنَ الشَّیْطَانِ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ۔ (ترمذی، ترغیب)

quranurdu.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں، یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعے میں پناہ لی اور دشمنوں سے بچ گیا۔ اس طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا مگر اللہ کی یاد کے سہارے۔

تشریح: اللہ کی یاد سے مراد یہ ہے کہ انسان اس کی ذات وصفات اس کی عظمت وجبروت اس کا رحم وکرم اس کا بطش وانتقام غرض جملہ صفات الٰہی کا پورا شعور رکھتا ہو اور یہ شعور زندہ طاقتور ہو تو انسان اپنے نہ دکھائی دینے والے دشمن ابلیس کے حملوں سے بچ سکتا ہے اس کی عملی تدبیر یہ ہے کہ آدمی ٹھیک سے فرض ادا کرے، نوافل بالخصوص تہجد کا اہتمام کرے، جو دعائیں حضور ﷺ نے دن رات کے مختلف اوقات کے لیے سکھائی ہیں انھیں یاد کرے، ان کے معنی ومفہوم جانے اور ان کو بار بار پڑھے۔ یہی وہ مضبوط قلعہ ہے جس میں وہ پناہ لے کر شیطان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

quranurdu.com

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

۲۲۲۔ عَنْ اَبِی سَعِیدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوا مَجْنُوْن۔

(مسند احمد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو خوب یاد کیا کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں یہ مجنون شخص ہے۔

تشریح: یعنی خدا کی یاد میں اور اس کے تقاضے پورے کرنے میں اس طرح یکسوئی کے ساتھ مشغول ہو رہو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ ظاہر بات ہے کہ دین کے کام میں جب آدمی ہمہ تن مشغول ہو گا، خدا کے دین کے مطابق اس کی سرگرمیاں ہوں گی اور حلال وحرام کی تمیز کے ساتھ زندگی بسر کرے گا تو مادی نقطہ نظر رکھنے والے اسے پاگل ہی کہیں گے۔

ذاکرین کے بارے میں خدا اور فرشتوں کی گفتگو

۲۲۳۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُکَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْكَ کَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا وَّاَکْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْاَلُوْنِیْ قَالَ یَقُوْلُ یَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالُوْا یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ مَا رَاَوْهَا قَالَ فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ

اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَآءِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے گلیوں اور راستوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں اس غرض سے کہ کہاں کون لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔ جب وہ کچھ لوگوں کی اللہ کو یاد کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہتے ہیں یہاں آؤ یہاں وہ لوگ ہیں جن کو تم تلاش کر رہے تھے تو فرشتے ایسے لوگوں کا آسمان تک اپنے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں سے ان کا رب پوچھتا ہے (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) میرے یہ بندے کیا کہتے ہیں؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ یہ لوگ آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اور آپ کی تعریف اور شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ کی بزرگی اور عظمت بیان کرتے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے۔ کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: نہیں! تیری قسم اے ہمارے رب! انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا تو وہ پوچھتا ہے: اگر ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: اگر یہ لوگ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ آپ کی عبادت کرتے اور زیادہ سے زیادہ آپ کی بزرگی اور تسبیح میں لگ جاتے۔

پھر وہ پوچھتا ہے کہ میرے یہ بندے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: یہ لوگ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ وہ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں، اے ہمارے رب! انھوں نے جنت نہیں دیکھی۔ تو وہ کہتا ہے: اگر جنت دیکھ لی ہوتی تو ان کی تمنا اور بڑھ جاتی اور اس کی طلب اور رغبت اور شدید ہو جاتی۔

پھر وہ پوچھتا ہے: کس چیز سے یہ پناہ مانگتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں: یہ لوگ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ پوچھتا ہے کیا انھوں نے جہنم دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں، بخدا انھوں نے جہنم نہیں دیکھی ہے۔" تو وہ پوچھتا ہے: اگر انھوں نے جہنم دیکھ لی ہوتی تو ان کی کیا حال ہوتا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں اگر انھوں نے جہنم کی آگ دیکھ لی ہوتی تو زیادہ ڈرتے اور ان کاموں سے دور بھاگتے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ ملائکہ سے کہتا ہے میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انھیں اپنی رحمت سے نوازا اور انھیں معاف کر دیا، تو فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے وہ تو کسی اور مقصد سے آیا تھا، ان کے ساتھ بیٹھ گیا (اور تیرے ذکر تسبیح میں شریک ہو گیا) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا، بلکہ سعادت میں سے اسے بھی حصہ ملتا ہے۔

ذاکر۔۔۔۔۔خدا کر نظر میں

۳۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے جو توقع رکھتا ہے اور جیسا گمان اس نے میرے متعلق قائم کر رکھا ہے وہ ویسا ہی مجھے پائے گا۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے ساتھ بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت

quranurdu.com

میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھ جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف چار ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف آہستہ آہستہ آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں بندے سے مراد بندہ مومن ہے اور بندہ مومن کا اعتقاد خدا کے بارے میں یہ ہے کہ وہ رحمن و رحیم ہے وہ مغفرت فرمانے والا ہے۔ غرض یہ کہ تمام صفات پر یقین رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ جیسا میرے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا۔ میں اس پر رحمت نازل کروں گا۔ اس کو اپنے رحم و کرم کی چادر میں چھپالوں گا۔ اس کی دنیا اور آخرت میں دستگیری کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد کے جملے اس کی بہترین شرح کرتے ہیں۔

quranurdu.com

آداب دعا

۲۴۵۔ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنَّہ‘ قَالَ لَا یَزَالُ یُستَجَابُ لَلعَبدِ مَالَم یَدعُ بِاِثمٍ اَوقَطِیعَۃِ رَحِمٍ وَمَالَم یَستَعجِل قِیلَ یَارَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَالِا ستِعجَالُ قَالَ یَقُولُ قَددَعَوتُ وَقَد دَعَوتُ فَلَم اَرَ یُستَجَبُ لَی فَیَستَحسِرُ عِندَ ذٰلِکَ وَیَدَعُ الدُّعَاءَ۔ (مسلم مشکوۃ ۲۱۲۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع تعلقی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: دعا کرنے والا یوں سوچنے لگتا ہے کہ میں نے بہت دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔ وہ تھک جاتا ہے اور دعا کرنی چھوڑ دیتا ہے۔

دعا لازما قبول ہوتی ہے۔

۲۴۶۔ عَن اَبِی سَعِیدِن الخُدرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنہُ اَنَّ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنَّہ‘ قَالَ مَا مِن مُّسلِمٍ یَدعُو بِدَعوَۃٍ لَیسَ فِیھَا اِثمٌ وَّلَا قَطِیعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعطَاہُ اللہُ بِھَا اِحدٰی ثَلَاثٍ اِمَّا اَن یُعَجِّلَ لَہ‘ دَعوَتَہ‘ وَاِمَّا اَن یَدَّخِرَھَا لَہ‘ فِی الاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَن یَصرِفَ عَنہُ مِنَ السُّوءِ مِثلِھَا قَالُوا اِذًا نُکثِرُ قَالَ اللہُ اَکثَرُ۔ (مسند احمد، ترغیت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلم بندہ دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی اور نہ رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے کی بات ہوتی ہے تو اللہ ایسی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے یا تو اس دنیا ہی میں اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بناتا ہے، یا اس پر کوئی مصیبت آنے والی ہوتی ہے جسے وہ اس دعا کی بدولت دور فرما دیتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: پھر تو ہم بہت زیادہ دعا مانگا کریں گے آپ نے فرمایا اللہ بھی بہت دینے والا ہے۔

تشریح: اس حدیث کے ذریعے ایک بہت بڑی غلط فہمی دور کی گئی ہے کہ مومن اپنے کسی مقصد کے سلسلے میں اپنے رب سے التجا کرتا ہے پھر اگر وہ اس کے تصور کے مطابق پورا نہ ہو تو سمجھتا ہے کہ اس کی دعا بے کار گئی اور خدا کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے کہ اس نے اسے پکارا لیکن اس نے نہیں سنا۔ اس طرح وہ خدا کے بارے میں کسی نہ کسی حد تک بدگمانی اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں: یا تو اس دنیا ہی میں اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یا یہ دعا آخرت میں اس کے کام آتی ہے اور تیسری شکل یہ ہے کہ کوئی بہت بڑی

آفت آنے والی ہوتی ہے جسے اس دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔ اس لیے دعا پورے سوزو دردمندی کے ساتھ مانگنی چاہیے۔ اور بہت زیادہ مانگنی چاہیے۔ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔

خالی ہاتھ لوٹاتے خدا شرماتا ہے

۲۴۷۔ عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِي اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ۔ (ابوداود و ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ حیادار اور سخی ہے، جب کوئی بندہ اپنے ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے۔

تشریح: یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ حدیث کا مدعا یہ ہے کہ تم دنیا میں سخی اور فیاض آدمی کو دیکھتے ہو جب کوئی محتاج اس کے پاس پہنچتا اور ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس کو خالی ہاتھ لوٹانا پسند نہیں کرتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تو سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہیں، جب کوئی بندہ ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی شکل میں اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲۴۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

جامع دعائیں

۲۴۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِیْ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ الْخَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

(متفق علیہ)

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ میں لے جانے والی گمراہی سے اور آگ کی سزا سے، اور قبر کے فتنے سے اور عذاب قبر سے اور مالداری کے امتحان کے برے پہلو سے اور فقر و فاقے کی آزمائش کے برے پہلو سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے بُرے فتنے سے۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے، اور میرے قلب کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا فرما دے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں عبادت اور دوسرے دینی کاموں میں کاہلی اور سستی سے اور گناہ سے اور قرض اور نقصان سے۔

تشریح: قبر کی آزمائش سے مراد یہ ہے کہ خدا دین اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں قبر میں جو سوال ہوگا یہ بڑی آزمائش ہے اس میں آدمی ناکام بھی ہو سکتا ہے اسی ناکامی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

آدمی مال دار ہو جاتا ہے تو پھر اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر جیتا ہے غریبوں کی مدد کرتا ہے یا پھر متکبر بن جاتا ہے غریبوں کے کام نہیں آتا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر جانتا ہے۔ یہ آخری پہلو مالداری کا برا پہلو ہے جس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ غریبی بھی ایک امتحان ہے جس کا برا پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے دین و ایمان کو بیچ دیتا ہے خدا سے بدگمان ہوتا ہے، بندوں کے سامنے خدا کو شکوہ کرتا ہے۔ غریبی کے اس برے پہلو سے پناہ مانگنی چاہیے۔

quranurdu.com

۲۴۹- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ کُلِّهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمْدِیْ وَجَهْلِیْ وَهَزْلِیْ وَکُلَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (متفق علیه)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ آپ یہ (درج بالا) دعا پڑھتے تھے۔ اے میرے رب! میرے گناہ معاف فرمادے، میری جہالت پر پردہ ڈال دے اور اپنے تمام معاملات میں جہاں بھی میں حق سے ہٹ گیا ہوں ان سے درگزر فرما اور ان تمام گناہوں سے جن سے تو مجھ سے زیادہ واقف ہے معافی دے دے۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں کو معاف کر دے جو قصد وارادے سے ہوئیں، یا جذبات سے مغلوب ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئیں اور غلطی جو تفریحا ہوگئی ہے ان سب خطاوں کو معاف کر دے، یہ سب گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔ اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرمادے اور میرے پوشیدہ اور علانیہ گناہ بھی معاف فرمادے۔ تو ہی اپنے بندوں کو آگے بڑھانے والا اور پیچھے کر دینے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

quranurdu.com

۲۵۰- عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْبِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (متفق علیه)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی دعا بتا دیجیے جسے میں اپنی نماز میں (التحیات اور درود کے بعد) پڑھا کروں۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو درج بالا دعا سکھائی (اَللّٰهُمَّ سے لے کر اَلرَّحِیْمُ تک) اے اللہ! میں نے اپنے آپ اوپر بہت ظلم کیا اور میرے گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے پس تو اپنے فضل و رحمت سے میرے گناہ معاف فرمادے اور مجھ پر رحم کر، بلاشبہ تو ہی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

۲۵۱- اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (ترغیب و ترهیت)

اے اللہ! تو میرے دین کو درست کر دے جو میرے تمام معاملات کا محافظ ہے میری دنیا کو بھی ٹھیک رکھ جس میں زندگی گزار رہا ہوں اور میری آخرت کو بھی سنوار دینا جہاں مجھے لوٹ کے جانا ہے اور میری دنیوی زندگی کو ہر چیز اور بھلائی میں اضافے کا سبب بنادے اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت کا ذریعہ بنادے۔

۲۵۲- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْءَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَاَسْاءَلُكَ عَزِیْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُکْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِیْمًا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (ترغیب و ترهیت)

اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں دین پر جمے رہنے کی اور اس بات کی بھی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ہدایت وراست روی پر پختہ ارادے کی توفیق دے اور میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی نعمتوں پر شکر گزاری عطا فرما اور یہ کہ میں تیری عبادت حسن وخوبی کے

ساتھ کروں اور میں تجھ سے سچ بولنے والی زبان اور گندے جذبات سے پاک دل کی درخواست کرتا ہوں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور ان تمام چیزوں کے شہر سے جس کا تجھے ہی علم ہے۔ اور میں تجھ سے ہر اس خیر کی درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں ان گناہوں کی جن سے تو واقف ہے بلاشبہ تو ہر چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے۔

۲۵۳۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ مِنَ الْمَعِیْشَةِ بِمَا قَسَّمْتَ لِیْ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کی درخواست کرتا ہوں جو میرے دل میں اس طرح رچ بس جائے کہ جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو مجھے اس بات کا یقین حاصل ہو کہ یہ آپ کی طرف سے مقدر تھی اس لیے آئی (اور آپ کی طرف سے جو چیز آئے گی میری بہتری ہی کے لیے آئے گی پس یہ مصیبت بھی میری تربیت کے لیے آئی ہے) اور میرے لیے جتنا رزق تو نے طے کر دیا ہے اس پر مجھے راضی اور مطمئن رہنے کی توفیق دے (یعنی زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس، بلکہ تو نس سے بچا یعنی وہ پیاس جو کبھی نہ بجھے)۔

۲۵۴۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ تو میری حفاظت فرما اسلام کے ساتھ جب میں کھڑا اور جب میں بیٹھا ہوں اور جب میں بستر پر لیٹا ہوں اور کسی دشمن اور حاسد کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔

یعنی ہر حالت میں تیری اطاعت اور فرماں برداری کی راہ پر چلتا ہو اور چونکہ شیطان اور نفس امارہ اس راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں اس لیے تو ان کے مقابلے میں میری حفاظت کر اور مجھ پر ایسی حالت نہ آئے جس میں مجھے گرفتار دیکھ کر دشمن اور حاسد لوگ خوش ہوں۔

۲۵۵۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ! مجھے وہ ایمان اور یقین عطا فرما جس کے بعد مجھ سے کفر اور کافرانہ اعمال و حرکات سرزد نہ ہوں اور اس رحمت سے ہمکنار کر جس کے ذریعے دنیا اور آخرت دونوں کی عزت اور شرف مجھے حاصل ہو۔

۲۵۶۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّلَا تَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ تو مجھے پل بھر کے لیے بھی میرے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنا اور جو بہترین نعمتیں تو نے مجھے بخشی ہیں ان کو مجھ سے نہ چھیننا۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مجھے اس حالت سے بچانا جس کی موجودگی میں آدمی تیری وکالت سرپرستی اور حفاظت سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر آدمی نفس اور شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جسے وہ کسی کھڈ میں گرا کر رہی چھوڑتے ہیں۔ آدمی جب اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور معصیت کی راہ اختیار کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ مزید نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ بخشی ہوئی نعمتیں بھی اس چھین لی جاتی ہیں۔

۲۵۷۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ صِحَّةً فِیْ اِیْمَانٍ وَّاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّنَجَاحًا یُتْبِعُهٗ فَلَاحٌ وَرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِیَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَعَافِیَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا۔ (ترغیب و ترھیب)

quranurdu.com

اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کے ساتھ تندرستی کا طلب گار ہوں اور حسن اخلاق کے ساتھ ایمان کی درخواست کرتا ہوں اور دنیا کی وہ کامیابی چاہتا ہوں جس کے ساتھ آخرت کی دائمی کامیابی رحمت عافیت مغفرت اور خوشنودی ملتی ہے۔

۲۵۸۔ اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاۃَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ اَللّٰھُمَّ اَسْاَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ وَ اَسْاَلُكَ كَلِمَۃَ الْاِخْلَاصِ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَ اَسْاَلُكَ نَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَ اَسْاَلُكَ قُرَّۃَ عَیْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَ اَسْاَلُكَ الرِّضَاءِ وَ اَسْاَلُكَ لَذَّۃَ النَّظْرِ اِلٰی وَجْھِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَاءِكَ فِیْ غَیْرِ ضَرَّاءَ مَضَرَّۃٍ وَّلَا فِتْنَۃٍ مُّضِلَّۃٍ اَللّٰھُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَۃِ الْاِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا ھُدَاۃً مُّھْتَدِیْنَ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ تو غیب کا علم رکھتا ہے اور مخلوقات پر ہر طرح قادر ہے تو مجھے زندہ رکھ جب تک میری یہ زندگی میرے لیے بہتر ہو اور تو مجھے موت دے جب مرنا میرے لیے بہتر ہو جائے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کھلی اور چھپی دونوں حالتوں میں تجھ سے ڈرتا رہوں اور اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ کسی سے میں خوش ہوں یا ناراض ہوں، دونوں حالتوں میں میری زبان سے انصاف کی بات نکلے اور غریبی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق دے اور میں تجھ سے وہ نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں (یعنی جنت کی لازوال نعمتیں) اور آنکھوں کی وہ ٹھنڈک (خوشی) چاہتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہے اور تیرے فیصلے پر راضی و مطمئن رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں تیرے دیدار کی لذت کی درخواست کرتا ہوں اور اس بات کی بھی کہ میرے دل میں اپنی ملاقات کا شوق پیدا کر دے، کسی تباہ کن تکلیف اور کسی گمراہ کن فتنے کا میں شکار نہ بنوں۔ اے اللہ ہماری زندگی کو ایمان سے آراستہ کر دے اور ہم لوگوں کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا بنا دے۔

۲۵۹۔ اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْحَبْلِ الشَّدِیْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِیْدِ وَالْاَشِیْدِ اَسْاَلُكَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ وَالْجَنَّۃَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّھُوْدِ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِیْنَ بِالْعُھُوْدِ اِنَّكَ رَحِیْمٌ وَّ دُوْدٌ وَّ اِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا ھَادِیْنَ مُھْتَدِیْنَ غَیْرَ ضَآلِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ سِلْمًا لِّاَوْلِیَآئِكَ وَعَدُوًّا لِّاَعْدَآئِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ وَنُعَادِیْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ۔ (ترندی)

اے اللہ مضبوط قدرت کے مالک اور ٹھیک فیصلہ فرمانے والے! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ عذاب کے دن مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا اور ہمیشہ باقی رہنے والے عالم میں ہمیں جنت میں جگہ دینا اور ہمیں ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہو جو تیرے مقرب بندے ہیں، دین حق کی گواہی دینے والے رکوع و سجدہ کرنے والے اور عہد بندگی کو بہ تمام و کمال پورا کرنے والے ہیں۔ بے شک تو مہربان ہے اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے اور جو تو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ کی دعوت دینے والا بنا دے۔ ہم نہ خود گمراہ ہوں اور نہ گمراہی کی دعوت دینے والے ہوں تیری راہ پر چلنے والوں کے دوست ہوں اور تیرے دشمنوں کے دشمن ہوں تو ہمارا محبوب ہو اور جن لوگوں کو تو پسند کرتا ہے تیری محبت کی بنیاد پر ہمیں ان سے بھی محبت ہو، جو تیرے مخالف ہوں ان کے ہم دشمن ہوں۔

۲۶۰۔ اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ مَعَاصِیْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا یُھَوِّنُ عَلَیْنَا مَصَائِبَ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَ قُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی

مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا۔(ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۲ الترغیب و الترھیب)

اے اللہ! ہمارے دل میں اپنا ڈر پیدا کر دے جو تیری نا فرمانی سے ہم کو بچائے اور ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے جس کے ذریعے تیری جنت میں جگہ پا سکیں۔ اور وہ یقین عطا فرما جس سے دنیا کی مصیبتیں ہلکی اور آسان ہو جاتی ہیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سننے کی قوت دیکھنے کی قوت اور جسمانی قوت کو باقی رکھ (یعنی آخر وقت تک ہم بہرے پن اور اندھے پن اور جسمانی ضعف سے محفوظ رہیں) اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے تو بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے مقابلے میں ہمیں اپنی مدد سے نواز اور ہم پر دینی آفت اور مصیبت نہ آنے دے اور دنیا کو ہمارا مقصود نہ بنا اور ایسا بھی نہ ہو کہ دنیا ہی ہمارے علم کی انتہا ہو (اور آخرت کے علم سے کورے رہ جائیں) اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں۔

۲۶۱۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

اے اللہ! ہمارے آپس کے تعلقات کو درست رکھ اور ہمارے دلوں کو جوڑے رکھ اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آ۔

عبد اللہ بن مسعود کی دعا

۲۶۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَءلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَنَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَعْلٰى جَنَّةِ الْخُلْدِ۔(مسند احمد)

اے اللہ! میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں جو اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور وہ نعمتیں چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں اور ہمیشگی کی اعلیٰ ترین جنت میں تیرے پیغمبر محمد ﷺ کا ساتھ نصیب ہو۔

تشریح: یعنی اتنا طاقتور ایمان دے جسے اس کی جگہ سے نہ ہلایا جا سکے نہ ہٹایا جا سکے اور جو پیچھے مڑ کر دیکھنا نہ جانتا ہو۔

آخرت کی تیاری

دنیا سازی سے نفرت اور فکر آخرت

۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْيَا اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ قَالَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِیْ يَوْمٍ صَائِفٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔(مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ میری اور دنیا کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی مسافر گرمی کے زمانے میں کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لیے دوپہر میں سو رہتا ہے پھر اس درخت اور اس کے سائے کو چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مومن کا وطن تو آخرت ہے اور دنیا کی کمائی کی جگہ ہے اس لیے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے اس کو وطن نہیں بنانا چاہیے۔

آخرت کی یاد

۲۶۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ یَاعَبْدَاللہِ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُسَبِیْلٍ وَاعْدُدْ نَفْسَکَ فِی الْمَوْتٰی۔(مسند احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے حصے (شانے) کو پکڑ کر فرمایا: اے عبداللہ تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی مسافر ہو، بلکہ راستہ چلنے والے کی طرح دنیا میں رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔

تشریح: غریب کے معنی مسافر کے ہیں یعنی وہ شخص جو اپنے وطن اور گھر بار سے دور ہو۔ انسان چونکہ اپنی دائمی قیام گاہ۔۔۔ آخرت۔۔۔۔ کی جانب محو سفر ہے اس لحاظ سے یہ دنیا ایک گزر گاہ ہے۔ اس حدیث میں یہی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اس لیے یہاں رہتے ہوئے اپنے دائمی گھر کو بنانے اور سنوارنے کی فکر کرنی چاہیے۔ دنیاوی زندگی کے لیے کم سے کم سامان اپنے ساتھ رکھو ہلکے پھلکے رہو۔ مطلب یہ کہ ایک مسافر اور پردیسی کی سی زندگی گزارو۔

دینا میں انواع واقسام کی نعمتیں دیکھ کر مسافر اور پردیسی کی سی زندگی گزارنا نہایت مشکل کام ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کا یقین اور آخرت کی دائمی زندگی کا تصور ہی انسان کو ایسی زندگی گزارنے پر آمادہ و تیار کر سکتا ہے۔

quranurdu.com

دنیا سے بے نیازی

۲۶۵۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ اَرَدْتِّ الْحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِکِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِ الرَّاکِبِ وَاِیَّاکِ وَمُجَالَسَۃَ الْاَغْنِیَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ حَتّٰی تُرَقِّعِیْہِ۔(ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمھارے لیے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے اور خبر دار! دنیا کے طلب گار مال داروں کے پاس مت بیٹھنا، اور کپڑا پرانا ہو جائے تو اسے مت اتار پھینکو، بلکہ پیوند لگا کر پہنو۔

وفادار ساتھی

۲۶۶۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَخِلَّاءُ ثَلَاثَۃٌ فَاَمَّا خَلِیْلٌ فَیَقُوْلُ اَنَا مَعَکَ حَتّٰی تَاْتِیَ قَبْرَکَ وَاَمَّا خَلِیْلٌ فَیَقُوْلُ لَکَ مَا اَعْطَیْتَ وَمَا اَمْسَکْتَ فَلَیْسَ لَکَ فَذٰلِکَ وَاَمَّا خَلِیْلٌ فَیَقُوْلُ اَنَا مَعَکَ حَیْثُ دَخَلْتَ وَحَیْثُ خَرَجْتَ فَذٰلِکَ عَمَلُہٗ فَیَقُوْلُ وَاللہِ لَقَدْ کُنْتَ مِنْ اَھْوَنِ الثَّلَاثَۃِ عَلَیَّ۔(ترغیب بحوالہ مستدرک)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوست تین قسم کے ہیں۔ ایک دوست تم سے کہتا ہے: میں تمھارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاؤ (اور جب آدمی قبر میں پہنچ جائے تو یہ دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے یہ انسانی دوست کا حال ہے) رہا دوسرا دوست تو وہ کہتا ہے: تمھارا بس اتنا حصہ ہے جتنا تم نے غریبوں کو دیا اور جو کچھ تم نے نہیں دیا۔ بلکہ اپنے پاس رکھا تو وہ تمھارا نہیں ہے (بلکہ ورثا کا ہے۔ اس دوست کا نام مال ہے تیسرا دوست تم سے کہتا ہے کہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا اس جگہ بھی جہاں تم داخل ہو گے یعنی قبر میں اور اس جگہ بھی جہاں

تم قبر سے نکل جاؤ گے اس دوست کا نام عمل ہے۔ آدمی حیران ہو کر عمل سے کہے گا کہ بخدا میں ان تینوں طرح کے دوستوں میں تم کو حقیر اور معمولی دوست سمجھتا تھا (اور یہ میری بھول تھی اعزاء ورشتہ داروں کے لیے سب کچھ کیا مگر کوئی کام نہیں آیا۔ صرف عمل ہی ساتھ رہا)۔

دنیا سے دل نہ لگاؤ

۲٦٧۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَتَّخِذُوا الضَّیْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْیَا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جائیداد اور زمین مت بناؤ ورنہ تمھارے اند دنیا کی حرص آجائے گی۔

تشریح: ظاہر ہے کہ جب آدمی جائداد بنانے کی فکر کرے گا تو آہستہ آہستہ اس کا ذہن آخرت سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونا شروع ہو گا اور یہ چیز خدا کے دین کے منشاکے خلاف ہے۔ دنیا پرستوں کی کوئی کمی پہلے نہ تھی کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے امت اٹھائی جاتی۔ اس امت کا فریضہ ہی یہ ہے کہ وہ آخرت کو اپنا نصب العین بنائے اور دنیا سے صرف اتنا سامان اپنے پاس رکھے جو آخرت کی تیاری کے لیے ضروری ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے جائدادیں اور دنیا کا سروسامان جمع کرنے سے روکا ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو آدمی جس چیز میں اپنا وقت اور اپنی صلاحیت لگاتا ہے اس سے اسے محبت ہوتی ہے اس کا جی اس میں لگا رہتا ہے۔

quranurdu.com

زہد کا صحیح تصور

۲٦٨۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰکِنَّ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّاتَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْكَ اَوْثَقَ مِمَّا فِیْ یَدِ اللّٰہِ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِیْهَا لَوْاَنَّهَا اُبْقِیَتْ لَكَ۔ (ترمذی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی اور زہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کردے۔ (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے) بلکہ زہد یہ ہے کہ تمھیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو، اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر ثواب ملنے والا ہے اس پر تمھاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔

مومن اور خدا کی ملاقات

۲٦٩۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ فَقُلْتُ اَکَرَاهِیَةَ الْمَوْتِ فَکُلُّنَانَکْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَیْسَ وَلٰکِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰہِ وَرِضْوَانِهٖ وَجَنَّتِهٖ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ فَاَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَاِنَّ الْکَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰہِ وَسَخَطِهٖ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ وَکَرِہَ اللّٰہُ لِقَائَهٗ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کو اللہ کی نعمت اور اس کی خوشنودی اور جنت کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کا آرزومند ہوتا ہے تو ایسے شخص

سے اللہ بھی ملاقات کرنا چاہتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

طالب جنت بننے کی تاکید

۲۷۰- عَنْ كُلَيْبِ بْنِ حَزْنٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اُطْلُبُوا الْجَنَّةَ جُهْدَكُمْ وَاهْرَبُوْا مِنَ النَّارِ جُهْدَكُمْ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَنَامُ طَالِبُهَا وَاِنَّ النَّارَ لَايَنَامُ هَارِبُهَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ الْيَوْمَ مَحْفُوْفَةٌ بِالْمَكَارِهِ وَاِنَّ مَحْفُوْفَةٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ۔ (ترغیب وترھیب بحوالہ طبرانی

کلیب بن حزن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اے لوگو! انتہائی کوشش کے ساتھ جنت کے طالب بنو اور اپنی کوشش بھر جہنم سے بچنے کی فکر کرو، کیونکہ جنت ایسی چیز ہے جس کا چاہنے والا سو نہیں سکتا اور آگ بھی ایسی چیز ہے جس سے بھاگنے والا سو نہیں سکتا (یعنی غافل نہیں ہو سکتا۔ آخرت ناخوشگواریوں سے گھیر دی گئی ہے اور دنیا لذات و مرغوبات سے گھری ہوئی ہے۔ پس دنیا کی لذتیں اور مرغوبات تم کو (آخرت سے غافل نہ کر دیں۔)

تشریح: آخرت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی لذتوں کی طرف نہ لپکے اور آخرت کے حصول کے لیے بہت سے ایسے کام کرنے ہوں گے جو نفس کو طبعاً ناگوار ہیں۔ جب تک کوئی شخص ان ناخوشگوریوں کو پار نہ کرے جنت تک نہیں پہنچ سکتا۔

قبر۔۔۔۔ آخرت کی پہلی منزل

۲۷۱- عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبْكِىْ حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِىْ وَتَذْكُرُ الْقَبْرَ فَتَبْكِىْ فَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْقَبْرُ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ قَالَ وَسِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ قَالَ هَانِئٌ وَسَمِعْتُ عُثْمَانَ عُثْمَانَ يَنْشُدُ عَلٰى قَبْرٍ: فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِىْ عَظِيْمَةٍ۔ وَاِلَّا فَاِنِّىْ لَا اَخَالُكَ نَاجِيًا۔ (ترغیب وترھیب بحوالہ ترمذی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ھانی کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا زیادہ روتے تھے کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ جنت اور جہنم کے ذکر پر آپ نہیں روتے، یہ قبر کو یاد کرکے کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے۔ اگر یہاں آدمی نجات پاگیا تو بعد کا مسئلہ آسان ہے اور اگر یہاں چھٹکارا نہیں ملا تو بعد کے مراحل سخت تر آئیں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے بھی سنا ہے کہ قبر سے زیادہ ہولناک منظر کوئی اور

نہ ہوگا۔ ھانی کہتے ہیں کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شعر پڑھ رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے اگر قبر کی مصیبت سے نجات پا جائے تو پھر بہت بڑی مصیبت سے نجات پا جائے گا، ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر تجھے نجات نہیں ملے گی۔

نیک اعمال اور قبر

۲۷۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِیْنَ یُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَاْسِهٖ وَكَانَ الصِّیَامُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَكَانَ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَیْهِ فَیُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوةُ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ ثُمَّ یُؤْتٰی عَنْ یَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ الصِّیَامُ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ ثُمَّ یُؤْتٰی عَنْ یَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ ثُمَّ یُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ فَیَقُوْلُ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ فَیُقَالُ قَدْ مُثِّلَتْ لَهٗ الشَّمْسُ وَقَدْ دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ فَیُقَالُ لَهٗ اَرَاَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَانَ قَبْلَكُمْ مَا تَقُوْلُ فِیْهِ وَ مَا ذَا تَشْهَدُ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُ دَعُوْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ فَیَقُوْلُوْنَ اِنَّكَ سَتَفْعَلُ اَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْأَلُكَ عَنْهُ اَرَاَیْتَكَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَنْ قَبْلَكُمْ مَاذَا تَشْهَدُ عَلَیْهِ قَالَ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَیُقَالُ لَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَیِیْتَ وَعَلٰی ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰی ذٰلِكَ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا فَیَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَیُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا لَوْ عَصَیْتَهٗ فَیَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَّیُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ وَیُعَادُ الْجَسَدُ كَمَا بَدَاَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُهٗ فِی النَّسِیْمِ الطَّیِّبِ وَهِیَ طَیْرٌ تَعَلَّقُ فِیْ شَجَرِ الْجَنَّةِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ الْاٰیَةَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ لَمْ یُوْجَدْ شَیْءٌ ثُمَّ اُتِیَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ ثُمَّ اُتِیَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ ثُمَّ اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ فَیُقَالُ لَهٗ اِجْلِسْ فَیَجْلِسُ مَرْعُوْبًا خَائِفًا فَیُقَالُ اَرَاَیْتَكَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ فِیْكُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِیْهِ وَمَا تَشْهَدُ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُ اَیُّ رَجُلٍ وَّلَا یَهْتَدِیْ لِاسْمِهٖ فَیُقَالُ لَهٗ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ فَیُقَالُ لَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَیِیْتَ وَعَلَیْهِ مِتَّ وَعَلَیْهِ تُبْعَثُ اَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَیُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا لَوْ اَطَعْتَهٗ فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ یُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ۔ (ترغیب و ترہیب حدیث نمبر ۵۴۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی مر کر اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو وہ (جسم میں روح کے آنے کے وجہ سے) دفن کر کے واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اگر وہ مومن ہے تو اس کی ادا کی ہوئی فرض نمازیں اس کے سرہانے، فرض روزے اس

کے دائیں، زکوۃ اس کے بائیں، نفلی نمازیں، نفلی صدقے اور دوسرے نیک کام اس کی پائنتی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب نیک کام اس کے محافظ بن جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں مردے کو اٹھ کر بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے کہ گویا عصر کے بعد کا وقت ہے، سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: یہ پیغمبر جو خدا کی طرف سے تمھارے یہاں بھیجے گئے تھے ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو ان کے متعلق کیا گواہی دیتے ہو؟ مومن صاحب قبر کہے گا مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو۔ دیکھو! سورج ڈوبنے کے قریب ہے ایسا نہ ہو میری نماز قضا ہو جائے۔ فرشتے کہیں گے: پہلے ہمارے سوال کا جواب دو بعد میں نماز پڑھ لینا۔ وہ کہے گا: یہ ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ ہیں، میں ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں، وہ خدا کے پاس سے سچی کتاب لے کر آئے تھے۔ فرشتے (خوش ہو کر) اس سے کہیں گے تم نے اس نبی برحق کے دین پر زندگی گزاری ہے، اسی حالت میں تم کو موت آئی اور ان شاء اللہ اسی حالت پر قیامت کے دن زندہ ہو کر محشر میں پہنچو گے۔ پھر جنت کا ایک دروازہ اس کے سامنے کھول دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ دیکھو! یہ ہے تمھاری مستقل قیام گاہ اور ایسی ہیں اس کی نعمتیں۔ صاحب قبر بہت زیادہ خوش ہو گا۔ پھر اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھلے گا اور اس سے کہا جائے گا دیکھو! اگر تم نے دنیا میں خدا کی نافرمانی کی ہوتی تو یہ آگ کا گھر تمھاری قیام گاہ بنتا اور اس میں طرح طرح کے عذاب تجھے جھیلنے پڑتے۔ یہ بات سن کر صاحب قبر (مومن) بہت زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر ستر (۷۰) گز وسیع کر کے روشن کر دی جاتی ہے اور صاحب قبر کا جسم پہلے کی طرح ہو جاتا ہے۔ (یعنی اس کی روح نکال لی جاتی ہے۔ پھر اس کو ایک پاکیزہ ہوا کا روپ دے دیا جاتا ہے جو ایک پرندے کی شکل میں جنت میں اڑتا اور اس کے درختوں کے پھل کھاتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالی نے اس بارے میں یوں فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (ابراہیم ۱۴:۲۷) اللہ تعالی ایمان لانے والوں کو ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا فرماتا ہے۔

صاحب قبر اگر کافر ہو تو (عذاب سے حفاظت اور مدد کے لیے) اس کے چاروں طرف کوئی بھی چیز نہیں ہوتی۔ اسے فرشتوں کی طرف سے اٹھ کر بیٹھنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ انتہائی خوف اور دہشت زدہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ اس آدمی کے متعلق تو کیا کہتا ہے۔ جو تمہارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا تم کیا کہتے ہو، کیا گواہی دیتے ہو؟ وہ حیران ہو کر پوچھے گا: کون سا آدمی؟ وہ اس آدمی کے نام سے بھی واقف نہ ہو گا۔ اسے بتایا جائے گا کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔ وہ کہے گا: میں ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ لوگ ان کے بارے میں جو کچھ کہتے تھے۔ میں نے بھی وہی کچھ کہہ دیا۔ اس سے کہا جائے گا کہ تو نے اس نبی ﷺ برحق کے دین سے آزاد رہ کر زندگی گزاری حتیٰ کہ تجھے موت نے آلیا۔ ان شاء اللہ اب اسی حالت میں تجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اس کے بعد جہنم کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور جہنم میں طرح طرح کے عذابوں کا مشاہدہ کرا کے اسے بتایا جائے گا کہ یہ ہے تیرا ٹھکانا۔ یہ بات سن کر وہ حیرت اور رنج والم میں ڈوب جائے گا۔ پھر اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے بتایا جائے گا اگر تم نے دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوتی تو یہ جنت تمھاری قیام گاہ بنتی اور اس کی نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے۔ یہ سن کر اس کے رنج وغم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کی قبر اس کے لیے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں سے مل جائیں گی۔

تشریح: اس حدیث میں کافر کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صرف کافر کا انجام ہو گا، حالانکہ اس حدیث کے آخری حصے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجام ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو مسلمان معاشرے میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اور اللہ اور رسول ﷺ اور ان کے احکام وتعلیمات کو کبھی جاننے کی فکر نہیں کی۔ لوگ کلمہ پڑھتے تھے۔ یہ بھی بے سوچے سمجھے زبان سے پڑھ لیتا تھا۔ لوگ محمد ﷺ کا ذکر کرتے تھے یہ بھی سنا کرتا تھا اور

quranurdu.com

چونکہ زندگی میں اللہ کو اپنا رب بنا کر محمد ﷺ کو اپنا پیغمبر جان کر زندگی نہیں گزاری ہے اس لیے مرنے کے بعد نہیں جان سکے گا کہ اللہ کیا ہے؟ رسول کیا ہے؟ اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کیا ہیں؟

بعض دوسری روایتوں میں منافق کا لفظ آیا ہے۔ محدثین کہتے ہیں کہ ایسے ہی انجام سے کافر اور منافق دوچار ہوں گے اور یہی انجام دین سے بے پرواہ ہو کر زندگی گزارنے والوں کا بھی ہوگا، البتہ سزا کی نوعیت میں فرق ہوگا۔

جب قیامت برپا ہوگی

۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَثَوْبُهُمَا بَيْنَهُمَا لَايَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ بِلَبَنِ لَقْحَتِهٖ لَايَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ يَلُوْطُ حَوْضَهٗ لَا يَسْقِيْهِ وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ لُقْمَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ لَايَطْعَمُهَا۔ (ترغیب و ترهیب بحوالہ احمد و ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمی کپڑا بیچ اور خرید رہے ہوں گے۔ کپڑا سامنے رکھا ہوگا کہ اتنے میں قیامت آجائے گی۔ وہ دونوں اس کپڑے کا معاملہ نہیں کر سکیں گے یہاں تک کہ اس کی تہہ کر کے رکھ بھی نہیں سکیں گے۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دھو کر گھر لے گیا ہے اتنے میں قیامت آجائے گی اور اسے دودھ استعمال کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ کوئی آدمی پانی کے لیے حوض تیار کر رہا ہوگا کہ اسی حالت میں قیامت برپا ہو جائے گی وہ اپنے حوض سے مویشیوں کو پانی نہیں پلا سکے گا۔ آدمی نے لقمہ اٹھایا ہوگا قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ لقمہ کھا نہیں سکے گا۔

حشر کے میدان میں جب حساب ہوگا

۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِیْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَیْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَارَبِّ خُذْ لِیْ مَظْلَمَتِیْ مِنْ اَخِیْ فَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِاَخِيْكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ شَیْءٌ قَالَ يَارَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِیْ وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يُّحْمَلَ عَنْهُمْ مِّنْ اَوْزَارِهِمْ۔ (ترغیب و ترهیب بحوالہ حاکم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ اتنا زیادہ ہنسے کہ آپ کے اگلے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ حاضرین مجلس میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہنسی کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے بتایا میری امت کے دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گئے ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے رب اس شخص سے میرا حق دلوایئے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: اس شخص کے نامہ اعمال میں کوئی بھی نیکی باقی نہیں رہی ہے تو تم اپنا حق اس سے کس طرح وصول کرو گے۔ وہ کہے گا: اے رب اگر نیکیاں باقی نہیں رہی ہیں تو میرے گناہ اس ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں تاکہ میری مظلومیت کا کچھ تو بدلہ ملے۔ اتنا کہہ کر آپ بے اختیار رونے لگے۔ پھر فرمایا بلاشبہ وہ ہولناک دن ہوگا لوگوں کی یہ خواہش ہوگی کہ ان پر سے گناہوں کا بوجھ ہٹا دیا جائے۔

تشریح: یہ وہ صورت حال ہے جو قیامت کے دن پیش آئے گی لیکن حضور ﷺ کو اللہ نے بتایا کہ امت جان لے کہ کل کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔

quranurdu.com

بے لاگ عدل

؎ـ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْکَہٗ سَوْطًا ظُلْمًا اِقْتُصَّ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ بزار و طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے غلام (یا گھر کے خادم) کو دنیا میں ناحق ایک کوڑا بھی مارا ہو گا، قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

زمین کی گواہی

؎ـ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَرَءَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُھَا قَالُوْا اَللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَھَا اَنْ تَشْھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ ظَھْرِھَا تَقُوْلُ عَمِلَ کَذَا وَکَذَا۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن یہ آیت پڑھی:

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (الزلزال ۹۹:۴)

اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی۔

پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ زمین کے اپنی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو علم ہے۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین کے خبر بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے ہر انسان (مرد و عورت) کے تمام اعمال کی گواہی دے گی جو انھوں نے زمین پر رہتے ہوئے کیے ہوں گے۔ وہ بتائے گی کہ اس نے ایسے ایسے کام کیے۔

روزِ قیامت پڑوسی کی فریاد

؎ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمْ مِّنْ جَارٍ مُّتَعَلِّقٌ بِجَارِہٖ یَقُوْلُ یَا رَبِّ سَلْ ھٰذَا لِمَ اَغْلَقَ عَنِّیْ بَابَہٗ وَمَنَعَنِیْ فَضْلَہٗ۔(ترغیب و ترھیب)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی اپنے پڑوسی کو پکڑے ہوئے خدا سے فریاد کریں گے: اے میرے رب! اس سے پوچھیے کہ کیوں اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور میری غریبی میں اس نے اپنے زائد از ضرورت مال سے مجھے کیوں محروم کر رکھا تھا؟

صحت اور خوشحالی کا حساب

؎ـ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنْ یُّقَالَ لَہٗ اَلَمْ اُصِحَّ لَکَ جِسْمَکَ وَاُرْوِکَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ ابن حبان)

quranurdu.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا میں نے تم کو جسمانی صحت نہیں دی تھی؟ اور کیا میں نے تم کو ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟ (یعنی صحت اور معاشی خوشحالی کے بارے میں سوال ہو گا کہ صحت اور خوش حالی کی حالت میں کس طرح کے عمل کیے)

آخرت کی فکر سے غفلت کا انجام

۲۷۹۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ کَاَنَّہٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ لَہٗ اَعْطَیْتُكَ وَ خَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ فَمَا ذَا صَنَعْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ فَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِكَ بِہٖ فَیَقُوْلُ لَہٗ مَا قَدَّمْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ فَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِكَ بِہٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی قیامت کے دن اللہ کے سامنے لایا جائے گا جو لاغری اور پریشانی کی وجہ سے بکری کا بچہ معلوم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھے مال دیا، نوکر چاکر دیے، خوشحال بنایا تو تم کیا کر کے آئے ہو؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا، اسے خوب بڑھایا پہلے سے زیادہ ہو گیا، لیکن دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ مجھے اجازت دیجیے کہ دنیا میں جا کر وہ مال لے آؤں۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا میری نعمتوں کو پا کر عمل کس طرح کے کیے (میں مال زیادہ ہونے بڑھانے کے سلسلے میں تو پوچھ نہیں رہا ہوں)۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا اسے بڑھایا، یہاں تک کہ پہلے سے زیادہ ہوا، لیکن دنیا میں چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دیجیے تا کہ جا کر وہ مال لے آؤں۔ اس بدقسمت شخص نے اپنی زندگی مال بڑھانے میں کھپائی اور نامہ اعمال نیکیوں سے خالی رہا۔

کامل انصاف

۲۸۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُؤَدَّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ۔ (ترغیب و ترہیب حدیث نمبر ۵۵۲۱ مسلم و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جن لوگوں کے حقوق مارے گئے ہوں گے انھیں قیامت کے دن ان کا حق دلایا جائے گا، یہاں تک کہ سینگ والی بکری کا بدلہ لیا جائے گا جس کے سینگ نہیں تھے اور سینگ والی بکری نے اسے مارا تھا۔

تشریح: مطلب یہ کہ اس دن مکمل انصاف ہو گا۔ جس شخص نے بھی کسی کا معمولی سا بھی حق دنیا میں دبا لیا ہے تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

غیبت نیکیوں کو مٹا دیتی ہے

۲۸۱۔ عِنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیُؤْتٰی کِتَابَہٗ مَنْشُوْرًا فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ کَذَا وَکَذَا عَمِلْتُھَا لَیْسَتْ فِیْ صَحِیْفَتِیْ فَیَقُوْلُ مُحِیْثُ بِاِغْتِیَابِكَ النَّاسَ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا نامہ اعمال لایا جائے گا۔ (وہ اس کو پڑھے گا) پھر کہے گا: اے میرے رب میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کیے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمھارے نامہ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں۔

شفاعت

۲۸۲۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی قُلْتُ فَاَیْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اَوَّلُ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِیءُ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ مَوَاطِنَ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ قیامت کے دن میرے لیے سفارش فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ ضرور کروں گا۔ میں نے پوچھا: میں آپ کو محشر میں کہاں ڈھونڈوں؟ کس جگہ آپ ملیں گے؟ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے پل صراط پر مجھے تلاش کرنا۔ میں نے کہا: اگر آپ وہاں نہ ملیں تو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا اس جگہ تلاش کرنا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ میں نے کہا: اگر آپ وہاں بھی نہ ملے؟ آپ نے فرمایا: پھر حوض کوثر پر آنا میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ضرور ملوں گا۔

مخلصانہ ایمان نجات کا ذریعہ

۲۸۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ مَا ذَا رَدَّ اِلَیْكَ رَبُّكَ فِی الشَّفَاعَةِ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَوَّلُ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ عَنْ ذٰلِكَ مِنْ اُمَّتِیْ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْعِلْمِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَمَا یُهِمُّنِیْ مِنِ انْقِصَافِهِمْ عَلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اَهَمُّ عِنْدِیْ مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ مُخْلِصًا وَّاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ یُصَدِّقُ لِسَانَهٗ قَلْبَهٗ لِسَانَهٗ۔ (ترغیب و ترھیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول امت کی شفاعت کے بارے آپ کے رب نے آپ سے کیا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، مجھے یقین تھا کہ تم ہی اس کے بارے میں سب سے پہلے پوچھو گے کیونکہ میں جانتا ہوں تم علم کے بڑے حریص ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، مجھے زیادہ سے زیادہ اپنی امت کے جنت میں داخل ہونے کی فکر ہے، مجھے اس کی فکر نہیں ہے کہ لوگ اونچا مقام پائیں فکر اس کی ہے کہ انھیں جنت ملے۔ میں ان لوگوں کے حق میں سفارش کروں گا جو اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی اس طرح دیں گے کہ ان کا دل ان کی زبان کی تصدیق کرتا ہو، اور زبان ان کے قلب کی تصدیق کرتی ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ خلوص کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے ہوں اور زبان اور دل میں دونوں جگہ ایمان ہو۔ یہ گواہی دل سے نکل کر زبان پر آئی ہو۔ قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔

quranurdu.com

کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے سفارش

۲۸۴۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ترغیب و ترھیب،

حدیث نمبر ۵۵۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کے ان لوگوں کے لیے سفارش کروں گا جو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہے ہوں گے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایک شخص پوری سچائی کے ساتھ لایا، کلمہ پڑھا لیکن بد قسمتی سے ساری زندگی بڑے بڑے گناہوں میں لت پت رہا، یہاں تک کہ بغیر توبہ کے مر گیا تو ظاہر ہے اسے جنت تو ملے گی نہیں، لازماً جہنم کی آگ میں اسے پھینک دیا جائے گا۔ اب زندگی بھر گناہ کرتے کرتے اس کا ایمان بالکل ختم ہو گیا ہے تو ایسے آدمی کے حق میں حضور ﷺ کو نہ سفارش کرنے کی اجازت ملے گی نہ آپ سفارش کریں گے اور نہ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جانے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہاں ساری زندگی گناہ میں ڈوبا رہا۔ جس کی وجہ سے جہنم میں پہنچ گیا لیکن علیم و خبیر خدا نے جانا کہ اس دل میں ایمان موجود ہے مرا نہیں ہے۔ چاہے وہ ذرا برابر ہی ہو تو حضور ﷺ کو سفارش کی اجازت ملے گی۔ آپ سفارش فرمائیں گے اور اسے جہنم سے نکالا جائے گا اور جنت میں پہنچا دیا جائے گا کیونکہ اللہ کے یہاں ایمان کی بڑی قدر و قیمت ہے، لیکن کس مسلمان جہنمی کے اندر ایمان باقی ہے اور کس کا ایمان گناہ کرتے کرتے بھسم ہو گیا ہے، اس کو سوائے علیم و خبیر خدا کے اور کون جان سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی جلد از جلد ہوش و حواس کی حالت میں توبہ کرے، اپنے رب کی طرف پلٹے۔ یہ حدیث اور ایسی ہی دوسری حدیثیں جو شفاعت کا مضمون بیان کرتی ہیں مسلمان کو بہت زیادہ ڈرانے والی ہیں، لیکن افسوس کہ یہی حدیثیں بے عملی اور بد عملی کا سہارا بن گئی ہیں۔ ایسے لوگوں کی آنکھیں جب آخرت میں حقیقت کا مشاہدہ کریں گی تب روئیں گی اور روتی ہی رہیں گی۔

قطع تعلقی پر وعید

۲۸۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَحِلُّ اَنْ یَّصْطَرِمَ مَافَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنِ اصْطَرَمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لَمْ یَجْتَمِعَا فِی الْجَنَّۃِ اَبَدًا وَاَیُّھُمَا بَدَأَ صَاحِبَہٗ کُفِّرَتْ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ ھُوَ سَلَّمَ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ وَلَمْ یَقْبَلْ سَلَامَہٗ رَدَّ عَلَیْہِ الْمَلَکُ وَرَدَّ عَلٰی ذٰلِکَ الشَّیْطَانُ۔ (ترغیب و

ترھیب حدیث نمبر ۴۲۳۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین دن سے زیادہ دو مسلمانوں کا باہم قطع تعلق کیے رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر اس سے زیادہ قطع تعلق رکھا تو وہ دونوں جنت میں کبھی اکٹھا نہ ہوں گے اور ان میں سے جو بھی سب سے پہلے سلام کے ذریعے تعلق جوڑے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر ایک نے صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہا مگر دوسرے نے سلام قبول نہیں کیا اور تعلق نہیں جوڑا تو سلام کرنے والے کا جواب فرشتہ دے گا اور سلام کو جواب نہ دینے والے کے ساتھ شیطان ہو گا۔

تشریح: تین دن سے زیادہ بے تعلق رہنا جائز صرف اس صورت میں ہے جب کوئی دینی مصلحت نہ ہو اگر کوئی دینی مصلحت ہو تو اس سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً نبی ﷺ نے ایک مہینے تک اپنی بیویوں سے تعلق توڑے رکھا کیونکہ تربیتی مقاصد پیش نظر تھے۔ اس واقعے کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

quranurdu.com

زندگی کا آخری عمل انجام طے کرتا ہے

۲۸۶۔ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَاِذَا اَوْصٰى حَافَ وَصِيَّتِهٖ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِشَرِّ عَمَلِهٖ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِىْ وَصِيَّتِهٖ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِخَيْرِ عَمَلِهٖ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (ترغیب و ترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی ستر سال تک نیک کام کرتا رہتا ہے لیکن مرتے وقت وہ اپنے مال کے سلسلے میں غلط وصیت کرکے بُرے عمل پر اپنا خاتمہ کرتا ہے اور نتیجتاً جہنم میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا آدمی ستر سال تک برے اعمال کرتا ہے لیکن مرتے وقت اپنی وصیت میں عدل و انصاف کی روش اختیار کرتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ نیک کام پر ہوتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

تشریح: ستر سال تک برائی کرنے والا شخص توبہ کرلیتا ہے نیک عملی کی زندگی گزارنے لگتا ہے اتنا نیک بن جاتا ہے کہ اپنے مال میں غلط وصیت نہیں کرتا تو ظاہر ہے اسے جنت ملنی ہی چاہیے۔ ایسا نہیں ہے کہ ساری زندگی بڑے بڑے گناہ کرتا رہا، یہاں تک کہ مرتے وقت تک توبہ نہیں کی، بس یہی ایک منصفانہ وصیت کی جس کی وجہ سے اسے جنت مل گئی۔

مذاق اڑانے والوں کا انجام

۲۸۷۔ عَنِ الْحَسَنِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ بِالنَّاسِ يُفْتَحُ لِاَحَدِهِمْ فِى الْاٰخِرَةِ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ فَيَجِىْءُ بِكَرْبِهٖ وَغَمِّهٖ فَاِذَا جَآءَهٗ، اُغْلِقَ دُوْنَهٗ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ آخَرُ فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ هَلُمَّ فَيَجِىْءُ بِكَرْبِهٖ وَغَمِّهٖ فَاِذَا جَآءَهٗ، اُغْلِقَ دُوْنَهٗ فَمَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى اَنَّ اَحَدَهُمْ لَيُفْتَحُ لَهُ الْبَابُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ فَمَا يَاْتِيْهِ مِنَ الْاِيَاسِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بیہقی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ (حضور ﷺ کے نواسے) کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو دنیا میں لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں آخرت میں جنت کا ایک دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: آؤ (اور اس میں داخل ہو جاؤ) تو وہ غمگین اور پریشان حالت میں دروازے کی طرف جائیں گے اور جب دروازے کے پاس پہنچیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا اور آواز دی جائے گی: آؤ آؤ۔ یہ پریشانی کی حالت میں اس طرف جائیں گے جب وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ برابر اسی طرح ہوتا رہے گا۔ بالآخر جنت کا ایک دروازہ کھلے گا اور انھیں بلایا جائے گا لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے دروازے کی طرف نہیں جائیں گے۔

سب سے ہلکا عذاب

۲۸۸۔ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ فِىْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِىْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِى الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ۔ (ترغیب وترہیب بخاری و مسلم)

نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم میں سب سے معمولی عذاب جس کو دیا جائے گا اس کے دونوں پاؤں کے نیچے جہنم کی آگ کے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولھے پر رکھی ہوئی دیگچی کھولتی ہے۔

quranurdu.com

آدمی کے خلاف اعضا کی گواہی

۲۸۹۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ اَضْحَكُ قُلْنَا اَللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ يَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا اُجِيْزُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ شَاهِدًا اِلَّا مِنِّيْ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا وَالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيَقُوْلُ لِاَرْكَانِهٖ انْطِقِيْ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ۔ (الترغیب و الترہیب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو ہنسی آئی تو ہم سے دریافت کیا کہ تمھیں معلوم ہے مجھے ہنسی کیوں آئی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کے رسول ہی واقف ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس بات پر ہنسی آئی کہ قیامت کے دن ایک مجرم بندہ خدا سے کہے گا: اے رب آج مجھ پر ظلم تو نہیں ہو گا؟ اللہ تعالی فرمائے گا: ہاں آج تجھ پر ظلم نہیں ہو گا، تو وہ کہے گا۔ آج میں کسی کو اپنے بارے میں گواہی دینے کی اجازت نہ دوں گا میں خود ہی گواہی دوں گا۔ اللہ تعالی کہے گا: آج تو خود اپنا حساب لینے کے لیے اور تیرا نامہ اعمال تیار کرنے والے فرشتے گواہی دینے کے لیے کافی ہیں (حضور ﷺ فرماتے ہیں) چنانچہ اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے جسم کے اعضا کو حکم دیا جائے گا کہ تم اس کے اعمال کی گواہی دو تو اعضا اس کے ایک ایک عمل کی گواہی دیں گے پھر اس کی زبان کھل جائے گی اور گویائی کی قوت لوٹ آئے گی۔ اپنے اعضا کو ملامت کرتے ہوئے کہے گا: تم پر خدا کی لعنت ہو، تم پر خدا کی پھٹکار پڑے، میں تو دنیا میں تمھاری طرف سے مدافعت کرتا تھا (اور تم نے آج میرے خلاف گواہی دی)۔

تشریح: مطلب یہ کہ دینا میں تمھیں موٹا کرنے کے لیے تمھیں آرام پہنچانے اور موسموں کی شدت سے بچانے کے لیے میں نے حرام و حلال کی تمیز اٹھادی تھی خدا کی رضا اور ناراضی کا تصور دماغ سے نکال دیا تھا اور تمہیں نے وقت پر دغادی اور مجھے مجرم بنا کر چھوڑا۔

غیبت کی سزا

۲۹۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِنَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِی النَّارِ فَاِذَا قَوْمٌ يَّاْكُلُوْنَ الْجِيَفَ قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ جس رات معراج کو گئے آپ نے جہنم کو دیکھا۔ وہاں آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مردہ سڑی ہوئی لاشیں کھا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں (کی عدم موجودگی میں ان) کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے)

متکبر کا حشر

۲۹۱۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَبْعَثُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسًا فِی الذَّرِّ يَطَؤُهُمُ النَّاسُ بِاَقْدَامِهِمْ فَيُقَالُ مَا هٰؤُلَاءِ فِیْ صُوَرِ الذَّرِّ فَيُقَالُ هٰؤُلَاءِ الْمُتَكَبِّرُوْنَ فِی الدُّنْيَا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بزار)

quranurdu.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا۔ لوگ ان کو اپنے قدموں سے روندیں گے۔ پوچھا جائے گا۔ یہ چیونٹیوں کی شکل میں کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جائے گا: یہ دنیا میں تکبر کرنے والے لوگ ہیں۔

تشریح: تکبر کی حقیقت جان لینی چاہیے۔ اس کی جو حقیقت قرآن اور احادیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کو خالق ومالک جانے اور زبان سے اسے اپنا خالق اور رب کہے لیکن اس کے حکم کو نہ مانے۔ ظاہر بات ہے کہ جو اللہ کے مقابلے میں اپنی بڑائی کا مظاہرہ کرے گا وہ اپنے جیسے انسانوں کو لازماً حقیر جانے گا۔ ابلیس اللہ کو خالق مانتا ہے محسن اور منعم بھی تسلیم کرتا ہے اور بار بار زبان سے رب بھی کہتا ہے لیکن اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو انکار کر دیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تکبر کہا ہے۔ حدیث میں بھی یہی بات کہی گئی ہے مسلمان متکبرین وہ ہیں جو خدا کو اپنا خالق اور پروردگار مانتے اور جانتے ہیں کہ ان کے خالق و پروردگار نے نماز فرض کی ہے، روزہ فرض کیا ہے زکوۃ فرض کی ہے اور حج فرض کیا ہے مگر نہ نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے اور نہ زکاۃ حج ادا کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے متکبر ہیں۔

quranurdu.com

مشاہدات معراج

۲۹۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِفَرَسٍ یَجْعَلُ کُلَّ خَطْوٍ مِّنْهُ اَقْصٰی بَصَرِهٖ فَسَارَ وَسَارَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَتٰی عَلٰی قَوْمٍ یَزْرَعُوْنَ فِیْ یَوْمٍ وَیَحْصُدُوْنَ فِیْ یَوْمٍ کُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَ کَمَا کَانَ فَقَالَ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ هٰٓؤُلَاءِ قَالَ هٰٓؤُلَاءِ الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ تُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّمَا اَنْفَقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوْسُهُمْ بِالصَّخْرِ کُلَّمَا رُضِخَتْ عَادَتْ کَمَا کَانَتْ وَلَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ قَالَ جِبْرِیْلُ مَنْ هٰٓؤُلَاءِ قَالَ هٰٓؤُلَاءِ الَّذِیْنَ تَتَثَاقَلَتْ رُءُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ عَلٰی اَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ وَّعَلٰی اَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ یَسْرَحُوْنَ کَمَا تَسْرَحُ الْاَنْعَامُ اِلَی الضَّرِیْعِ وَالزَّقُّوْمِ وَرَضَفِ جَهَنَّمَ قَالَ مَا هٰٓؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰٓؤُلَاءِ الَّذِیْنَ لَا یُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِهِمْ مَّا ظَلَمَهُمُ اللهُ وَمَا اللهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حُزْمَةً عَظِیْمَةً لَا یَسْتَطِیْعُ حَمْلَهَا وَهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَّزِیْدَ عَلَیْهَا قَالَ یَا جِبْرِیْلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِكَ عَلَیْهِ اَمٰنَتُ النَّاسِ لَا یَسْتَطِیْعُ اَدَآءَهَا وَهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَّزِیْدَ عَلَیْهَا ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ وَاَلْسِنَتُهُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ حَدِیْدٍ کُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ کَمَا کَانَتْ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ قَالَ یَا جِبْرِیْلُ مَا هٰٓؤُلَاءِ قَالَ خُطَبَآءُ الْفِتْنَةِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی جُحْرٍ صَغِیْرٍ یَّخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِیْمٌ فَیُرِیْدُ الثَّوْرُ اَنْ یَّدْخُلَ مِنْ حَیْثُ خَرَجَ فَلَا یَسْتَطِیْعُ قَالَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا الرَّجُلُ یَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ الْعَظِیْمَةِ فَیَنْدَمُ عَلَیْهَا فَیُرِیْدُ اَنْ یَّرُدَّهَا فَلَا یَسْتَطِیْعُ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات نبی ﷺ کے پاس ایک ایسا گھوڑا لایا گیا جس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ اس کا ہر قدم حد نظر پر پڑتا تھا تو حضور ﷺ اس گھوڑے پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کی معیت میں چلے اور آسمان پر پہنچے تو آپ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جو ہر دن فصل بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں اور کاٹ لینے کے بعد پھر ان کی کھیتی تیار ہو جاتی ہے۔ آپ نے پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان کی ہر نیکی پر سات سو گنا اجر ملتا ہے جو کچھ انھوں نے دنیا میں خرچ کیا تھا

اس کا عوض رہا ہے۔ پھر آپ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھا اور کچلنے جانے کے بعد پھر ویسے ہو جاتے ہیں۔ برابر کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا تھا۔ آپ نے پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں نماز سے سستی برتتے تھے۔ پھر آپ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو چیتھڑے پہنے ہوئے تھے اور جس طرح جانور چرتے ہیں اسی طرح وہ تھوہڑا اور جھاڑ کانٹے اور جہنم کے گرم پتھر کھا رہے ہیں۔ بھوک سے بے تاب ہو کر وہ چیز کھا رہے ہیں جو کھانے کی نہیں۔ آپ نے پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ نہیں نکالتے تھے۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اللہ تو بندوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا۔ (یہ اپنے کرتوتوں کی سزا بھگت رہے ہیں)۔ اس کے بعد آپ ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جمع کیے ہوئے ہے جسے وہ اٹھا نہیں سکتا۔ پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ اس میں اضافہ ہو جائے۔ آپ نے جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے ذمے لوگوں کے بہت سارے حقوق اور امانتیں ہیں جنھیں وہ ادا نہیں کر پا رہا لیکن ان حقوق اور امانتوں میں وہ مزید اضافہ چاہتا ہے۔

quranurdu.com

پھر آپ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ ادھر کٹے ادھر درست ہو گئے پھر کٹے اور درست ہو گئے اور یہ عمل مسلسل جاری تھا۔ آپ نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ فتنے اور گمراہی پھیلانے والے مقررین ہیں۔ اس کے بعد آپ ایک چھوٹے سوارخ کے پاس پہنچے آپ نے دیکھا کہ اس چھوٹے سوراخ سے ایک بڑا بیل نکلا اور پھر اسی سوراخ میں جانا چاہتا ہے لیکن جا نہیں سکتا۔ آپ نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) یہ کیا ہے؟ انھوں نے بتایا یہ شخص اپنی زبان سے غلط بات نکالتا پھر پچھتاتا اور اس کی تلافی کرنا چاہتا تھا، مگر زبان سے نکلنے کے بعد وہ بات کیونکر واپس ہوتی۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث میں امانت کا ذکر کیا گیا ہے امانت سے عموماً وہ چیز مراد لی جاتی ہے جو کسی شخص کے پاس بطور حفاظت رکھی جائے۔ لیکن اسلام میں امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس سے مراد لوگوں کی عام امانتیں بھی ہیں۔ لوگوں سے ادھار لی ہوئی رقوم اور چیزیں بھی امانت ہیں۔ اس کے علاوہ گھریلو اور معاشرتی ذمہ داریاں اور حکومتی مناصب بھی امانتیں ہیں۔

احوال جہنم

۲۹۳۔ عَنْ شُفَیِّ بْنِ مَاتِعٍ نِ الْاَصْبَحِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعَۃٌ یُؤذُوْنَ اَھْلَ النَّارِ عَلٰی مَابِھِمْ مِّنَ الْاَذٰی یَسْعَوْنَ مَابَیْنَ الْحَمِیْمِ وَالْجَحِیْمِ یَدْعُوْنَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ یَقُوْلُ بَعْضُ اَھْلِ النَّارِ لِبَعْضٍ مَابَالُ ھٰؤُلَاءِ قَدْ اٰذَوْنَا عَلٰی مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰی قَالَ فَرَجُلٌ مُغْلَقٌ عَلَیْہِ تَابُوْتٌ مِّنْ جَمْرٍ وَرَجُلٌ یَجُرُّ اَمْعَاءَہٗ وَرَجُلٌ یَسِیْلُ فُوْہُ قَیْحًا وَّدَمًا وَرَجُلٌ یَّاکُلُ لَحْمَہٗ قَالَ فَیُقَالُ لِصَاحِبِ التَّابُوْتِ مَابَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰی مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰی فَیَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدِ قَدْ مَاتَ وَفِیْ عُنُقِہٖ اَمْوَالُ النَّاسِ ثُمَّ یُقَالُ لِلَّذِیْ یَجُرُّ اَمْعَاءَہٗ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰی مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰی فَیَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدَ کَانَ لَایُبَالِیْ اَیْنَ اَصَابَ الْبَوْلَ مِنْہُ ثُمَّ یُقَالُ لِلَّذِیْ یَسِیْلُ فُوْہُ قَیْحًا وَّدَمًا مَّابَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰی مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰی فَیَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدَ کَانَ یَنْظُرُ اِلٰی کَلِمَۃٍ فَیَسْتَلِذُّھَا کَمَا یُسْتَلَذُّ الرَّفَثُ ثُمَّ یُقَالُ لِلَّذِیْ یَاکُلُ لَحْمَہٗ النَّاسِ بِالْغِیْبَۃِ وَیَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔

شفی بن ماتع رضی اللہ عنہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا چار آدمی جہنم میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اہل جہنم بھی پریشان ہوں گے۔ یہ لوگ کھولتے ہوئے نہایت گرم پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ کے درمیان دوڑ رہے ہوں گے اور ہائے شامت، ہائے بربادی کے الفاظ ان کی

زبانوں سے نکل رہے ہوں گے۔ جہنمی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ہم تو ویسے ہی تکلیف میں تھے، ان بدبختوں نے ہم کو مزید اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان چاروں میں سے ایک آدمی وہ ہو گا جسے آگ کے صندوق میں بند کر دیا ہو گا۔ دوسرا وہ شخص ہو گا جس کی انتڑیاں نکل پڑی ہیں اور وہ اپنی انتڑیوں کے ساتھ ادھر ادھر بھاگتا پھر رہا ہو گا۔ تیسرا وہ شخص ہو گا جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو گا۔ چوتھا وہ شخص ہو گا جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہو گا۔

آگ کے صندوق میں قید جہنمی کو دیکھ کر دوسرے لوگ کہیں گے کہ یہ منحوس اور شامت زدہ آدمی جس کی پریشانی سے ہم بھی اذیت میں ہیں اس نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ (کس جرم کی پاداش میں اسے یہ سزا مل رہی ہے) اللہ تبارک و تعالیٰ بتائے گا: یہ شخص اس حال میں مرا ہے کہ اس کے ذمے لوگوں کا مال باقی تھا (لیکن باوجود قدرت کے اس نے لوگوں کی امانتیں اور قرضے واپس نہیں کیے تھے) پھر دوسرے آدمی کے بارے میں جو اپنی انتڑیوں کے ساتھ بھاگتا پھرتا ہو گا۔ اہل جہنم جاننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ شخص اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا (طہارت اور پاکی سے بے پرواہ تھا)۔ اسی طرح تیسرے آدمی کے بارے میں جس کے منہ سے قے اور پیپ بہہ رہا ہو گا وہ پوچھیں گے تو اللہ تعالیٰ بتائے گا کہ: یہ شخص برے الفاظ سے اس طرح دلچسپی لیتا تھا جس طرح بدکاروں کو شہوانی باتوں میں مزا آتا ہے آخر میں اس شخص کی بابت اہل جہنم پوچھیں گے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انھیں بتائے گا یہ شخص پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی بیان کرتا اور ادھر ادھر چغلی کھاتا پھرتا تھا (تاکہ لوگوں کے آپس کے خوش گوار تعلقات ختم ہو جائیں اور وہ لڑ پڑیں)

حاجت روائی۔۔۔۔۔موجب جنت

۱۹۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ خَلْقًا خَلَقَھُمْ لِحَوَآئِجِ النَّاسِ یَفْزَعُ النَّاسِ اِلَیْھِمْ فِیْ حَوَآئِجِھِمْ اُولٰٓئِکَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے کچھ آدمیوں کو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ لوگ اپنی ضرورتیں لیے ہوئے ان کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

اللہ کی اطاعت میں طویل زندگی کی برکتیں

۱۹۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ شَدَّادٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِیْ عُذْرَۃَ ثَلَاثَۃً اَتَوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّکْفِیْھِمْ قَالَ طَلْحَۃُ اَنَا قَالَ فَکَانُوْا عِنْدَ طَلْحَۃَ فَبَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اَحَدُھُمْ فَاسْتَشْھَدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اٰخَرُ فَاسْتَشْھَدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ طَلْحَۃُ فَرَأَیْتُ ھٰٓؤُلَآءِ الثَّلَاثَۃَ الَّذِیْنَ کَانُوْا عِنْدِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَرَأَیْتُ الْمَیِّتَ فِرَاشِہٖ اَمَامَھُمْ وَرَأَیْتُ الَّذِیْنَ اسْتَشْھَدَ اٰخِرًا یَّلِیْہِ وَرَأَیْتُ اَوَّلَھُمْ اٰخِرَھُمْ قَالَ فَدَاخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ وَمَآ اَنْکَرْتَ مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُّؤْمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ لِتَسْبِیْحِہٖ وَتَکْبِیْرِہٖ وَتَھْلِیْلِہٖ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۵۱۵)

عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عذرہ کے تین آدمی نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ان تینوں کی میزبانی کون کرے گا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ خدمت میں انجام دوں گا۔ چنانچہ یہ لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ بعد میں کسی موقعہ پر نبی ﷺ نے جہاد میں کچھ لوگوں کو بھیجا تو ان میں سے ایک شخص مجاہدین کے ساتھ گیا اور شہادت پائی۔ پھر ایک دوسری فوج بھیجی گئی اس کے ساتھ ان میں سے دوسرا چلا گیا۔ اس نے بھی شہادت پائی۔ رہا تیسرا تو وہ اپنے بستر پر طبعی موت مرا تھا وہ ان دونوں سے آگے تھا اس کے بعد دوسرا شہید اور جو پہلے شہید ہوا تھا وہ ان دونوں سے پیچھے تھا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات کھٹکی تو حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تمھیں اس پر تعجب کیوں ہو رہا ہے؟ ظاہر ہے جو مومن اسلام کی حالت میں لمبی عمر پائے وہ اپنی تسبیح تکبیر اور تہلیل کے ذریعے بلند مرتبہ ہی پائے گا۔

تشریح: تیسرا شخص جہاد میں شریک ہونے کی تمنا رکھتا تھا لیکن موت نے اس کا موقعہ نہ دیا۔ ایسا شخص قیامت میں شہیدوں میں شمار کیا جائے گا پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ عمر پائی اور یہ عمر تمام تر اللہ کی اطاعت میں گزری تو آخرت میں اسے بلند مرتبہ ہی ملنا چاہیے۔

quranurdu.com

مساکین سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجْتَمِعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ اَیْنَ فُقَرَآءُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَمَسَاکِیْنُھَا فَیَقُوْمُوْنَ فَیُقَالُ لَھُمْ مَاذَا عَمِلْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ابْتَلَیْتَنَا فَصَبَرْنَا وَوَلَّیْتَ الْاَمْوَالَ وَالسُّلْطَانَ غَیْرَنَا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ صَدَقْتُمْ قَالَ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ النَّاسِ وَتَبْقٰی شِدَّۃُ الْحِسَابِ عَلٰی ذَوِی الْاَمْوَالِ وَالسُّلْطَانِ قَالُوْا فَاَیْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَئِذٍ قَالَ تُوْضَعُ لَھُمْ کَرَاسِیُّ مِنْ نُّوْرٍ وَیُظَلُّ عَلَیْھِمُ الْغَمَامُ یَکُوْنُ ذٰلِکَ الْیَوْمُ اَقْصَرَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ سَاعَۃٍ مِّنْ نَّھَارٍ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قیامت کے دن حشر کے میدان میں جمع ہو گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا: اس امت کے فقراء و مسکین لوگ کہاں ہیں۔ یہ سن کر فقراء و مساکین خدا کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔ وہ ان سے پوچھے گا کہ تم نے دنیا میں کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب آپ نے ہمیں معاشی تنگی کے امتحان میں ڈالا تو ہم نے صبر کیا، اور دوسروں کو مال اور اقتدار ملا (ہم ان دونوں سے محروم رہے، لیکن ہم دین پر جمے رہے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں تم نے ٹھیک کہا۔ فقرا و مساکین دوسرے لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور اہل اقتدار اور اہل دولت حساب دینے کے لیے خدا کی عدالت میں رہ جائیں گے۔ ان کا حساب لمبا ہو گا اور سخت ہو گا (کیونکہ انھوں نے مال اور اقتدار پا کر شکر گزاری کا راستہ اختیار نہیں کیا)۔ لوگوں نے پوچھا: مومنین کا اس دن کیا حال ہو گا؟ آپ نے بتایا کہ وہ لوگ نور کی کرسیوں پر بیٹھیں گے، ان پر گھنی بدلی کا سایہ ہو گا اور وہ حساب کا دن (جو دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا) مومنین کے لیے مختصر ہو جائے گا۔

تشریح: راہ عمل کی حدیث نمبر ۳۴ میں بتایا گیا ہے کہ جتنا وقت فرض نماز ادا کرنے میں لگتا ہے، قیامت کا دن مومنین کے لیے اتنا مختصر ہو جائے گا اور دنیا میں جس طرح نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی تھی اسی طرح قیامت کا دن ان کے لیے راحت کا دن بن جائے گا۔

جنت کے بالاخانے کن لوگوں کے لیے ہیں؟

۲۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا یُرٰی ظَاھِرُھَا مِنْ بَاطِنِھَا مِنْ ظَاھِرِھَا فَقَالَ اَبُو مَالِکِ نِ الْاَشْعَرِیُّ لِمَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَّالنَّاسُ نِیَامٌ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ بالا خانے کن لوگوں کے حصے میں آئیں گے؟ آپ نے فرمایا: پاکیزہ گفتگو کرنے والوں کے حصے میں اور ان لوگوں کے حصے میں جو غریبوں کو کھانا کھلائیں اور ان کے حصے میں جو تہجد کے لیے اس وقت اٹھیں جب لوگ سو رہے ہوں۔

quranurdu.com

رب کی ملاقات کا شوق۔۔۔۔۔ذریعہ نجات

۲۹۸۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَاْتُکُمْ مَّا یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَا اَوَّلُ مَا یَقُوْلُوْنَ لَہٗ قُلْنَا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ھَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ یَا رَبَّنَا فَیَقُوْلُ لِمَ فَیَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَکَ وَمَغْفِرَتَکَ فَیَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَکُمْ مَغْفِرَتِیْ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ احمد)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم لوگ چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنین سے سب سے پہلے کیا کہے گا اور وہ کیا جواب دیں گے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! بتایئے آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل مومنین سے کہے گا: کیا تم لوگ میری ملاقات کے خواہش مند تھے؟ مومنین کہیں گے: ہاں اے ہمارے رب! ہم آپ کی ملاقات کے آرزومند تھے۔ اللہ پوچھے گا: کیوں؟ وہ کہیں گے: ہمیں اس بات کی امید تھی کہ آپ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ اللہ فرمائے گا تمھارے گناہوں کی بخشش میں نے اپنے اوپر لازم کرلی (چنانچہ انھیں گناہوں کی آلائش سے پاک کرکے جنت میں داخل کرے گا)

فرشتوں کی مبارک باد کے مستحق لوگ

۲۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالُوْا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلْفُقَرَاءُ الْمُھَاجِرُوْنَ الَّذِیْنَ تُسَدُّ بِھِمُ الثُّغُوْرُ وَتُتَّقٰی بِھِمُ الْمَکَارِہُ وَیَمُوْتُ اَحَدُھُمْ وَحَاجَتُہٗ فِیْ صَدْرِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُ لَھَا قَضَآءً فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ مَّلٰٓئِکَتِہٖ اِئْتُوْھُمْ فَحَیُّوْھُمْ فَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ رَبَّنَا نَحْنُ سُکَّانُ سَمَآئِکَ وَخِیَرَتُکَ مِنْ خَلْقِکَ اَفَتَاْمُرُنَا اَنْ نَّاْتِیَ ھٰٓؤُلَآءِ فَنُسَلِّمَ عَلَیْھِمْ فَیَقُوْلُ اِنَّھُمْ کَانُوْا عِبَادًا یَعْبُدُوْنِیْ وَلَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَّتُسَدُّ بِھِمُ الثُّغُوْرُ وَتُتَّقٰی بِھِمُ الْمَکَارِہُ وَیَمُوْتُ اَحَدُھُمْ وَحَاجَتُہٗ فِیْ صَدْرِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُ لَھَا قَضَآءً

قَالَ فَتَأْتِيهِمُ الْمَلآئِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (ترغیب و ترهیب

حدیث نمبر۲۹۹ بحوالہ احمد و بزار)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو اللہ کی مخلوقات میں سے کون لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو اس کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا جنت میں سب سے پہلے غریب مہاجرین جائیں گے جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے اور خطرات کا سامنا کرنے میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دل کا ارمان لیے ہوئے مر گئے اسے پورا نہ کر سکے۔ اللہ عزوجل اپنے ملائکہ میں سے کچھ لوگوں سے فرمائے گا: تم ان کے پاس جاؤ اور مبارک باد دو۔ ملائکہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم آسمانی مخلوق ہیں اور تیری بہترین مخلوقات ہیں، کیا آپ ہمیں ان کے پاس جانے اور سلام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ اللہ تعالی فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے جو صرف بندگی کرتے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے یہ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے، ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ یہ لوگ اس حال میں مرے ہیں کہ دنیا میں اپنی قربانیوں کا کوئی صلہ نہیں پا سکے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ملائکہ یہ سن کر ان کے پاس جنت کے ہر دروازے سے جائیں گے اور کہیں گے تم پر اللہ کی رحمت ہوئی دین پر جمنے کے نتیجے میں۔ آخرت کا یہ بہترین صلہ ہے جو تم کو ملا۔ (الرعد ۱۳: ۲۳، ۲۴)

جنت کی نعمتوں کا دوام

۳۰۰۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ یُنَادِیْ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (ترغیب و ترهیب بحوالہ مسلم و ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا: اے اہل جنت اب تم کبھی بھی بیمار نہیں پڑو گے ہمیشہ تندرست رہو گے اب تمھیں کبھی موت نہیں آئے گی ہمیشہ زندہ رہو گے تم ہمیشہ جوان رہو گے، تم پر بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا اور تم ہمیشہ خوش حال رہو گے اب کبھی بھی تمھیں تنگی اور فقر و فاقہ لاحق نہیں ہو گا۔ اس بارے میں اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَ نُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف ۷: ۴۳) اہل جنت سے کہا جائے گا یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمھیں ان اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

جنت کی سدا بہار اور بے مثال نعمتیں

۳۰۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یُنَعَّمُ وَلَا یُبْأَسُ وَیَخْلُدُ لَا یَمُوْتُ لَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ فِی الْجَنَّةِ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ (ترغیب و ترهیب بحوالہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ ہمیشہ خوش حال رہے گا، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا، اسے کبھی بھی موت نہ آئے گی، فقر و فاقے سے دوچار نہیں ہو گا۔ اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور نہ اس کی جوانی ختم ہو گی۔ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جنھیں نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے تصور میں وہ آئیں۔

quranurdu.com

فقراء مہاجرین کی فضیلت

۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنهُ قَالَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ یَأْتِیْ قَوْمٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ نُوْرُھُمْ کَنُوْرِ الشَّمْسِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ نَحْنُ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَاوَلَکُمْ خَیْرٌ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّھُمُ الْفُقَرَآءُ الْمُھَاجِرُوْنَ الَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ۔ (ترغیب و ترھیب)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں سورج طلوع ہوا۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے نورانی ہوں گے سورج کی طرح۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ ہم لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں تم لوگوں کو بھی بہت کچھ ملے گا، لیکن میں جن لوگوں کا ذکر کر رہا ہوں وہ ایسے لوگ ہوں گے جنھوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی ہوگی اور زمین کے مختلف گوشوں سے سمٹ کر آئے ہوں گے اور غریب ہوں گے۔

محض اللہ کی خاطر محبت کا صلہ

۔ عَنْ شَرَحْبِیْلِ بْنِ السَّمْطِ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ھَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِیْ حَدِیْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْهِ نِسْیَانٌ وَّلَا کِذْبٌ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَّسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَحَابُّوْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَصَادَقُوْنَ مَنْ اَجْلِیْ۔ (ترغیب و ترھیب)

شرجیل بن سمط نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں گے جسے آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا ہو جو سچی ہو اور بھول چوک سے بھی پاک ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری خاطر آپس میں دوست بنے ہوں گے محض میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوں گے محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے اور محض میری خاطر وہ آپس میں دوست بنے ہوں گے۔

تشریح: یعنی یہ دوستی اور محبت صرف اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے۔ کوئی اور دوسرا محرک نہیں ہے۔ اس مضمون کی بہترین شرح کے لیے راہ عمل میں حدیث نمبر ۲۱۸ ضرور پڑھیے۔

اہل جنت کے لیے سب سے بڑا انعام

۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّةِ یَآاَھْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَ مَالَنَا لَا نَرْضٰی یَارَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و مسلم و ترمذی)

quranurdu.com

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اہل جنت سے کہے گا: اے جنتی لوگو! وہ لوگ اس کے جواب میں کہیں گے: اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں۔ ہر طرح کی خیر وسعادت آپ کے قبضے میں ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالی ان سے پوچھے گا: کیا تم لوگ اپنے عمل کا بدلہ پا کر خوش ہوئے؟ وہ جواب دیں گے: اے ہمارے رب! ہم کیوں نہیں خوش ہوں گے جب کہ آپ نے ہم لوگوں کو وہ نعمتیں دیں جو کسی اور کو نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا: کیا میں تم کو اس سے زیادہ افضل اور برتر چیز نہ دوں؟ وہ کہیں گے: اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ فرمائے گا میں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا، اب تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

تشریح: بعض دوسری حدیثوں میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اہل جنت یہ اعلان سن کر اتنا خوش ہوں گے کہ جنت کی نعمتیں بھول جائیں گے کیونکہ انھیں سب سے بڑی نعمت اس کی دائمی خوشنودی اس بشارت کی شکل میں ملے گی۔

quranurdu.com

اسوہ رسول ﷺ

نماز

۳۵- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں: اپنی بیویاں اور خوشبو اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مرغوبات میں سے مجھے یہ دو چیزیں پسند ہیں: بیوی اور خوشبو۔ رہی نماز تو وہ ان دونوں سے زیادہ محبوب ہے، وہ میری روحانی غذا ہے اور دل کا سرور ہے، کیونکہ نماز نام ہے اللہ کی یاد کا اور اس سے مناجات و ہم کلامی کا۔ یہی حقیقت ایک اور حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ آپ اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے: اَرِحْنَا یَا بِلَالُ اے بلال رضی اللہ عنہ ہماری راحت (نماز) کا اہتمام کرو۔

خشوع

۳۶- عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللہِ الشِّخِّیْرِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَیُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت مطرف بن عبداللہ الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کے سینے سے اس طرح کی آواز نکل رہی ہے جیسے پکتی ہوئی ہنڈیا سے آواز نکلتی ہے۔

نماز باجماعت

۳۷- عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ۔ (ترمذی)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے الحمد للہ رب العالمین کہتے اور ٹھہر جاتے پھر الرحمن الرحیم کہتے اور ٹھہر جاتے۔

تشریح: مطلب یہ کہ جہری نمازوں (مغرب عشاء اور فجر) میں سورہ الفاتحہ کی ہر آیت پر ٹھہرتے اور عام طور پر سورۃ الفاتحہ کے علاوہ بھی ہر آیت پر ٹھہرتے تھے۔ بعض رمضانی حافظوں کی طرح آپ قرآن کی تلاوت تیز تیز نہیں فرماتے تھے نہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ۔

نبی کریم کا انداز تلاوت

۳۰۸۔ عَنْ يَّعْلٰى اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ (ترمذی)

حضرت یعلیٰ کہتے ہیں میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قرآن کس طرح پڑھتے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کی قراءت صاف اور واضح ہوتی تھی ہر ہر حرف الگ الگ سنائی دیتا تھا۔

سفر میں فرض نماز کا اہتمام

۳۰۹۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ نِ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ۔ (ابوقتادہ۔ مسلم)

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سفر میں کہیں رات کو پڑاو ڈالتے اور رات زیادہ ہوتی تو دائیں کروٹ لیٹ جاتے اور اگر فجر سے ذرا پہلے کہیں ٹھہرتے تو ہاتھ کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لیتے۔

یعنی باقاعدہ طور پر سونے کے لیے لیٹتے نہیں تھے بلکہ ہاتھ کھڑا کرتے اور اس پر سر رکھ لیتے۔ ایسا اس لیے کرتے کہ رات بھر کے تھکے ہوئے ہیں اور پل بھر میں صبح ہونے والی ہے اگر کسی کروٹ لیٹ گئے تو فجر کی نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے، اس لیے اس ڈھنگ سے لیٹتے جس میں آنکھ لگنے کا کوئی احتمال ہی نہ تھا۔

تہجد

۳۱۰۔ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (بخاری)

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دونوں پاؤں سوج جاتے۔ کسی نے کہا کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

تشریح: مطلب یہ کہ خدا نے مجھے گناہوں سے بچا کر اور نبی بنا کر مجھ پر احسان فرمایا ہے تو اس کے احسان کا یہ عین تقاضا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ اس کا شکر بجا لاؤں۔ مومن کو جتنی ہی نعمتیں ملتی ہیں اتنا ہی اس کے اندر شکر کا جذبہ ابھرتا اور خدا کی بندگی میں تیز تر ہو جاتا ہے۔

نبی کریم کا بیماری میں تہجد پڑھنا۔

۳۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَيْسٍ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُهٗ وَكَانَ اِذَا مَرِضَ اَوْ كَسِلَ صَلّٰى قَاعِدًا۔

quranurdu.com

حضرت عبد اللہ بن ابو قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قیام لیل (تہجد) مت چھوڑنا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے حتی کہ جب آپ بیمار ہو جاتے یا سستی محسوس کرتے تو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

حسن اخلاق

۱۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ خُلُقُ نَبِیِّ اللّٰہِ الْقُرْاٰنَ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالی کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔

تشریح: یعنی قرآن مجید میں جن اعلی اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب آپ کے اندر پائے جاتے تھے۔ آپ ان کا بہترین نمونہ تھے۔

quranurdu.com

نبی کریم کی سیرت

۱۱۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا۔ (بخاری مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نہ تو بد اخلاق تھے اور نہ ہی بری باتیں آپ زبان سے نکالتے تھے۔

خادم پر شفقت

۱۱۴۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ قَطُّ اُفٍّ وَّلَا قَالَ لِشَیْءٍ فَعَلْتُہٗ وَلَا لِشَیْءٍ لَّمْ اَفْعَلْہُ اَلَا فَعَلْتَ کَذَا۔ (بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ لیکن اس عرصے میں آپ نے بے زاری اور نفرت کا کبھی کوئی کلمہ نہیں کہا۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تو آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ غلطی کیوں کی اور جو کام کرنا چاہیے تھا میں نے نہیں کیا تو کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

نبی کریم کا صحابہ سے محبت کا انداز

۱۱۵۔ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ الْبَادِیَةِ کَانَ اسْمُہٗ زَاھِرَبْنَ حَرَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ یُھْدِیْ لِنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِیَةِ فَیُجَھِّزُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ فَقَالَ لِنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ زَاھِرًا بَادِیَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْہُ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّہٗ وَکَانَ دَمِیْمًا فَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا وَّھُوَ یَبِیْعُ مَتَاعَہٗ فَاحْتَضَنَہٗ مِنْ خَلْفِہٖ وَھُوَ لَا یُبْصِرُہٗ فَقَالَ اَرْسِلْنِیْ مَنْ ھٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا یَاْتُوْا لَمَا اَلْزَقَ ظَھْرَہٗ بِصَدْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ عَرَفَہٗ وَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ یَّشْتَرِی الْعَبْدَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذًا وَّ اللّٰہِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰہِ لَسْتَ بِکَاسِدٍ۔ (مشکوۃ۔ انس رضی اللہ عنہ)

کسی گاؤں کے رہائشی زاہر بن حرام نامی ایک صحابی رضی اللہ عنہ جب بھی مدینہ آتے تو اپنے ساتھ نبی کریم ﷺ کے لیے اپنے گاؤں کی چیزیں بطور تحفہ لاتے۔ جب وہ اپنے گاؤں کو واپس ہونے لگتے تو نبی ﷺ بھی شہر کی کچھ چیزیں بطور ہدیہ ان کے ساتھ کر دیتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: زاہر

ہمارے دیہاتی دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست۔ وہ کوئی خوش شکل نہ تھے لیکن نبی ﷺ ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ ایک دن جب وہ مدینہ میں اپنا دیہاتی سامان بیچ رہے تھے، حضور ﷺ پیچھے سے آئے اور انھیں اپنی گود لے لیا اور زاہر رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ نہیں سکے تھے۔ انھوں نے کہا کون ہے؟ مجھے چھوڑ جب مڑ کے دیکھا تو نبی ﷺ تھے۔ تب تو وہ پوری کوشش کرنے لگے کہ اپنی پیٹھ کو نبی ﷺ کے سینے سے چمٹائے رکھیں۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کو کون خرید تا ہے؟ وہ غلام نہ تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھا(جیسے حبشی غلاموں کا ہوتا ہے) زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ بہت گھاٹے میں رہیں گے۔ (مجھے بیچ کر بہت تھوڑی قیمت پائیں گے) نبی ﷺ نے فرمایا تم دنیا کے لوگوں کی نظر میں اگر کم قیمت ہو تو کیا ہوا اللہ کے یہاں تمھاری بڑی قیمت ہے۔

جاہلوں پر مہربان

۳۱۶- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَذَبَہٗ بِرِدَآئِہٖ جَذْبَۃً شَدِیْدَۃً فَنَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَثَّرَبِھَا حَاشِیَۃُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّۃِ جَذْبَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَامُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ فَضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَلَہٗ بِعَطَاءٍ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ نبی ﷺ نجران کی بنی ہوئی موٹے کنارے کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستے میں ایک بدو ملا۔ اس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی گردن پر نشان پڑ گیا۔ اس نے کہا: اے محمد مجھے بیت المال سے کچھ دلوایئے۔ (اس کے زور سے کھینچنے پر آپ نے برا نہیں مانا) آپ مسکرائے اور بیت المال سے اس کی مدد کا حکم جاری فرمایا۔

بچوں سے پیار

۳۱۷- عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ جَآءَ اِعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْیَانَ وَمَا تُقَبِّلُھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَاَمْلِکُ اَنْ نَزَعَ اللّٰہُ الرَّحْمَۃَ مِنْ قَلْبِکَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک بدو (دیہاتی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ (آپ اس وقت کسی بچے کو پیار کر رہے تھے) وہ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: آپ لوگ بچوں سے پیار کرتے ہیں، ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم و کرم کا جذبہ کھینچ لیا ہے۔

بچوں سے مذاق

۳۱۸- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ وَکَانَ لَہٗ یَلْعَبُ بِہٖ فَمَاتَ۔ (متفق علیہ)

quranurdu.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے (اپنے آپ کو لیے دیے نہیں رہتے تھے) یہاں تک کہ وہ میرے چھوٹے بھائی سے جس کا نام عمیر تھا، ازراہِ خوش دلی فرماتے: اے عمیر تمھاری چڑیا کیا ہوئی؟ عمیر کے پاس ایک چھوٹی چڑیا تھی جس سے وہ دل بہلاتا تھا مرگئی تھی۔

بچوں کا بوسہ لینا

۲۱۹۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِصَبِیٍّ فَقَبَّلَہٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّھُمْ مَبْخَلَۃٌ مَّجْبَنَۃٌ لَمِنْ رَیْحَانِ اللّٰہِ۔ (مشکوۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا، جس کو آپ نے بوسہ دیا اور فرمایا: یہ بچے آدمی کو بخیل اور بزدل بناتے ہیں۔ یہ اللہ کے پھول ہیں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اولاد کی محبت فطری ہے اور مومن اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو بچوں کی محبت خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے اور خدا کے لیے قربانی دینے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

اصل حدیث میں ریحان کا لفظ آیا ہے جس کے معنی خوشبودار پھول کے بھی ہیں اور خدا کی بخشش اور عطیہ کے بھی۔ دونوں معنوں کے لحاظ سے یہاں بات ٹھیک بنتی ہے بچے خدا کی رحمت اور بخشش بھی ہیں۔

quranurdu.com

خوش طبعی

۲۲۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّیْ لَآ اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تعجب اور حیرت کے ساتھ آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول آپ ہم سے ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: ہاں لیکن کوئی غلط اور خلافِ واقعہ بات نہیں کہتا۔

تشریح: عام طور پر مذہبی اپنے معتقدین کی مجلسوں میں خاموش بیٹھے ہیں ہنسی اور دل لگی کی باتیں ان سے نہیں کرتے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خوش طبعی کی باتیں کرنا تقدس اور علم دین کے منافی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں

۲۲۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ (ابن ماجہ۔ ابن عباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل و عیال کے لیے تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں۔

گھریلو کام میں ہاتھ بٹانا

۲۲۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا مَاکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِنْھَنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔ (بخاری)

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ اپنے گھر کے کام میں اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو مسجد چلے جاتے تھے۔

اپنے کام خود کرنا

۲۲۳۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا کَانَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَیَخِیْطُ ثَوْبَهٗ وَیَعْمَلُ فِیْ بَیْتِهٖ کَمَا یَعْمَلُ فِیْ بَیْتِهٖ کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فِیْ بَیْتِهٖ وَقَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَهٗ وَیَحْلِبُ شَاتَهٗ وَیَخْدِمُ نَفْسَهٗ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جوتے ٹانک لیتے اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنے گھر میں وہ سب کام کرتے جو آدمی اپنے گھر میں کرتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ آپ انسان تھے اپنے کپڑوں سے جوئیں نکالتے اپنی بکری دھوتے اور اپنے سارے کام خود کرتے۔

بیوی کے جذبات کا خیال رکھنا

۲۲۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَآئِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَی الْحَبَشَةِ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا الَّتِیْ اَسْأَمُهٗ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِیَةِ الْحَرِیْصَةِ عَلَی اللَّهْوِ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی چادر سے آڑ کر لیا کرتے اور میں حبشی لوگوں کو مسجد میں جنگی مشق کرتے دیکھتی تھی۔ آپ اس وقت تک اپنی چادر کی آڑ کیے رہتے جب تک میں خود اکتا نہ جاتی۔

تشریح: تو اے لوگو! اگر تم کسی کمسن لڑکی سے شادی کرو تو اس کے جذبات وحسیات کا خیال رکھو۔ کمسن عورت کھیل اور تفریح کی شوقین ہوتی ہے۔ حبشی مجاہدین نیزوں اور دوسرے اسلحے کی مشق مسجد کے صحن میں کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی چادر کی آڑ میں ان کا کھیل دیکھتیں۔ جب ان کا جی بھر جاتا تو چلی جاتیں۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نوجوان عورت تھی اور اس عمر میں عورتوں کے کیا جذبات ہوتے ہیں اس سے حضور ﷺ واقف تھے اس لیے اپنی چادر سے آڑ کر دیتے اور یہ جنگی مشق دیکھتیں۔ اس سے امت کے لوگوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ان کی بیویاں نئی عمر کی ہوں تو ان کے جذبات کی جائز حدود میں رہ کر رعایت کرنی چاہیے۔ یہ بات یاد رہے کہ عورت کے دیکھنے پر اس طرح کی پابندی نہیں ہے جس طرح کی پابندی مردوں کے عورتوں کی طرف دیکھنے پر ہے۔

بیوی کی خدمات کی قدر

۲۲۵۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا وَمَا رَأَیْتُهَا قَطُّ وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ یُقَطِّعُهَا اَعْضَآءً ثُمَّ یَبْعَثُهَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ کَانَ لَّمْ یَکُنْ فِی الدُّنْیَا اِمْرَأَةٌ اِلَّا خَدِیْجَةُ فَیَقُوْلُ اِنَّهَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ۔ (متفق علیه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کی بیویوں (امہات المومنین) میں سے کسی پر مجھے اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا۔ میں نے انھیں دیکھا نہیں تھا لیکن حضور ﷺ ان کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ بکری ذبح کرتے پھر اس کی بوٹیاں بناتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے یہاں بھیجتے۔ میں بسا اوقات نبی ﷺ سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا

quranurdu.com

تھی ہی نہیں تو آپ فرماتے بلاشبہ وہ بہت اچھی عورت تھی۔ وہ ایسی اور ایسی خوبیوں کی مالک تھی، ان کے یہ اور یہ کارنامے ہیں اور ان سے مجھے اولاد ہوئی۔

تشریح: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی پہلی بیوی ہیں۔ دعوت و رسالت کے آغاز سے آپ نے ہر طرح کے حالات میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا اور دعوتِ دین کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں ہنسی خوشی برداشت کیں۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ رسالت کے ابتدائی زمانوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ۲۵ ہزار درہم تھے۔ لیکن آٹھ نو برس میں سارا سرمایہ دعوت کی راہ میں لٹا دیا۔ وہ اہل ایمان جو ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکال دیے جاتے ان سب کی کفالت فرماتیں۔ اس لیے حضور ﷺ ایسی کفایت شعار بیوی کو زندگی بھر نہ بھلا سکے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

quranurdu.com

بیویوں کے حقوق میں مساوات

۳۲۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ يُقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِیْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ يَعْنِی الْقَلْبَ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ ابوداود ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری اور دوسرے تمام حقوق میں پورا عدل و انصاف برتتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ یہ منصفانہ تقسیم تو میرے بس کی بات ہے مگر دل کی محبت میرے اختیار سے باہر کی چیز ہے اس لیے اگر کسی بیوی سے زیادہ تعلق خاطر رکھتا ہوں تو مجھ سے اس پر مواخذہ نہ کرنا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو نان نفقہ خوراک و پوشاک اور دوسرے معاملات میں پورے انصاف سے کام لینا چاہیے، البتہ اگر وہ کسی بیوی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے اس میلان کا کوئی اثر عادلانہ تقسیم پر نہیں پڑتا تو قیامت کے دن اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

تربیت کے لیے بیوی سے قطع تعلق

۳۲۷۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِيْرُ صَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرَ۔ (ابوداود)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی بیوی جو پہلے یہودی مذہب رکھتی تھی) کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ دے دو۔ زینب رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلا: بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟ اس پر نبی ﷺ غضب ناک ہوئے اور زینب رضی اللہ عنہا سے ذی الحجہ محرم اور صفر کے کچھ ایام تک قطع تعلق کیے رکھا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہوا ہے۔ آپ کا یہ غصہ اپنی ذات کے لیے نہیں تھا بلکہ اس بات پر آپ کو غصہ آیا کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو یہودیت کا طعنہ کیوں دیا۔ نبی ﷺ کی ایک تربیت یافتہ بیوی کی زبان سے دوسری بیوی سے متعلق اتنا غلط جملہ نکلا کیسے۔

بے پایاں سخاوت

۳۲۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْأً قَطُّ فَقَالَ لَا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کسی سائل کے سوال پر نہیں کبھی نہیں فرمایا۔

شفاعت کی ترغیب

۳۲۹۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَتَاہُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَۃِ قَالَ اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْ جَرُوْا وَ یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِہٖ مَا شَاءَ۔ (بخاری و مسلم)

quranurdu.com

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس جب کوئی سائل یا کوئی ضرورت مند آتا تو آپ لوگوں سے فرماتے کہ اس کے حق میں سفارش کرو تو تمھیں اجر و ثواب حاصل ہو گا اور اللہ جو چاہتا ہے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے فیصلہ فرماتا ہے۔

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل آتا تو آپ لوگوں کو ہدایت کرتے کہ اس کے بارے میں کلمہ خیر کہو، ایک دوسرے کو مدد کرنے پر ابھارو۔ یہ اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ پھر رسول اللہ ﷺ سائل کو کچھ دینے کا فیصلہ فرما دیتے۔

نبی کا تبسم

۳۳۰۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِکًا حَتّٰی تُرٰی مِنْہُ لَہَوَاتُہٗ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو نظر آ جائیں۔ آپ صرف مسکراتے تھے (یعنی ٹھٹھا مار کر نہیں ہنستے تھے)

تربیت کا انداز

۳۳۱۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَلَّ مَا یُوَاجِہُ الرَّجُلَ بِشَیْءٍ یَکْرَہُہٗ فَدَخَلَ عَلَیْہِ یَوْمًا رَجُلٌ وَعَلَیْہِ اَثَرُ صُفْرَۃٍ فَلَمَّا قَامَ لِاَصْحَابِہٖ لَوْ غَیَّرَ اَوْنَزَعَ ہٰذِہِ الصُّفْرَۃَ۔ (الادب المفرد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے کسی کو براہ راست کم ہی کسی ناپسندیدہ بات پر ٹوکتے تھے۔ ایک دن ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس پر زردی کے اثرات تھے تو جب وہ جانے کے لیے اٹھا تو آپ نے اہل مجلس کو مخاطب بنا کر فرمایا: اگر یہ صاحب پیلے لباس کو بدل دیں یا کپڑے کے پیلے پن کو دور کر دیں تو کتنا اچھا ہو۔

۳۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی فَاطِمَۃَ فَوَجَدَ عَلٰی بَابِہَا سِتْرًا فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْہَا وَقَلَّمَا کَانَ یَدْخُلُ اِلَّا بَدَاَ بِہَا قَالَ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَرَاٰہَا مُہْتَمَّۃً فَقَالَ مَالَکِ فَقَالَتْ جَاءَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَدْخُلْ

عَلَیَّ فَاَتَاہُ عَلِیٌّ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاطِمَۃَ اِشْتَدَّا عَلَیْھَا اَنَّكَ جِئْتَھَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَیْھَا فَقَالَ وَمَا آنَا وَالدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالرَّقْمَۃُ قَالَ فَذَھَبَ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَاَخْبَرَھَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فَقُلْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَا تَأْمُرُنِیْ بِہٖ فَقَالَ قُلْ لَّھَا تُرْسِلُ بِہٖ اِلٰی بَنِیْ فُلَانٍ۔ (مسند احمد ابن حنبل رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات نہیں کی (کیونکہ ان کے دروازے پر منقش پردہ ٹکا ہوا تھا۔ دروازے سے لوٹ گئے حالانکہ آپ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ اس حدیث کے راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غمگین اور پریشان دیکھا تو پریشانی کا سبب پوچھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور دروازے ہی سے لوٹ گئے میرے پاس نہیں آئے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا بڑا غم ہے کہ آپ ہمارے یہاں گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ملے۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ مجھے رنگین منقش پردوں سے کیا مطلب؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جایئے! اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھیے کہ وہ مجھے اس پردے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہو کہ اس پردے کو فلاں کے گھر بھیج دے (تاکہ کرتا وغیرہ بنا کر عورتیں پہن لیں غالباً وہ ضرورت مند تھے)

تشریح: دروازے پر رنگین پردے کا لٹکانا شرعاً گناہ نہیں ہے لیکن دنیا کی طرف بڑھنے کی علامت ضرور ہے۔ حضور ﷺ اپنے زمانے کے اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی قیامت تک آنے والے مومنین اور مومنات کے لیے اسوہ اور نمونہ بنانا چاہتے تھے اس لیے آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

آداب طعام

۳۳۳۔ مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتِھَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ۔ (متفق علیہ۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں کیڑے نہیں نکالے۔ اگر کھانے کو آپ کا جی چاہتا تو کھالیتے جی نہ چاہتا تو نہ کھاتے۔

تشریح: کھانے سے مراد وہ کھانا بھی ہے جو گھر میں پکا ہو اور وہ کھانا بھی جو کسی دعوت میں آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہو۔

۳۳۴۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَ کًافِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔ (بخاری۔ ابوامامہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے اور دستر خوان اٹھایا جاتا تو فرماتے شکر ہے اللہ کا بہت زیادہ بہترین بابرکت شکر۔ ایسا شکر جو ہم خود کریں۔ دوسروں سے نہ کرائیں ایسا شکر جو کبھی ہم سے ترک نہ ہو، اور جس سے ہم کبھی بے نیاز اور بے پرواہ نہ ہوں، اے ہمارے رب۔

تواضع وانکساری

quranurdu.com

۳۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَا رُاِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ مُتَّکِئًا قَطُّ وَلَا یَطَأُ عَقِبَہٗ رَجُلَانِ۔ (ابوداود)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کسی نے نہیں دیکھا کہ آپ نے ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو (جیسا کہ بادشاہوں اور امیروں کا دستور ہے) اور کبھی کسی شخص نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ دو آدمی بھی آپ کے پیچھے چلتے ہوں (جیسا کہ بادشاہوں کا دستور ہے۔ وہ اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھتے ہیں جو ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں)

۳۳۶۔ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ یَوْمَ النَّحْرِ عَلٰی نَاقَةٍ صَھْبَآءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَیْكَ اِلَیْكَ۔ (ترغیب و ترھیب)

قدامہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو قربانی کے دن بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار کنکری مارتے دیکھا نہ وہاں سپاہیوں کی مار پیٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ یہ آخری حج کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک عرب آپ کے ماتحت تھا۔ آپ میں شاہانہ کروفر نام کو نہ تھا۔

مریض کی عیادت

۳۳۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَخَا الْاَنْصَارِ کَیْفَ اَخِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّعُوْدُہٗ مِنْکُمْ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَہٗ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَیْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِیْ فِیْ تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰی جِئْنَاہُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُہٗ مِنْ حَوْلِہٖ حَتّٰی دَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَصْحَابُہُ الَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے، اسی اثنا میں انصار کا ایک آدمی آیا اور اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ سعد بن عبادہ کا حال بتاؤ (وہ بیمار تھے اب کیسے ہیں؟) اس انصاری نے جواب دیا کہ وہ ٹھیک ہیں۔ رسول ﷺ نے اہل مجلس سے کہا کہ تم میں سے کون لوگ سعد کی عیادت کو چلیں گے۔ یہ فرما کر نبی ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم دس سے زیادہ آدمی تھے نہ تو ہمارے پیروں میں جوتے تھے، نہ چمڑے کے موزے تھے، نہ ہمارے سروں پر ٹوپیاں تھیں اور نہ جسم پر کرتے تھے۔ اسی حالت میں شورزدہ زمین میں ہم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے۔ ان کے گھر کے لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان کے قریب ہوئے اور بیمار پرسی کی۔

تعزیت کا انداز

۳۳۸۔ عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ مَاتَ لَہٗ اِبْنٌ فَکَتَبَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّعْزِیَةَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَیْكَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْكَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰہُ لَكَ الْاَجْرَ وَاَلْھَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِیَّاكَ الشُّکْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَھْلَنَا مِنْ مَوَاھِبِ اللّٰہِ الْھَنِیْئَةِ وَعَوَارِیْہِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ اللّٰہُ بِہٖ فِیْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ وَّقَبَضَہٗ

مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ اَلصَّلٰوةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدٰى اِنِ احْتَسَبْتَهٗ فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَانَ قَدْ وَالسَّلَامُ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا وفات پا گیا تو نبی ﷺ نے انھیں یہ تعزیتی خط لکھا (غالباً معاذ بن جبل اس زمانے میں یمن میں تھے۔) خط کا مضمون یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام تم پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

امابعد! اللہ تعالیٰ تمھیں اجر عظیم دے اور تمھیں صبر دے اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمھارے پاس رہیں مسرت اور خوشی تمھیں ملے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارا ایک بیٹا تم سے واپس لے لیا ہے۔ اس صدمے پر اللہ تمھیں اجر عظیم سے نوازے تمھارے لیے خدا کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہو، اگر تم نے اجر آخرت کی نیت سے صبر کیا۔ پس تم صبر کرو اور دیکھو تمھاری بے قراری اور بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آ سکتا اور نہ غم دور ہو سکتا ہے اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا۔ والسلام

بچے کی وفات پر جنت کی خوش خبری

۲۳۹۔ عَنْ قُرَّةَ ابْنِ اِيَاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ جَلَسَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ رَجُلٌ لَّهُ ابْنٌ صَغِيْرٌ يَاْتِيْهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهٖ فَيُقْعِدُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ يَّحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهٖ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ لَا اَرٰى فُلَانًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بُنَيُّهُ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ هَلَكَ فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ بُنَيِّهٖ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ هَلَكَ فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا فُلَانُ اَيُّمَا كَانَ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ تَتَمَتَّعَ بِهٖ عُمْرَكَ اَوْ لَا تَاْتِيْ اِلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهٗ قَدْ سَبَقَكَ اِلَيْهِ يَفْتَحُهٗ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بَلْ يَسْبِقُنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ قَالَ فَذَاكَ لَكَ۔ (ترغیب و ترهیب نحواله نسائی شریف)

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ جب نشست فرماتے تو آپ کے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے۔ ان بیٹھنے والوں میں ایک صاحب تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ یہ بچہ حضور ﷺ کے پاس آپ کی پشت کی جانب سے آتا تو آپ اس کو اپنے سامنے بٹھا لیتے۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا تو بچے کا باپ اس کے غم میں کچھ دنوں آپ کی مجلس میں نہ آیا تو نبی ﷺ نے پوچھا کہ وہ فلاں شخص کیوں نہیں آتا؟ کیا بات ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ان کا چھوٹا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہو گیا ہے (شاید اسی وجہ سے وہ نہیں آرہے ہیں) تو نبی ﷺ نے ان سے ملاقات کی اور بچے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انھوں نے بتایا کہ اس بچے کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ نے انھیں تسلی دی۔ پھر فرمایا: بتاؤ تمھیں کیا چیز پسند ہے؟ کیا یہ بات پسند ہے کہ وہ بچہ زندہ رہے یا یہ پسند ہے کہ وہ بچہ پہلے جائے اور جنت کا دروازہ تمھارے لیے کھولے اور جب تم پہنچو تو وہ تمھارا استقبال کرے۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی مجھے یہی پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت

میں جائے اور میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ بچہ اس لیے تمھاری زندگی میں مرا ہے، تاکہ وہ تمھارے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔

نبی سفر میں

۱۳۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَلَّفُ فِی الْمَسِیْرِ فَیُزْجِی الضَّعِیْفَ وَیُرْدِفُ وَیَدْعُوْلَھُمْ۔ (ابوداود)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں قافلے کے پیچھے رہتے تھے۔ کمزوروں کو چلاتے اور انھیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقا کے درمیان

۱۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا یَوْمَ بَدْرٍ کُلَّ ثَلَاثَۃٍ عَلٰی بَعِیْرٍ فَکَانَ اَبُوْلُبَابَۃَ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ زَمِیْلَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَا نَمْشِیْ عَنْكَ قَالَ فَکَانَتْ اِذَا جَاءَتْ عُقْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰی مِنِّیْ وَمَا اَنَا اَغْنٰی عَنِ الْاَجْرِ مِنْکُمَا۔ (مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر (سواریوں کی قلت تھی اس وجہ سے) ایک اونٹ پر تین آدمی سوار ہوتے تھے۔ ابولبابہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب نبی ﷺ کی باری پیدل چلنے کی آتی تو دونوں کہتے کہ آپ سوار ہو جائیں، ہم پیدل چلیں گے۔ نبی ﷺ فرماتے: تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو، اور میں تم دونوں سے زیادہ پیدل چلنے کے اجر کا طالب ہوں۔

دین کی راہ میں ایذا پر صبر

۱۳۳۔ عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ تَکَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ کَلِمَۃً فِیْھَا مَوْجِدَۃٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُقِرَّنِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَخْبَرْتُ بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَوَدِدْتُّ اَنِّی افْتَدَیْتُ مِنْھَا بِکُلِّ اَھْلٍ وَّمَالٍ فَقَالَ قَدْ اٰذَوْا مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ ثُمَّ اَخْبَرَ اَنَّ نَبِیًّا کَذَّبَہٗ قَوْمُہٗ وَشَجُّوْہُ حِیْنَ جَآءَ ھُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَقَالَ وَھُوَیَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْھِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ۔ (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے نبی ﷺ کی شان میں ایک ایسی بات کہی جس سے معلوم ہوتا تھا اسے نبی ﷺ پر غصہ ہے تو میں برداشت نہیں کر سکا اور جا کر نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو مجھے یہ بات پہنچانے پر بہت افسوس ہوا۔ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذا دی گئی اور انھوں نے صبر کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک نبی تھے جنھیں ان کی قوم نے جھٹلایا اور پتھر مار کر زخمی کر دیا تو اس نبی نے اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے کہا اے اللہ میری قوم کو معاف فرما دیجیے اس لیے کہ وہ نہیں جانتے ہیں۔

خطرات میں پیش پیش

quranurdu.com

۳۴۳۔ قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کُنَّا وَاللہِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِیْ بِہٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْ بِہٖ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا جب لڑائی ہوتی تو نبی ﷺ ہم سب کے آگے ہوتے اور ہم آپ کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے اور ہم میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا جو نبی ﷺ کے ساتھ ہوتا۔

تربیت کے لیے اظہار عیب

۳۴۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا یَعْرِفَانِ مِنْ دِیْنِنَا شَیْئًا۔ (بخاری۔ عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کو کچھ نہیں سمجھتے۔

تشریح:

تشریح: یعنی یہ دونوں آدمی نہ تو دین سیکھتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ اس دین کے کیا مطالبات اور کیا تقاضے ہیں۔ یہ دونوں شخص کون تھے ان کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ دونوں منافقین میں سے ہوں گے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نصح و خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ اجتماعی معاملات کے ذمہ دار لوگ اپنے وابستگان جماعت میں سے کسی کے خلاف اظہار رائے کریں تو یہ غیبت میں شمار نہ ہو گا۔ لیکن یہ راہ بہت پر خطر ہے اس میں بہت سنبھل کر قدم رکھنا ہو گا۔

رفقائے کار کے ساتھ صحیح تعلق

۳۴۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْکُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ۔ (ابوداود۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے کسی ساتھی کے بارے میں مجھے شکوہ و شکایت نہ پہنچائے کیونکہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں کے پاس اس سے اس حال میں آؤں کہ (کسی بھی شخص سے متعلق کسی قسم کی بدگمانی وغیرہ سے) میرا سینہ پاک وصاف ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بلا تحقیق کوئی کسی کے بارے میں آکر مجھ سے کچھ نہ کہے، اس لیے کہ میرے سب ساتھی میرے نزدیک ایک جیسے ہیں اور کسی کے بارے میں اگر کچھ مجھے بتایا جائے گا تو میرے دل پر اس کا اثر پڑے گا اور اس کے خلاف کسی نہ کسی درجے میں بدگمانی قائم ہو گی۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ بلا تحقیق بات پہنچانے سے آپ نے روکا ہے اور یہ چیز قرآن میں بصراحت بیان ہوئی ہے۔

کفار کے مقابلے میں سخت اور ساتھیوں پر مہربان

۳۴۶۔ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ مَاضَرَبَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَأَۃً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا یُجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَمَانِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللہِ فَیَنْتَقِمَ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ کسی بیوی کو مارا نہ کسی خادم کو اور نہ کسی اور کو۔ ہاں البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے دین کے دشمنوں کو ضرور مارا ہے اور آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی کہ آپ نے تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ لیا ہو، البتہ جب کوئی شخص اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تو خدا کی خاطر اس سے بدلہ لیتے (سزا دیتے)

معاملات کی صفائی

۳۴۷۔ عَنِ الْعَدَّاءِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ قَالَ كَتَبَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا هٰذَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا اَوْ اَمَةً لَا دَآءَ وَلَا غَآئِلَةَ خُبْثَةَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ۔ (ترمذی)

quranurdu.com

عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے ایک دستاویز لکھی کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے اللہ کے رسول محمد ﷺ سے ایک غلام خریدا ہے جس میں نہ تو کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی اخلاقی خرابی وخباثت ہے۔ ایک بیع ہے مسلمان کی مسلمان کے ہاتھ (جس میں کسی طرح کی دھوکے بازی نہیں کی گئی ہے)

۳۴۸۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِي السَّائِبِ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتَ شَرِيْكِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيْكٍ لَّا تُدَارِيْنِيْ وَلَا تُمَارِيْنِيْ۔ (ابوداود)

سائب بن ابی السائب نے کسی موقع پر حضور ﷺ سے کہا: ہم آپ جاہلیت کے زمانے میں شرکت میں کاروبار کرتے تھے لیکن آپ نے نہ تو کبھی دھوکہ بازی کی اور نہ جھگڑا کیا (جیسا کہ شراکت کے کاروبار میں لوگ عموماً اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں)

۳۴۹۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَعَا وَصِيْفَةً لَّهٗ اَوْ لَهَا فَاَبْطَاَتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِلَى الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِيْفَةَ تَلْعَبُ وَمَعَهٗ سِوَاكٌ فَقَالَ لَوْلَا خَشْيَةُ الْقَوْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَاَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ۔ (الادب المفرد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک خادمہ کو بلایا یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں یا نبی ﷺ کی۔ اس نے آپ کے پاس پہنچنے میں دیر لگائی۔ نبی ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے محسوس کر لیا تو وہ پردے کے قریب اٹھ کر گئیں اور خادمہ کو کھیلتے ہوئے پایا۔ غرض وہ خادمہ آئی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن تیرے بدلہ لینے کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو اس مسواک سے میں تجھے مارتا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔

تشریح: یہ غصہ آپ کی اپنی ذات کے لیے تھا کہ خادمہ آخر آواز دینے پر آئی کیوں نہیں اس حالت میں اگر اسے سزا دیتے تو قیامت کے دن باز پرس کا اندیشہ تھا اس لیے آپ نے سزا نہیں دی۔ اس سے پہلے وہ حدیث آچکی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو ظلماً ایک کوڑا مارے گا تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا اور اسی باب میں وہ حدیث آچکی ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔

حقوق العباد کی اہمیت

۳۵۰۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَھْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْہِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیَّ الْمُسْلِمِیْنَ اٰذَیْتُہٗ لَعَنْتُہٗ جَلَدْتُّہٗ فَاجْعَلْھَا لَہٗ صَلٰوۃً وَّزَکٰوۃً وَقُرْبَۃً تُقَرِّبُہٗ بِھَا اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (متفق علیہ۔ ابوھریرہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میں نے تجھ سے ایک وعدہ لیا ہے (قبولیت دعا کا وعدہ) جس کی تو ہر گز خلاف ورزی نہ کرے گا۔ میں انسان ہوں تو جس کسی مسلمان کو میں نے تکلیف دہ بات کہی ہو برا بھلا کہا ہو، اس پر لعنت کی ہو، اسے کوڑے مار دیے ہوں تو میرے فعل کو اس مظلوم کے لیے قیامت کے دن سبب رحمت و مغفرت اور ذریعہ قربت بنادے۔

تشریح: یہ ہے حقوق العباد کی اہمیت کہ اگر کسی کو بالفرض ناحق ایذا دی ہو، مارا ہو اور متعین طور پر معلوم نہیں کہ اس سے جاکر معافی مانگی جائے تو اس کے حق میں پیغمبر ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مظلومیت کو مغفرت کا ذریعہ بنادے۔

یہاں پر مرض الموت کا واقعہ سننے کے لائق ہے۔ آپ کو شدید بخار تھا، سر میں شدید درد تھا۔ درد کی شدت کی وجہ سے آپ نے سر پر رومال باندھ رکھا تھا۔ اسی حالت میں آپ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: مجھے مسجد لے چلو اور لوگوں کو جمع کرو۔ جب آپ آگئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر آپ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان سے جلد چلا جانے والا ہوں، بس جس شخص کی پیٹھ پر میں نے کوڑا مارا ہو تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے اس کو یہاں مجھ سے بدلہ لے لینا چاہیے۔ جس شخص کو میں نے ناحق برا بھلا کہا ہو تو میں یہاں موجود ہوں وہ اپنا بدلہ لے لے۔ جس شخص کا میرے ذمے کوئی مال ہو تو وہ مجھ سے وصول کرلے۔ میری طرف سے دشمنی کا اندیشہ نہ کرے (کہ میں بعد میں اس کی کسر نکالوں گا) اس لیے کہ یہ میری شان کے منافی ہے مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو مجھ سے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کرلے۔ یا پھر خوشی خوشی معاف کردے تاکہ میں اپنے رب کے پاس خوش خوش جاؤں۔ اے لوگو جس نے کسی کا حق دبالیا ہو تو وہ صاحب حق کو اس کا حق لوٹا دے اور دنیا میں رسوائی کا اندیشہ نہ کرے، ورنہ پھر آخرت کی رسوائی کے لیے تیار رہے جہاں کی رسوائی سے سخت اور شدید ہوگی۔

quranurdu.com

دورِ نبوت میں آپ کی معاشی حالت

۳۵۱۔ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَاَلْتُ سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ ھَلْ اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ فَقَالَ سَھْلٌ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ اِبْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ قَالَ فَقُلْتُ ھَلْ کَانَتْ لَکُمْ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِنْ حِیْنَ اِبْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ کُنْتُمْ تَاْکُلُوْنَ الشَّعِیْرَ غَیْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ کُنَّا نَطْحَنُہٗ وَنَنْفُخُہٗ فَیَطِیْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِیَ ثَرَّیْنَاہُ فَاَکَلْنَاہُ۔ (بخاری)

ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے کبھی میدہ (چھنا ہوا آٹا) کھایا تھا۔ سھل نے جواب دیا کہ آپ نے نبوت کے بعد سے زندگی بھر میدہ دیکھا نہیں۔ میں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے ہاں چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے نبوت کے بعد سے آخری دم تک چھلنی دیکھی ہی نہ تھی۔ میں نے پوچھا تو پھر آپ لوگ ان چھنے آٹے کو کیسے کھاتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم جَو کو پیستے اور آٹے کو منہ سے پھونک مارتے تھے۔ کچھ بھوسی اڑ جاتی اور بقیہ کی روٹی پکاتے اور کھالیتے تھے۔

تشریح: سوال یہ ہے کہ میدے کا آٹا آپ نے کیوں نہیں دیکھا؟ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کیوں نہیں کھائی؟ کیا آپ کو گیہوں نہیں ملتا تھا؟ بات دراصل یہ ہے کہ آپ سب کچھ حاصل کر سکتے تھے لیکن آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا، اس لیے کہ امت کو سادگی کی تعلیم دینی مقصود تھی اور عیش کوشی سے بچانا مد نظر تھا، اس لیے آپ نے ایسا کیا۔ نیز یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے کہ جو لوگ دین کا کام کرنے اٹھتے ہیں تو ان پر یہ مرحلہ بھی آتا ہے کہ انھیں اپنی زندگی کے معیار کو گرانا پڑتا ہے اور بھوک پیاس اور دوسرے امتحانوں سے گزرتا پڑتا ہے۔

۲۵۲۔ ذَکَرَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا اَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْیَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَظَلُّ الْیَوْمَ یَلْتَوِیْ مَا یَجِدُ دَقَلًا یَّمْلَاُ بِہٖ بَطْنَہٗ۔ (مسلم۔ نعمان بن بشیرؓ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بات یاد آئی کہ آج لوگوں کے پاس کتنی دولت اور جائداد ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ پورا دن گزر جاتا بھوک سے تڑپتے ہوئے، ردی کھجور بھی اس مقدار میں نہیں پاتے تھے کہ اس سے اپنی بھوک مٹا لیتے۔ (یہ حالت ہر زمانے میں حق کی دعوت دینے والوں کو پیش آسکتی ہے)۔

۲۵۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنْ کَانَ لَیَمُرُّ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَھِلَّۃُ مَا یُسْرَجُ فِیْ بَیْتِ اَحَدٍ مِّنْھُمْ سِرَاجٌ وَّلَا یُوْقَدُ فِیْہِ نَارٌ اِنْ وَّجَدُوْا زَیْتًا اِدَّھَنُوْا بِہٖ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے گھر والوں پر کئی مہینے اس حال میں گزر جاتے کہ ان میں سے کسی کے یہاں چراغ نہ جلتا اور نہ آگ جلانے کی نوبت آتی۔ اگر زیتون کا تیل مل جاتا تو سر پر لگا لیتے۔

تشریح: یہ اس زمانے کا حال بیان ہو رہا ہے جب کہ کفر و اسلام کی کشمکش برپا تھی۔ ساری توجہ دین کو بچانے میں لگی ہوئی تھی۔ صرف پانی اور کھجور پر گزارا کرنا پڑتا تھا، اور پیٹ بھر کر کھانے کو وسائل ہی میسر نہ تھے۔

۲۵۴۔ عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْأَلُہٗ فَجَعَلَ یَعْتَذِرُ اِلَیَّ وَاَنَا اَلُوْمُہٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَخَرَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَی ابْنَتِیْ وَھِیَ تَحْتَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ حَسَنَۃَ فَوَجَدْتُّ شُرَحْبِیْلَ فِی الْبَیْتِ فَقُلْتُ قَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ وَاَنْتَ فِی الْبَیْتِ وَجَعَلْتُ اَلُوْمُہٗ فَقَالَ یَا خَالَۃُ لَا تَلُوْمِیْنِیْ فَاِنَّہٗ کَانَ لِیْ فَاسْتَعَارَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ کُنْتُ اَلُوْمُہٗ مُنْذُ الْیَوْمِ وَھٰذَا شَاْنُہٗ وَلَا اَشْعُرُ شُرَحْبِیْلُ مَا کَانَ اِلَّا دِرْعٌ رَقَّعْنَاہُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی و بیہقی)

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ کچھ مال حاصل کروں لیکن آپ نے معذرت کر دی (اس پر میرا دل مطمئن نہیں ہوا اور میں نے آپ پر خفگی کا اظہار کیا)۔ جب نماز با جماعت کا وقت قریب آیا تو میں نکلی اور اپنی بیٹی کے یہاں گئی تو اس کے شوہر شرحبیل ابن حسنہ کو گھر میں پایا۔ میں نے کہا: نماز کا وقت ہو چکا ہے اور تم ابھی تک گھر میں ہو اور ان پر خفا ہوتی رہی تو انھوں نے کہا: اے خالہ آپ مجھے ملامت نہ کریں میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا وہ مجھ سے نبی ﷺ نے اپنے استعمال کے لیے عاریتاً لے لیا ہے (میرے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہے اس لیے میں مسجد نہیں گیا) میں نے کہا: میرے ماں باپ نبی ﷺ پر قربان میں آج ان پر خفا ہو رہی تھی اور ان کی اس حالت کا مجھے علم نہیں تھا۔ شرحبیل کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ہی پھٹا کُرتا تھا جس میں ہم نے پیوند لگا رکھا تھا۔

quranurdu.com

۳۵۵ـ نَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَفِيْ جَنْبِهٖ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔ (ترمذی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے، جب آپ اٹھے تو چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو میں ہم نے دیکھے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم آپ کے لیے کوئی گدا بنا دیں تو کیسا رہے گا؟ آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جس نے کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر تک آرام کیا پھر درخت اور درخت کے سائے کو چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا۔

تشریح: غالبا یہ اُس دور کا واقعہ ہے جب عرب میں کفر و اسلام کی کشمکش کا خاتمہ ہو چکا تھا جاہلیت اور جاہلی نظام کا چراغ بجھ چکا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار آچکا تھا۔ ایسی حالت میں آپ کی سادہ زندگی کا نمونہ بعد میں آنے والے امیتوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ یہ عارضی زندگی انھیں کس انداز میں بسر کرنی چاہیے۔

quranurdu.com

۳۵۶ـ رُوِیَ عَنْ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ رَثٍّ وَقَطِيْفَةٍ خَلِقَةٍ تُسَاوِيْ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ اَوْ تُسَاوِيْ۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک پھٹے پرانے کجاوے اور پرانی چادر میں حج کیا۔ اس چادر کی قیمت چار درہم رہی ہو گی یا چار درہم سے بھی کم۔

تشریح: یہ آخری حج (حجتہ الوداع) کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا حال بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک اسلام کے قبضے میں آچکا تھا۔

۳۵۷ـ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً۔ (بخاری۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ)

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ کوئی دینار نہ کوئی غلام، نہ باندی اور نہ کوئی چیز سوائے اس مادہ خچر کے جس کا رنگ سفید تھا، جس پر آپ سواری کرتے تھے اور بجز اپنے ہتھیار اور کچھ زمین کے اور اسے بھی آپ نے خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا۔

۳۵۸ـ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَّلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ وَمَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاكُلُهٗ ذُوْكَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دین کی دعوت دینے کے سلسلے میں جتنا خوف زدہ کیا گیا اتنا کسی اور کو کیا نہیں جا سکتا اور خدا کے دین کی راہ میں مجھے اتنی اذیتیں دی گئیں جو کسی دوسرے کو نہیں دی گئیں۔ تیس دن اور تیس راتیں ایسی گزری ہیں کہ میرے پاس اور میرے رفیقِ سفر بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی بھی کھانے کی چیز نہ تھی، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جس کو بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔

تشریح: غالباً یہ طائف کا دعوتی سفر ہے۔ اس سفر میں بہت سی مشکلات پیش آئی تھیں اس سفر میں آپ کے پاس سوائے تھوڑی سی کھجوروں کے اور کوئی غذائی سامان نہ تھا۔

اوپر خوف و حراس پیدا کرنے اور ایذا دینے کا ذکر ہے، دہشت انگیزی، ایذا کوشی اور بھوک سے اس راہ میں سابقہ پڑ تا ہے، یہی کچھ اس راہ میں ہمیشہ پیش آئے گا۔

۱۵۹۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَأَیْتُہٗ مُتَغَیِّرًا فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ مَالِیْ اَرَاكَ مُتَغَیِّرًا قَالَ مَا دَخَلَ جَوْفِیْ مَایَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ کَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ قَالَ فَذَهَبْتُ فَاِذَا یَهُوْدِیٌّ یَّسْقِیْ اِبِلًالَہٗ فَسَقَیْتُ لَہٗ عَلٰی کُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَۃٍ فَجَمَعْتُ تَمْرًا فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ لَكَ یَاکَعْبُ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّنِیْ یَاکَعْبُ قُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ نَعَمْ قَالَ اَنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مَعَادِنِہٖ وَاِنَّہٗ سَیُصِیْبُكَ بَلَآءٌ فَاَعِدَّ لَہٗ تَجْفَافًا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ اترا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا: میرا باپ آپ پر قربان، آپ پریشان کیوں ہیں؟ آپ نے بتایا کہ تین دن ہو گئے پیٹ میں ایک دانہ نہیں گیا ہے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھا تا کہ آپ کے لیے کچھ کھانے کا انتظام کروں۔ دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹوں کو ڈول سے پانی بھر بھر کر پلا رہا ہے۔ میں اس سے ہر ڈول پر ایک کھجور کا معاملہ کر کے ڈول بھرنے لگا۔ اس طرح میں نے بہت سی کھجوریں اکٹھی کیں۔ کھجوریں لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا آپ نے پوچھا: یہ تمھیں کہاں سے ملیں۔ میں نے واقعہ بتایا۔ تب نبی ﷺ نے پوچھا: اے کعب کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں آپ پر میرا باپ قربان ہو۔ آپ نے فرمایا: جو لوگ مجھے محبوب بناتے ہیں ان کی طرف فقر و فاقہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے، جتنا تیز سیلابی پانی ڈھلوان کی طرف بڑھتا ہے۔ اے کعب تمھیں بھی امتحان سے دوچار ہونا پڑے گا تو فقر و فاقے اور معاشی تنگی کا مقابلہ کرنے کے لیے ہتھیار فراہم کر لو۔

تشریح: اقتصادی مار اور معاشی تنگی کا مقابلہ جس ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے وہ ہے خدا کی محبت، آخرت کی فکر، حساب کتاب کے دن کی فکر، جہنم کا ڈر جنت کا شوق اور رب رحیم سے ملاقات کی بھڑکتی ہوئی تمنا اور ہمہ وقت بے چین رکھنے والی آرزو۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کی پیروی ذریعہ نجات

صحابہؓ کو نمونہ بناؤ۔

۱۶۰۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَیَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا اَفْضَلَ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَکَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰہُ لِصُحْبَۃِ نَبِیِّہٖ وَلِاِقَامَۃِ دِیْنِہٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰٓی اٰثَرِهِمْ وَتَمَسَّکُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِیَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ کَانُوْا عَلَی الْهُدَی الْمُسْتَقِیْمِ۔

(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۹۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص پیروی کرنا چاہے تو اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں، اس لیے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اس وقت تک اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے

quranurdu.com

اصحاب محمد ہیں۔ یہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے۔ وہ نیک دل تھے (ان کے دل اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مضبوطی سے قائم تھے) وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے۔ ان لوگوں کو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ پس اے مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو ان کے پیچھے چلو اور کے اخلاق و سیرت کو اپنے امکان بھر مضبوطی سے پکڑو اس لیے کہ یہ لوگ صراط مستقیم پر تھے خدا کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر تھے۔

تشریح: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لمبی عمر پائی اور زیادہ تر اصحاب نبی وفات پا چکے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ نبوت کا زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہے اتنا ہی لوگوں کے اندر خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور مختلف گروہ مختلف لوگوں کو اپنا پیشوا بنا رہے ہیں۔ اس لیے انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ اصحاب نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیروی کرو۔ اور ان کو اپنا مقتدی اور پیشوا بناؤ اور ان کی سیرت و اخلاق کو اپناؤ۔

quranurdu.com

ہر کام خدا کی خوشنودی کے لیے کرو

۲۶۱۔ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًى شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهٗ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَيْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ قَوْلِهٖ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُّهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِيْرِ وَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّیْ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ ثُمَّ جِئْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ وَاللهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ قَالَ فَاَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِیْ فَجَذَبَنِیْ اِلَيْهِ فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِیَّ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ موطا امام مالک)

ابو ادریس خولانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا وہاں میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کے دانت بہت زیادہ چمکدار اور سفید تھے اور بہت سے لوگ ان کے گرد بیٹھے تھے۔ یہ لوگ آپس میں بحث و مذاکرہ کرتے اور جب آراء میں اختلاف ہوتا تو شخص مذکورہ کی طرف رجوع کرتے اور جو کچھ وہ فرماتے اسے قبول کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہیں۔ مجھے بتایا گیا یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب دوسرا دن آیا تو میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لیے اول وقت مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے پہنچ چکے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے انتظار کیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے سامنے آیا اور انھیں سلام کیا۔ پھر میں نے کہا: بخدا میں اللہ کے لیے آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: ہاں کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: ہاں اللہ کے لیے۔ یہ بات انھوں نے دوبارہ کہی اور میں نے دوبارہ جواب دیا تو انھوں نے میری چادر پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور کہا: تمھیں بشارت ہو، میں نے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میں ان لوگوں سے لازماً محبت رکھتا ہوں جو محض میرے لیے آپس میں محبت رکھتے ہوں گے اور محض میرے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے اور میرے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہوں گے اور محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے۔

ایمان پر شیطانی حملہ

۳۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَہٗ رَجُل فَقَالَ اِنِّیْ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ بِالشَّیْءِ لَاَنْ اَکُوْنَ حُمَمَۃً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَکَلَّمَ بِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ۔ (ابوداود ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے جی میں اتنے برے برے خیالات آتے ہیں کہ ان کو زبان پر لانے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: شکر ہے اللہ کا جس نے مومن کے اس طرح کے خیالات کو وسوسے کی طرف پھیر دیا۔

تشریح: اس شخص کے دل میں ایمان اور اسلام کے خلاف باتیں آرہی تھیں اس لیے وہ پریشان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے مومن کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے شیطان اس طرح کی وسوسہ اندازیاں کرتا ہے تو شیطان تو اپنا کام ضرور کرے گا اور مومن کا کام یہ ہے کہ اس طرح کے خیالات جب آئیں تو ان سے اپنی توجہ کو ہٹانے کی کوشش کرے۔ برے خیالات کا آنا بری بات نہیں ہے وہ تو آئیں گے ہی البتہ برے خیالات کے لیے دل اور ذہن و دماغ کے دروازے کھولے رکھنا اور ان کی پرورش کرنا یہ بری بات ہے۔

quranurdu.com

برے خیالات کا دل میں گزر

۴۔ جَاءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْہُ اِنَّا نَجِدُ فِیْٓ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یُّتَکَلَّمَ بِہٖ فَقَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْہُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے کچھ صحابہؓ حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دلوں میں بعض اوقات اتنے برے خیالات آتے ہیں جنھیں ہم بیان نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا: کیا واقعی اس طرح کے خیالات آتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا: یہ تمھارے ایمان خالص کی دلیل ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ تمھارے دلوں میں برے خیالات کا آنا، اس بات کی دلیل ہے کہ تمھارے پاس ایمان کا خزانہ ہے۔ شیطان اس طرح وسوسہ اندازی کر کے اس خزانے کو لوٹ لینا چاہتا ہے تو یہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تمھیں اپنا کام کرنا ہے اور شیطان کو اپنا کام کرنا ہے۔ تم شیطانی وساوس سے پیہم کشاکش کرتے رہو، بس یہ کافی ہے۔

خدائی احکام آسان ہیں

۵۔ عَنْ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ رُقَیْقَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَۃٍ فَقَالَ فِیْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا۔ (مشکوۃ)

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ عورتوں کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دین اور دینی احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا تو آپ نے ہم سے عہد لیتے وقت فرمایا: جتنا تمھارے بس میں ہو اور جہاں تک تم سے ہو سکے۔ (دین کے فرائض پر عمل پیرا رہو، اور اپنی قوت سے استطاعت سے زیادہ خود پر بوجھ نہ ڈالو ورنہ تھک جاؤ گی) میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے اوپر مہربان ہو سکتے ہیں۔

تشریح: حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ و رسول ﷺ ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ و مہربان ہیں۔ ان کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات کبھی بھی ہماری استطاعت اور طاقت سے باہر ہو نہیں سکتی ہیں لہٰذا اس شرط اور قید کی کوئی خاص ضرورت نہیں ۔ یہ ہے اصحاب اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوچنے کا انداز۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کتنی سچی بات فرمائی تھی کہ یہ گہرا علم رکھنے والے لوگ تھے۔

نفاق کیا ہے؟

۳۶۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّهٖ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهٖ فَقَالَ كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری)

محمد بن زید کہتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ بادشاہ کی مجلس میں ہم کچھ اور کہتے ہیں اور وہاں سے ہٹنے کے بعد کچھ اور کہتے ہیں (تو کیسا ہے؟) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں اس عمل کو منافقت کہتے تھے۔

تشریح: سلطان سے بنو امیہ کی حکومت کے سربراہ مراد ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، یزید وغیرہ اموی بادشاہوں کے زمانے تک زندہ رہے، اموی دور حکومت پورے طور پر خلافت راشدہ کے ڈھنگ پر نہ تھا بہت کچھ بگاڑ آ چکا تھا۔

کھیل کود ایمان کے منافی عمل نہیں ہے

۳۶۶۔ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا۔ (مشکوۃ۔ قتادہ)

حضرت قتادہ (تابعی) کہتے ہیں، کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہنسی مذاق بھی کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ ہنستے تھے اور ایمان ان کے دلوں میں اتنی مضبوطی سے جما ہوا تھا جتنا پہاڑ مضبوط ہوتا ہے بلال بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو دن میں دوڑ میں مقابلہ کرتے دیکھا ہے اور انھیں ایک دوسرے سے ہنستے کھیلتے ہوئے بھی پایا ہے، لیکن جب رات ہوتی تو وہ راہب بن جاتے تھے۔

تشریح: عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کو نہ ہنسنا چاہیے اور نہ دوڑ میں مقابلہ یا اسی طرح کا کوئی اور تفریحی کام کرنا چاہیے کیونکہ اسے دنیا کا کام سمجھا جاتا ہے اسی لیے پوچھنے والوں نے یہ بات پوچھی۔ انھوں نے بتایا کہ ہنسنا اور دوڑ میں مقابلہ کرنا اور تیر اور نیزوں کی مشقیں یہ سب دنیا داری نہیں ہے بلکہ یہ دین کے کام ہیں۔ چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب کام دن میں کرتے تھے البتہ رات کی تاریکی میں وہ صرف اپنے خدا سے دعا و مناجات کرتے اور نوافل اور تلاوت میں مشغول ہوتے تھے دن کے یہ شہسوار اور غازی رات کو راہب بن جاتے تھے۔

quranurdu.com

غیرت حق

٣٦٧۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَزِّقِیْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِیْنَ وَکَانُوْا یَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَفِیْ مَجَالِسِهِمْ وَیَذْکُرُوْنَ اَمْرَجَاهِلِیَّتِهِمْ فَاِذَا اُرِیْدَ اَحَدٌ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِاللهِ دَارَتْ حَمَالِیْقُ حَمَالِیْقُ عَیْنَیْهِ کَاَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ۔ (الادب المفرد)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو بہ تکلف مردہ بنائے رکھتے تھے۔ وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے البتہ جب ان سے خدا کے دین کے سلسلے میں کوئی نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصے کی وجہ سے اس طرح ناچنے لگتیں جیسے کہ وہ پاگل ہو گئے ہوں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی طرح اپنے آپ کو لیے دیے نہیں رہتے تھے کہ نہ کسی کے پاس بیٹھیں اور ہر وقت مراقبے میں سر جھکائے پڑے رہیں، بلکہ وہ نہایت کشادہ ذہن کے لوگ تھے، ملتے جلتے تھے اور کسی گوشے میں بیٹھے نہیں رہتے تھے۔ موقع ہوتا تو وہ اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلیت کے دین اور اس کے طور وطریق اور خرابیوں کا ذکر کرتے البتہ ان کی سب سے زیادہ ابھری ہوئی صفت یہ تھی کہ وہ اپنے اندر دین کے لیے شدید غیرت اور محبت رکھتے تھے۔ وہ دین میں رواداری اور مداہنت سے ناآشنا لوگ تھے اگر کوئی خلاف حق بات کرانے کی خواہش کرتا یا مطالبہ کرتا تو اس وقت ان کا پارہ چڑھ جاتا، پتلیاں ناچنے لگتیں گویا کہ وہ دیوانے ہو گئے ہیں۔

صحابہ کی معاشرت

٣٦٨۔ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّیْخِ فَاِنْ کَانَتِ الْحَقَائِقُ کَانُوْا هُمُ الرِّجَالَ۔ (الادب المفرد)

بکر بن عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابی حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین (آپس میں مذاق کرتے ہوئے) خربوزے کے چھلکے ایک دوسرے پر پھینکتے تھے لیکن جب اسلام کی مدافعت کا موقع آتا تو یہ نہایت سنجیدہ ہو جاتے تھے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انسان تھے اور انسانوں کی طرح آپس میں کبھی خوش طبعی بھی کرتے تھے البتہ جب دین وملت کے دفاع اور حفاظت کا سوال سامنے آجاتا تو یہ لوگ نہایت درجہ سنجیدہ اور حد درجہ بہادر ہوتے۔

اتباع رسول

quranurdu.com

۳۶۹۔ شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا يَعْنِى بْنَ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اِلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَايُحْسِنُ يُصَلِّىْ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعَمُوْنَ اَنَّكَ لَايُحْسِنُ تُصَلِّىْ فَقَالَ اَمَّا اَنَا وَاللهِ فَاِنِّىْ كُنْتُ اُصَلِّىْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّىْ صَلٰوتَىِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِى الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِى الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ وَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَأَلَ عَنْهُ يُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا۔ (ترغیب)

اہل کوفہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو انھوں نے ان کو ہٹا کر ان کی جگہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیج دیا۔ اہل کوفہ نے ان کی بھی شکایت کی اور کہا کہ وہ ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے ابو اسحاق! (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بخدا میں انھیں اس طرح نماز پڑھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ پڑھایا کرتے تھے۔ میں مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہوں اور تیسری اور چوتھی رکعت ہلکی پڑھتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو اسحاق تمھارے بارے میں میرا گمان پہلے ہی سے یہ ہے کہ تم سنت کے مطابق نماز پڑھتے ہو اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ آدمیوں کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ جا کر عمار رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں اہل کوفہ سے پوچھیں ان لوگوں نے ہر مسجد میں جا کر دریافت کیا تو تمام لوگوں کو ان کی تعریف کرتے ہوئے پایا۔

۳۷۰۔ قَالَ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ نِ الْاُسَيْدِىُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ (ریاض الصالحین)

ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حریم اسیدی بہت اچھے آدمی ہیں اگر ان کے سر پر بڑے بڑے بال نہ ہوتے اور ان کا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا جب خریم کو حضور ﷺ کا یہ ارشاد معلوم ہوا تو انھوں نے استرا اٹھایا اور اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ کیا اور اس کے بعد اپنے تہہ بند کو نصف پنڈلی تک کر لیا۔

۳۷۱۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُنْتُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ اِذْلَا تَعْبُدُوْنَ اللهَ تَحْمِلُوْنَ الْكَلَّ وَتَفْعَلُوْنَ فِىْ اَمْوَالِكُمُ الْمَعْرُوْفَ وَتَفْعَلُوْنَ اِلَى ابْنِ السَّبِيْلِ حَتّٰى اِذَا مَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِنَبِيِّهٖ اَذًا اَنْتُمْ تُحْصِنُوْنَ اَمْوَالَكُمْ فِيْمَا يَأْكُلُ ابْنُ اٰدَمَ اَجْرٌ وَفِيْمَا يَأْكُلُ السَّبُعُ وَالطَّيْرُ اَجْرٌ قَالَ فَرَجَعَ الْقَوْمُ فَمَا مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا هَدَمَ مِنْ حَدِيْقَتِهٖ ثَلَاثِيْنَ بَابًا۔ (ترغیب و ترهيب بحواله حاكم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے محلے میں پہنچے بدھ کا دن تھا۔ وہاں حضور ﷺ نے فرمایا: اے گروہ انصار! لوگوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں ارشاد فرمائیں آپ نے ان سے کہا: جاہلیت کے زمانے میں جب تم لوگ (اللہ کی پرستش نہیں کرتے تھے) کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے تھے اپنا مال غریبوں کو دیتے تھے مسافروں کی مدد کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے

quranurdu.com

اسلام اور نبی ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق دی اور احسان فرمایا تو اب تم لوگ باغوں کی حفاظت کی خاطر ان کے گرد دیواریں اٹھاتے ہو۔ دیکھو کوئی آدمی تمھارے باغ کا پھل کھالے تو اس پر تمھیں اجر ملے گا اور درندے اور پرندے کھالیں تو اس پر بھی تم اجر کے مستحق ہوگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ بات سن کر لوگوں نے اپنے کھجور کے باغوں کے دروازے ڈھادیے۔ یہ تیس دروازے تھے جو ڈھائے گئے۔

۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْنِی الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِہٖ مَنْ ھُوَ اِلَیْہِ اَفْقَرُ مِنِّیْ قَالَ فَقَالَ خُذْہُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ ھٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَّ اَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْہُ فَتَمَوَّلْہُ فَاِنْ شِئْتَ فَکُلْہُ وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِہٖ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْہُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ فَلِاَ جْلِ ذٰلِكَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یَسْاَلُ اَحَدًا شَیْئًا اُعْطِیَہٗ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مجھے مال دیتے تو میں آپ سے عرض کرتا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہوں انھیں دے دیجیے۔ حضور ﷺ فرماتے کہ اس مال کو لے لو۔ جب تمھیں کچھ مال ملے اس طرح کہ تم نے مانگا بھی نہیں اور پانے کے متوقع بھی نہیں تھے تو اس طرح کے مال کو لے لیا کرو اور اسے ذخیرہ کرو۔ اگر تمھیں ضرورت ہو تو استعمال کرو اور جی چاہے تو اس کو صدقہ کرو اور جو مال تمھیں نہ ملے اس کی حرص بھی مت کرو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے والد صاحب کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور کوئی بے طلب دیتا تھا تو اسے واپس نہیں کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر طلب اور بغیر لالچ کے کوئی مال ملے تو انکار نہ کرنا چاہیے اور اگر اس بات کی توقع اور دل میں خواہش ہو کہ فلاں مجھے مال دے تو ایسی صورت میں اگر اس کی طرف سے مال آئے تو نہیں لینا چاہیے۔

بچوں کو سلام

۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ وَقَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ۔ (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہما جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے اور فرماتے کہ نبی ﷺ بچوں کو سلام کرتے تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَاْتِیْ شَجَرَۃً بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَیَقِیْلُ تَحْتَھَا وَیُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ (ترغیب)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں راوی کا بیان ہے کہ وہ مکہ مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچتے تو اس کے نیچے قیلولہ فرماتے اور لوگوں کو بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔

تشریح: ایسا نہیں تھا کہ وہ باقاعدہ طور پر دن کو وہاں پہنچتے تو درخت کے نیچے آرام فرماتے، بلکہ اگر دورانِ سفر وہاں سے گزرتے تو تھوڑی دیر کے لیے درخت کے نیچے آرام فرماتے۔ وہ محبت رسول ﷺ کی وجہ سے ایسا کرتے اور محبت جیسا کہ سب معلوم ہے عقل سے اونچی شے ہے۔

۳۷۵۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ فِيْ سَفَرٍ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَ عَنْهُ فَسُئِلَ عَنْهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ هٰذَا فَفَعَلْتُ۔ (ترغیب حدیث نمبر ۴۵ مسند احمد)

مشہور تابعی حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ جب ایک مقام پر ہم لوگ پہنچے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک طرف کو مڑ کر چلے گئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

۳۷۶۔ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا كَانَ حِيْنَ رَاحَ رُحْتُ مَعَهُ حَتّٰى اَتَى الْاِمَامُ فَصَلّٰى مَعَهُ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرَ ثُمَّ وَقَفَ وَاَنَا وَاَصْحَابٌ لِّيْ حَتّٰى اَفَاضَ الْاِمَامُ فَاَفَضْنَا مَعَهُ حَتَّى انْتَهٰى اِلَى الْمَضِيْقِ دُوْنَ الْمَاْزِمَيْنِ فَاَنَاخَ وَاَنَخْنَا وَنَحْنُ نَحْسِبُ اَنَّهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّصَلِّيَ فَقَالَ غُلَامُهُ الَّذِيْ يُمْسِكُ رَاحِلَتَهُ اَنَّهُ لَيْسَ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ وَلٰكِنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهٰى اِلٰى هٰذَا الْمَكَانِ قَضٰى حَاجَتَهُ فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّقْضِيَ حَاجَتَهُ۔ (ترغیب حدیث نمبر ۴۶ مسند احمد)

مشہور تابعی ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ جب وہ سہ پہر کو مسجد نمرہ میں گئے تو میں بھی ساتھ ہولیا، یہاں تک کہ امام آیا اور انھوں نے امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھی۔ پھر عرفات میں ہم سب لوگ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر الحج مزدلفہ کے لیے روانہ ہوا، تو اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک تنگ درّے پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پہنچے تو وہاں انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور ہم لوگوں نے بھی اپنی اونٹیاں بٹھا دیں۔ ہمیں خیال ہوا کہ وہ یہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے خادم نے جو ان کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا، کہا: ان کا ارادہ یہاں پر نماز پڑھنے کا نہیں ہے، بلکہ انھیں وہ واقعہ یاد آیا ہے کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنے سفر حج میں جب اس جگہ پہنچے تھے تو اونٹنی کو روک کر قضائے حاجت کو تشریف لے گئے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی محبت میں ایسا کرنا چاہتے ہیں۔

۳۷۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُشَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَاِنَّهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ فَاَدْخَلْتُ يَدِيْ فِيْ قَمِيْصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَاَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ فِيْ شِتَآءٍ وَلَا صَيْفٍ اِلَّا مُطْلَقِي الْاَزْرَارِ۔ (ابن ماجه، ابن حبان، ترغیب)

حضرت عروہ بن عبد اللہ کہتے ہیں: مجھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرۃ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ میں (قرۃ) قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگ آپ پر ایمان لائے۔ اس وقت حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پیراہن کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ (قرہ کہتے ہیں کہ) میں نے اپنا ہاتھ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے کرتے کے اندر لے گیا اور مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے معاویہ اور ان کے لڑکے کو میں نے ہمیشہ اس حال میں پایا کہ ان کے بٹن کھلے رہتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں بھی اور گرمی کے موسم میں بھی۔

تشریح: یہ حدیث بتاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے طریقوں کی کتنی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے۔ وہ منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تھے انھیں صرف اس سے غرض تھی کہ ان کا محبوب کیا کرتا ہے ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ آدمی کے بٹن کسی وقت کھلے رہتے ہیں اور کسی وقت بند رہتے ہیں۔ مشہور شاعر جگر مراد آبادی نے اس مفہوم کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہے۔

دیکھنا پڑتا ہے انداز نگاہ یار کو

quranurdu.com

۳۷۸- عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ مَحْلُوْلًا اَزْرَارُهُ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔ (ترغیب نمبر ۷۳ صحیح ابن خزیمہ)

زید بن اسلم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کے کرتے کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

quranurdu.com

رفقائے سفر کی خدمت

۳۷۹- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ فَقُلْتُ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰلَيْتُ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهُ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جریر بن عبد اللہ بجلّی کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ سفر کے دوران وہ میری خدمت کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسا نہ کریں۔ انھوں نے جواب دیا: میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے دیکھا ہے اس لیے میں نے قسم کھالی ہے کہ انصار میں سے جس کے ساتھ سفر کروں گا اس کی خدمت کروں گا۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

۳۸۰- عَنْ اَبِيْ عَزِيْزِ بْنِ عُمَيْرٍ اَخِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْاُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا وَكُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَكَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَآءَ هُمْ اَكَلُوا التَّمْرَ وَاَطْعَمُوْنِيَ الْخُبْزَ بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (معجم طبرانی)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابو عزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔ میں انصار کے کچھ لوگوں کے یہاں تھا تو ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ دوپہر اور شام کا کھانا جب لاتے تو خود کھجور کھالیتے اور مجھے روٹی کھلاتے کیونکہ ان کو نبی ﷺ نے قیدیوں سے اچھے برتاو کی وصیت کی تھی۔

اطاعت رسول

۳۸۱- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے مکہ کو روانہ ہوئے، یہاں تک کہ کراع الغمیم پر پہنچ گئے اور نبی ﷺ اور تمام مجاہدین روزے سے تھے۔ جب اس مذکورہ مقام پر پہنچے تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا۔ پھر اس کو اونچا اٹھایا یہاں تک

کہ لوگوں نے وہ پیالہ دیکھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے پانی پی کر روزہ توڑ دیا (کیونکہ مسافر تھے اور جہاد کی مہم در پیش تھی) بعد میں آپ کو اطلاع دی گئی کہ بعض لوگ روزے سے ہیں، انھوں نے اپنا روزہ نہیں توڑا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ نافرمان ہیں۔

تشریح: قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے کہ جو لوگ رمضان میں سفر کی حالت میں ہوں وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کر لیں اور یہ سفر رمضان میں ہوا تھا اور چونکہ یہ کوئی عام تجارتی سفر نہیں تھا بلکہ اہل ایمان مکہ کو فتح کرنے اور کفار سے لڑنے نکلے تھے۔ اگر روزہ نہ توڑتے تو جہاد و قتال پر ناخوشگوار اثر پڑ سکتا تھا، اس لیے حضور ﷺ نے قصداً روزہ توڑا اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ آپ نے روزہ توڑ دیا ہے، پھر روزہ رکھنے کے کیا معنی؟ یہ تو نبی ﷺ کی خلاف ورزی ہوئی اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: کہ یہ لوگ نافرمان ہیں۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اصل چیز رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ سنت سے ہٹ کر کوئی شخص چاہے کتنی ہی زیادہ عبادت کرے اس کا خدا کے یہاں کوئی وزن نہیں ہے۔

quranurdu.com

۳۸۲ـ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَحِیْنَ بَلَغَنَااِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَمَرْتَنَااَنْ نُخِیْضَھَا الْبَحْرَ لَاَ خَضْنَا ھَاوَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَھَااِلٰی بِرْکِ الْغُمَادِ لَفَعَلْنَا۔

(مسلم۔ انس رضی اللہ عنہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ جدید اسلحے اور غذائی رسد کے ساتھ شام سے مکہ کے لیے چل پڑا ہے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو سعد بن عبادہ اٹھے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں گھسنے کا حکم دیں گے۔ تو ہم سمندر میں گھس جائیں گے اور اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ دشمن سے لڑنے کے لیے برک الغماد (ایک مقام ہے مدینہ سے بہت دور) تک جاؤ تو ہم بخوشی جائیں گے۔"

۳۸۳ـ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَھَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ لَقَدْ شَھِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَشْھَدًا لَاَنْ اَکُوْنَ اَنَا صَاحِبَہٗ اَحَبُّ اَلَیَّ مِمَّا عُدِلَ بِہٖ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَیَدْعُوْاعَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ لَانَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاوَلٰکِنْ نُقَاتِلُ عَنْ یَمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ وَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْکَ وَمِنْ خَلْفِکَ فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْھُہٗ وَسَرَّہٗ ذَاکَ۔ (مسند احمد)

حضرت طارق بن شہاب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے کہ کاش وہ کارنامہ مجھ سے انجام پاتا جو اس جیسے ہر دوسرے کام سے مجھے عزیز تھا۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت جب کہ آپ لوگوں کو مشرکین مکہ سے لڑنے کی دعوت دے رہے تھے، تو اس وقت مقداد نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہم لوگ آپ سے اس طرح نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ: "اے موسیٰ! تم اور تمھارا رب جاکے لڑو نہیں!" بلکہ ہم آپ کے دائیں ہو کر جنگ کریں گے بائیں طرف سے لڑیں گے۔ آپ کے آگے ہو کر ان سے لڑیں گے، آپ کے پیچھے رہ کر ان سے لڑیں گے۔ جب مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا تھا۔

تشریح: مشرکین سے لڑنے کی دعوت کا جو واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ جنگ بدر کا ہے۔ پہلے آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا چالیس نفری قافلہ جدید فوجی سامان اور رسد کے ساتھ شام سے آرہا ہے۔ ابھی آپ اس کو روکنے کے سلسلے میں مشورہ کر ہی رہے تھے کہ اچانک یہ اطلاع ملی کہ مکہ

کے مشرکین کی ایک ہزار فوج اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے کے لیے چل پڑی ہے۔ مذکورہ بالا بات جو مقداد بن اسود نے کہی اسی موقعے کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بھگوڑی ذہنیت نہیں رکھتے ہم آپ کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے اور ہر طرح کی جان نثاری کے لیے تیار رہیں گے ہر طرح کا ثبوت پیش کریں گے۔

تجدید ایمان کی دعوت

۳۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللہِ بْنُ رَوَاحَةَ لَقِیَ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَالَ نُؤْ مِنْ بِرَبِّنَا سَاعَةً فَقَالَ ذَاتَ یَوْمٍ لِرَجُلٍ فَغَضِبَ الرَّجُلُ فَجَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَرٰی اِلَی ابْنِ رَوَاحَةَ یَرْغَبُ اِیْمَانِكَ اِلٰی اِیْمَانِ سَاعَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللہُ ابْنَ رَوَاحَةَ اِنَّهٗ یُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِیْ تَتَبَاهٰی بِهَا الْمَلَآئِكَةُ۔ (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کسی سے ملتے تو فرماتے کہ آؤ تھوڑی دیر ہم اپنے رب پر ایمان لائیں۔ ایک دن انھوں نے کسی آدمی سے یہی جملہ کہا تو وہ بہت غضبناک ہوا، حضور ﷺ کے پاس آکر بطور شکایت کہا: اے اللہ رسول ذرا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھیے یہ لوگوں کو زندگی بھر ایمان رکھنے کے بجائے تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ دینی اجتماع کی تم کو دعوت دے رہے تھے انھیں ان مجالس سے محبت ہے جن پر ملائکہ فخر کرتے ہیں۔

تشریح: عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آؤ! تھوڑی دیر بیٹھ کر ہم اپنے رب پر ایمان کو تازہ کریں جس کی شکل یہ ہے کہ خدا کا ذکر کیا جائے، اس کی احسانات یاد کیے جائیں، دینی معلومات بڑھائیں دوسرے لفظوں میں دینی اجتماع کریں جس میں خدا اور رسول ﷺ کی باتیں پڑھی پڑھائی جائیں مگر وہ شخص عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا اور حضور ﷺ سے شکایت کی۔ آپ نے اسے بتایا کہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بات کا کیا مطلب ہے۔

یہاں ایک اور بات ہے جس پر غور کرنا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس آدمی نے حضور ﷺ سے جاکر کیا شکایت کی؟ کیا یہ کہا کہ دیکھیے یہ صاف سیدھی زبان استعمال کرنے کے بجائے اشاراتی زبان میں بات کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ کہا کہ حضور ﷺ کی ایمانی دعوت تو ہمہ وقتی ہے، زندگی بھر مومن بنے رہنے کی دعوت ہے اور یہ تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں، یہ ایک نئی اور انوکھی دعوت دے رہے ہیں۔ دیکھیے! اس دور کا معمولی مسلمان بھی اس حقیقت سے باخبر اور اس کے لیے غیرت مند تھا کہ نبی ﷺ کی دعوت ہمہ وقتی تھی زندگی بھر کی تھی۔۔۔۔ معمولی مسلمان اس دور کے مسلمانوں کے لحاظ سے میں نے کہا ہے، ورنہ ہمارے لحاظ سے تو ان میں سے ہر ایک صحابی شہری ہو یا دیہاتی ہمارا امام اور پیشوا ہے، اللہ ان سے راضی ہو۔

دینی اجتماع کی عظمت

quranurdu.com

۳۸۵۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ اللهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا اللهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ۔ (مسلم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے پاس آئے۔ یہ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور اس طرح ہم پر احسان کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا بخدا تم اسی کام سے یہاں بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہاں بخدا ہم یہاں اسی لیے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو قسم اس وجہ سے نہیں دلائی کہ میں تمھیں جھوٹا سمجھتا ہوں، بلکہ جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس آئے اور انھوں نے بتایا کہ اللہ تبارک و تعالی ملائکہ کی مجلس میں تم پر فخر کرتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں اور یہ لفظ قرآن اور حدیث دونوں میں جامع لفظ کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔ اس میں ذکر و دعا اور ادو وظائف بھی شامل ہیں اور دین سیکھنے سکھانے اور دینی دعوت کو بڑھانے اور اس متعلق سارے کام ذکر اللہ کی فہرست میں داخل ہیں اس حدیث میں ذکر کی تشریح آگے والا جملہ کر رہا ہے یعنی یہ بیٹھے ہوئے خدا کے احسانات اور اس کے فضل و عنایت کا چرچا کر رہے تھے کہ ہم لوگ اس نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ خدا کی بندگی کا صحیح راستہ کیا ہے۔ اس نے ہم پر فضل فرمایا کہ ہمیں میں سے ایک آدمی کے ذریعے اپنا دین بھیجا اور پھر ہم پر مزید کرم یہ ہوا کہ ہم کو ایمان لانے کی توفیق بخشی۔

ملائکہ کی محفل میں تم پر فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی ان سے کہتا ہے کہ دیکھو! ہمارے یہ بندے ہم کو یاد کرتے ہیں دینی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھو اور ان کی دینی فکر کو دیکھو، یہ اپنے دنیا کے کاروبار اور مشغولیات چھوڑ کر یہ کچھ کر رہے ہیں۔

quranurdu.com

تبلیغ اور شوق علم

۳۸۶۔ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَيْسَ كُلُّنَا كَانَ يَسْمَعُ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانَتْ لَنَا ضَيْعَةٌ وَّاَشْغَالٌ وَّلٰكِنْ كَانَ النَّاسُ لَا يَكْذِبُوْنَ فَيُحَدِّثُ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص نبی ﷺ کی باتیں نہیں سنتا تھا، اس لیے کہ ہمارے پاس زمین و جائداد تھی جس میں مشغول رہتے تھے البتہ جو لوگ نبی ﷺ کی بات سنتے وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس طرح نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کی باتیں سننے والے، ان لوگوں کو بتا دیا کرتے جو وہاں موجود نہ ہوتے (ان میں دین سیکھنے کی پیاس تھی اور ان میں دین سکھانے کی تڑپ تھی)

جھوٹے کی بات پر اعتماد نہ کرنا

۳۸۷۔ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَ بِحَدِيْثٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَّمْ يَكْذِبْ وَاللهِ مَا كُنَّا نَكْذِبُ وَلَا نَدْرِيْ مَا الْكِذْبُ۔

حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی ان سے ایک آدمی نے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! یا یہ فرمایا کہ مجھ سے یہ حدیث اس شخص نے بیان کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔ بخدا ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لوگ حدیثوں کے بیان کرنے میں کس درجہ احتیاط کرتے تھے۔ وہ کبھی جھوٹی روایت نہیں کرتے تھے اور سننے والے بھی پوری تحقیق کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ جھوٹ بولتے ہوں ان سے سنی ہوئی بات پر یقین نہ کرنا چاہیے اور نہ ان کی بات کو سچ سمجھ کر دوسرے لوگوں سے بیان کرنا چاہیے۔

خواتین میں دین کا شوق

۳۸۸۔ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ قَالَ اِجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَيْنِ۔ (متفق علیہ)

ایک خاتون نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول آپ کی ساری تعلیم و تربیت تو مردوں کے حصے میں آگئی (یعنی مرد حضرات تو آپ سے احکامات الٰہی سیکھتے رہتے ہیں مگر ہم خواتین اپنے گھریلو کام کاج کی وجہ سے تعلیمات دین نہیں سیکھ پاتیں اس لیے) ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرمائیں جس میں آپ ہمیں اللہ کی ہدایات سے واقف کرائیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: فلاں دن تم سب اکٹھی ہو جانا چنانچہ وہ جمع ہوئیں اور نبی ﷺ نے انھیں اللہ کی باتیں بتائیں اور اس میں یہ بھی بتایا کہ جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو یہ بچے اس کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے پوچھا: اگر کسی کے دو بچے مرے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: دو بچوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

تشریح: یہ نمونہ اور شوق ہے نبی ﷺ کے زمانے کی عورتوں کا۔ انھیں دین سیکھنے کی فکر تھی۔ اس لیے انھوں نے ایک خاتون کا اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ دین جس طرح مردوں کے لیے ہے اسی طرح ہمارے لیے بھی آیا ہے اور مردوں کی نیکی اور دین داری عورتوں کو اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتی اور یہ کہ ہر ایک سے الگ الگ پوچھ ہوگی۔ نہ مرد عورتوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور نہ عورتیں مردوں کا۔

زبان کی حفاظت

۳۸۹۔ اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ لَكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِى الْمَوَارِدَ۔ (مشکوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچے اور دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ اللہ آپ کی مغفرت کرے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اس زبان نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا۔

quranurdu.com

تشریح: زبان سے بہت زیادہ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں کسی کی غیبت ہو جاتی ہے کبھی ناشائستہ الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں غرض زبان اس معاملے میں بہت زیادہ بے باک واقع ہوئی ہے بہت زیادہ غلطیوں کا صدور اسی زبان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اگر آدمی کے دل میں ایمان ہو تو اس پر بہت زیادہ پچھتاتا ہے۔ کچھ ایسی قلبی کیفیات میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو وہ سزا دے رہے تھے، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

گالی دینا مومن کو زیبا نہیں

٣٩٠۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَهُوَ یَلْعَنُ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَاَعْتَقَ اَبُوْبَكْرٍ یَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَآ اَعُوْدُ۔ (مشکوۃ)

quranurdu.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن اس وقت پہنچے جب وہ اپنے کچھ غلاموں پر لعن طعن کر رہے تھے۔ حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: صدیق ہو کر لعن طعن؟ یعنی یہ حرکت تمھاری صدیقیت سے میل نہیں کھاتی) قسم ہے رب کعبہ کی! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ صدیق کا لقب پانے والا مومن لعنت کرے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جن پر لعن طعن کر رہے تھے پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: توبہ کرتا ہوں اب مجھ سے یہ غلطی پھر نہ ہو گی۔

باہم سلام کرنا

٣٩١۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتُفَرِّقُ بَیْنَنَا شَجَرَةٌ فَاِذَا الْتَقَیْنَا یُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو دو آدمیوں کے درمیان ایک درخت بھی حائل ہو جاتا تو پھر وہ ملتے تو سلام کا تبادلہ کرتے۔

عفوودرگزر

٣٩٢۔ قَدِمَ عُیَیْنَهُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِیْهِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْهِمْ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابِ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلاً كَانُوْا اَوْ شُبَّابًا فَقَالَ عُیَیْنَةُ لِاَبْنِ اَخِیْهِ یَابْنَ اَخِیْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِیْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَیْهِ فَاسْتَاْذَنَ الْحُرُّ لِعُیَیْنَةَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ قَالَ هِیْ یَابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ یُّوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِیِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِیْنَ وَاللهِ مَا جَاوَزَهَا عَلَیْهِ عُمَرُ حِیْنَ تَلَاهَا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى۔ (بخاری۔ ابن عباس)

عیینہ بن حصن ایک دفعہ اپنے بھتیجے حربن قیس کے مہمان ہوئے۔ حربن قیس ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ قرب حاصل تھا۔ قرآن کے علما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور ان کے مشیر تھے خواہ وہ ادھیڑ عمر کے لوگ ہوں خواہ جوان ہوں، (حربن قیس قرآن کے علما میں سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے) عیینہ نے اپنے بھتیجے (حربن قیس) سے کہا کہ اے بھتیجے! تمھیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل ہے تو میرے لیے ان سے باریابی کی اجازت طلب کرو۔ حر نے اپنے چچا کے لیے ملاقات کی اجازت طلب کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ جب عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے دوران گفتگو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تم بخدا ہم کو زیادہ مال نہیں دیتے، اور نہ ہمارے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور عیینہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا تو حربن قیس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (الاعراف ۷:۱۹۹)

عفو و درگزر کی روش اختیار کرو نیکی اور احسان کا حکم دو اور جہالت برتنے والوں کی جہالت کو نظر انداز کر دو۔

حربن قیس نے یہ آیت سنانے کے بعد کہا کہ یہ صاحب جاہل آدمی ہیں لہٰذا انھیں معاف کر دیجیے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معاف کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر جھکا دینے والے انسان تھے۔

اللہ کو مخلص مومن کی ناقدری گوارا نہیں ہے

۲۹۳۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِى الْقُوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَّشْكُوْنِىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ خَالِدٌ وَّهُوَ يَشْكُوْنِىْ اِلَى النَّبِىِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَّالنَّبِىُّ لَا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَىْءٌ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنْ رِضٰى عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِىَ فَرَضِىَ۔ (مشکوۃ)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے انھیں سخت سست کہہ دیا تو عمار رضی اللہ عنہ میری شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔ پیچھے سے خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انھوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کرتے ہوئے سن لیا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں انھوں نے سخت سست کہنا شروع کیا اور برابر ان کی سخت کلامی بڑھتی گئی اور نبی ﷺ خاموش تھے کچھ نہیں کہہ رہے تھے تو عمار رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ خالد کو نہیں دیکھتے؟ (کہ کس طرح میری بے عزتی کر رہے ہیں) تب نبی ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمار سے دشمنی کرے گا اللہ اس کا دشمن ہو گا اور جو عمار سے بغض رکھے گا تو خدا اس سے بغض رکھے گا۔

quranurdu.com

خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر میں مجلس سے باہر نکلا تو سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک یہ تھی کہ کسی طرح عمار مجھ سے خوش ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے ان سے اپنی سخت کلامی کی معافی مانگی۔ انھوں نے معاف کر دیا اور خوش ہو گئے۔

عفو درگزر کی تعلیم

۳۹۴۔ اِنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَرَدَّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَلَحِقَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ کَانَ مَعَكَ یَرُدُّ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَیْہِ وَقَعَ الشَّیْطَانُ۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ نبی ﷺ بھی وہاں بیٹھے تھے اور تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے۔ جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک آدھ بات کا جواب دے دیا۔ تب نبی ﷺ کو غصہ آگیا اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ سے جا ملے اور کہا اے اللہ کے رسول آپ کی موجودگی میں وہ مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا آپ مسکرا رہے تھے۔ لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ غصہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا جب وہ گالی دے رہا تھا تو تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمھاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔

quranurdu.com

صبر

۳۹۵۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ ابْنٌ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَشْتَکِیْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَۃَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَۃَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِیْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ۔۔۔۔وَہِیَ اُمُّ الصَّبِیِّ مَا کَانَ فَقَرَّبَتْ لَہُ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰی ثُمَّ اَصَابَ مِنْھَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِیَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ مَاتَ ابْنُ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ فَقَالَتْ لِاَھْلِھَا لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَۃَ بِابْنِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُہٗ فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْہِ عَشَآءً فَاَکَلَ وَشَرِبَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَہٗ اَحْسَنَ مَاکَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِھَا فَلَمَّا اِنْ رَّأَتْ اَنَّہٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْھَا قَالَتْ یَا اَبَا طَلْحَۃَ اَرَأَیْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِیَتَھُمْ اَھْلَ بَیْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِیَتَھُمْ أَلَھُمْ اَنْ یَّمْنَعُوْھُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ۔ (ریاض الصالحین۔ باب الصبر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ بیمار تھا اس دوران میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سفر پر گئے اور ادھر بچہ وفات پا گیا۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آئے تو انھوں نے پوچھا کہ میرے بچے کا کیا حال ہے؟ تو بچے کی ماں ام سلیم نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ پر سکون ہے۔ پھر انھوں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا چنا، انھوں نے کھایا اور پھر ام سلیم کے پاس رہے۔ پھر انھوں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لے جایئے بچے کو دفن کیجیے (امام بخاری کی روایت میں اتنا ہی ہے) امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ جو ام

سلیم سے پیدا ہوا تھا، مر گیا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سفر پر تھے۔ ام سلیم نے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ابو طلحہ کو بچے کی وفات کی خبر مت دینا، میں خود دوں گی۔ جب وہ آئے تو سب سے پہلے ان کے سامنے رات کو کھانا چنا۔ انھوں نے کھایا۔ ام سلیم نے بناؤ سنگار کیا، پہلے سے زیادہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ جب وہ پر سکون حالت میں ہوئے تب ان کی اہلیہ نے کہا: ذرا بتایئے! اگر کچھ لوگوں نے کسی کو کوئی چیز بطور ادھار دی ہو، اور وہ اپنی ادھار دی ہوئی چیز کا مطالبہ کریں تو کیا ان لوگوں کو حق ہے کہ انکار کر دیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں ان کو ادھار کی چیز کو روک رکھنے کا اختیار نہیں ہے۔ تب ام سلیم نے کہا کہ آپ کا بچہ جو آپ کے پاس امانت تھا، اللہ نے لے لیا ہے آپ کو چاہیے کہ صبر کریں تاکہ آخرت میں اجر کے مستحق ہوں۔

آداب مجلس

۲۹۶۔ عِنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِىْ۔ (ابوداود)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں ہر شخص کا معمول تھا کہ جب حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچتا تو سب کے پیچھے بیٹھ جاتا۔ (ہم میں سے کوئی بھی یہ حرکت نہ کرتا کہ آتا تو دیر سے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضور ﷺ کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا)۔

عہد کی پابندی

۲۹۷۔ عِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا ثُمَّ يَجِىْءُ قَوْمٌ يَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ وَكَانَ اَصْحَابُنَا يَضْرِبُوْنَا وَنَحْنُ صِبْيَانٌ عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ۔ (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ)۔ پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین)۔ آپ نے یہ بات تین چار بار دہرائی۔ پھر کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے سبقت لے جائے گی اور ان کی قسم گواہی پر سبقت لے جائے گی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے سرپرست حضرات ہم بچوں کو جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور عہد کر کے پورا نہ کرنے پر مارتے تھے مطلب یہ کہ بعد کے لوگوں کی نظر میں گواہی اور عہد کی کوئی قدر و قیمت نہ رہ جائے گی جھوٹی گواہی دیں گے عہد کو پورا نہ کریں گے۔

سادگی

۲۹۸۔ عَنْ عَبْدِ الرُّوْمِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ طَلْقٍ فَقُلْتُ مَا اَقْصَرَ سَقْفَ بَيْتِكِ هٰذَا قَالَتْ يَا بُنَىَّ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنْ لَّا يُطِيْلُوْا بِنَآءَكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ شَرِّ اَيَّامِكُمْ۔ (الادب المفرد)

quranurdu.com

عبدالرومی کہتے ہیں کہ میں ام طلق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان کے گھر کی چھتیں بہت نیچی تھیں۔ میں نے کہا: آپ کے اس گھر کی چھت کتنی نیچی ہے۔ انھوں نے کہا: بیٹے! امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ ہدایت لکھ کر بھیجی تھی کہ تم لوگ اونچی عمارتیں نہ بنانا اس لیے کہ اگر ایسا کروگے تو وہ برا دور ہوگا۔

تشریح: یعنی دولت کی نمائش، شان دار اونچی عمارتوں کی صورت میں کی جائے گی۔ ظاہر ہے یہ امت کی دنیا پرستی کا دور ہوگا، آخرت پسندی کا دور ہوگا، آخرت پسندی کا رجحان مرچکا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امت کی اسی دینی پستی کو روکنے کے لیے بند باندھ رہے تھے۔

quranurdu.com

جانوروں پر رحم

٣٩٩۔ عِنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا اَذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَانُسَبِّحُ حَتّٰی نَحُلَّ الرِّحَالَ۔ (ابوداود)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم سفر میں کسی منزل میں قیام کرتے تھے تو ذکر و تسبیح اور نماز میں مشغول نہ ہوتے جب تک کہ اپنی سواریوں سے بوجھ نہ اتار لیتے۔

تشریح: اسلام جانوروں پر رحم کرنے کی جو تعلیم دیتا ہے یہ اس کا ثمرہ ہے۔

مہمان نوازی

٤٠٠۔ عَنْ شِهَابِ بْنِ عِبَادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ فَرَحُهُمْ فَلَمَّا اِنْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ اَوْ سَعُوْالَنَا فَقَعَدْنَا فَرَحَّبَ بِنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَنَا ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْنَا فَقَالَ مَنْ سَيِّدُكُمْ وَزَعِيْمُكُمْ فَاَشَرْنَا جَمِيْعًا اِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ عَآئِذٍ عَآئِذٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهٰذَا الْاَشَجُّ فَكَانَ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ عَلَيْهِ الْاِسْمُ لِضَرْبَةٍ كَانَتْ بِوَجْهِهٖ بِحَافِرِ حِمَارٍ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَتَخَلَّفَ بَعْدَ الْقَوْمِ فَعَقَلَ رَوَاحِلَهُمْ وَضَمَّ مَتَاعَهُمْ ثُمَّ اَخْرَجَ عَيْبَتَهٗ فَاَلْقٰى عَنْهُ ثِيَابَ السَّفَرِ وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ بَسَطَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَهٗ وَاتَّكَاَ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ الْاَشَجُّ اَوْسَعَ الْقَوْمُ لَهٗ وَقَالُوْا هٰهُنَا يَا اَشَجُّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى قَاعِدًا وَقَبَضَ رِجْلَهٗ هٰهُنَا يَا اَشَجُّ فَقَعَدَ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِهٖ وَاَلْطَفَهٗ وَسَاَلَهٗ عَنْ بِلَادِهِمْ وَسَمّٰى لَهُمْ قَرْيَةً قَرْيَةً الصَّفَا وَالْمُشَقَّرَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ قُرٰى هَجَرٍ فَقَالَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْتَ اَعْلَمُ بِاَسْمَآءِ قُرَانَا مِنَّا فَقَالَ اِنِّیْ وَطِئْتُ بِلَادَكُمْ وَفُسِحَ لِیْ فِيْهَا قَالَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَكْرِمُوْا اِخْوَانَكُمْ فَاِنَّهُمْ اَشْبَاهُكُمْ فِی الْاِسْلَامِ اَشْبَهُ شَیْءٍ اَشْعَارًا وَّاَبْشَارًا اَسْلَمُوْا طَآئِعِيْنَ غَيْرَ مُكْرَهِيْنَ وَلَا مَوْتُوْرِيْنَ اِذْ اَبٰی قَوْمٌ اَنْ يُّسْلِمُوْا حَتّٰی قُتِلُوْا قَالَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا قَالَ كَيْفَ رَاَيْتُمْ كَرَامَةَ اِخْوَانِكُمْ لَكُمْ وَضِيَافَتَهُمْ اِيَّاكُمْ قَالُوْا خَيْرُ اِخْوَانٍ اَلَانُوْا فُرُشَنَا وَاَطَابُوْا مَطْعَمَنَا وَبَاتُوْا وَاَصْبَحُوْا يُعَلِّمُوْنَا كِتَابَ

رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُعْجِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرِحَ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۳۹۶۳)

شہاب بن عباد کہتے ہیں کہ قبیلہ عبد القیس کا جو وفد اسلام لانے کے مقصد سے ۹ ہجری میں حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ گیا تھا اس کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے، انھوں نے ہمیں اچھی جگہ دی خوب خاطر کی۔ حضور ﷺ نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا: ہمارے لیے دعا فرمائی ہم کو دیکھا تو پوچھا: تمھارا سردار لیڈر کون ہے۔ جملہ ارکان وفد نے منذر بن عائذ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارے لیڈر ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا (یہ اشج) یہی صاحب جن کے چہرے میں زخم کا نشان ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ! یہی ہمارے لیڈر ہیں۔ (منذر بن عائذ کے چہرے پر کبھی کسی گدھے نے لات ماری تھی جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر نشان پڑ گئے تھے) اشج کا لقب اسی وجہ سے حضور ﷺ نے استعمال کیا۔ ہم لوگ اس سے پہلے ان کو اشج کے لقب سے یاد نہیں کرتے تھے۔ وفد کے دوسرے لوگ نبی ﷺ سے ملاقات کے شوق میں پہلے ہی آپ کی خدمت میں پہنچ گئے (نہ اپنا سامان قرینے سے رکھا اور نہ کپڑے بدلے) لیکن وفد کے لیڈر منذر نے پہلے سواریوں کو باندھا اور لوگوں کے سامان کو ایک جگہ قرینے سے لگایا، پھر اپنا بیگ نکالا، نئے کپڑے پہنے اور میلے کپڑے بیگ میں ڈالے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی ﷺ اپنے پیر پھیلائے اور ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب یہ حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچے تو لوگ ان کو جگہ دینے کے لیے سمٹ گئے اور کہا: آپ یہاں تشریف لائیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنا پاؤں سمیٹا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: یہاں آیئے۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے دائیں پہلو میں بیٹھے۔

آپ نے انھیں خوش آمدید کہا اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو کی۔ ان کے ملک کے ایک ایک گاؤں کا نام لے کر پوچھا: مثلاً صفا، مشقر اور دوسری بستیاں۔

منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول آپ تو ہمارے علاقے سے ہم سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں میں تمھارے ملک میں بسلسلہ تجارت گیا ہوں، وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر کی۔ پھر آپ نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اپنے ان بھائیوں کی خاطر تواضع کرو۔ یہ اسلام لانے میں بھی تمھارے مشابہ ہیں اور چہرے بشر کے لحاظ سے بھی تم سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ بغیر کسی جبر اور دباؤ کے خوشی خوشی ایمان لائے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میدان جنگ میں مارے گئے۔

دوسرے دن صبح کو نبی ﷺ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمھارے انصاری بھائیوں نے تمھاری ضیافت اور خاطر تواضع کیسی کی؟

انھوں نے کہا: یہ بہترین بھائی ہیں۔ انھوں نے ہمارے لیے آرام دہ بستر فراہم کیے، بہترین کھانا کھلایا اور رات میں اور صبح کو یہ لوگ ہمیں رب کی کتاب اور نبی ﷺ کے طریقے کی تعلیم دیتے رہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔

اجتماعی معاملات میں حصہ لینا

quranurdu.com

٢٠٢- عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ نَاسًا اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمُوْا یُثْنُوْنَ عَلٰی صَاحِبٍ لَّھُمْ خَیْرًا قَالُوْا مَا رَأَیْنَا مِثْلَ فُلَانٍ ھٰذَا قَطُّ مَا کَانَ فِیْ مَسِیْرٍ اِلَّا کَانَ فِیْ قِرَآءَۃٍ وَلَا نَزَلْنَا فِیْ مَنْزِلٍ اِلَّا کَانَ فِیْ صَلَاۃٍ قَالَ فَمَنْ کَانَ یَکْفِیْہِ ضَیْعَتَہٗ حَتّٰی ذَکَرَ وَمَنْ کَانَ یَعْلِفُ جَمَلَہٗ اَوْ دَابَّتَہٗ قَالُوْا نَحْنُ قَالَ فَکُلُّکُمْ خَیْرٌ مِّنْہُ۔ (ترغیب و ترھیب، حدیث نمبر ٢٠٢٣)

حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ لوگ حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور اپنے ایک ساتھی کی تعریف کرنے لگے کہ ہم نے اس فلاں ساتھی کی طرح کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ سفر کے دوران یہ شخص برابر قرآن پڑھتا رہتا ہے اور جب کسی جگہ ہم پڑاؤ ڈالتے تو یہ شخص نفل پڑھنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا اور اس کے اونٹ کو کون کھلاتا تھا؟ لوگوں نے کہا: ہم اس کے سامان کی حفاظت کرتے اور اسکے اونٹ کو چارہ دیتے۔ آپ نے فرمایا: تب تو تم لوگ اس سے بہتر ہو۔

تشریح: اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اجتماعی معاملات میں متعلقہ تمام افراد کو حصہ لینا چاہیے۔

quranurdu.com

اجتماعی طعام کے آداب

٢٠٣- عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَیْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَرُزِقْنَا تَمْرًا فَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاْکُلُ فَیَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِلَّا اَنْ یَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاہُ۔ (بخاری، مسلم)

جبلہ بن سحیم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں قحط کے سال میں ہم ابن زبیرؓ کے ساتھ تھے، تو ہم کو کھجوریں ملیں اور اسے بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک لقمے میں دو کھجوریں اٹھا کر نہ کھائے اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس طرح کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں اس صورت میں دو کھجوریں کھائی جاسکتی ہیں جبکہ ساتھ کھانے والے لوگوں کی طرف سے اس کی اجازت ہو۔

تشریح: مطلب یہ کہ جب قحط کا زمانہ ہو، اور کھانا تھوڑا ہو تو ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں کی یہ ذہنیت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے پیٹ میں اتارنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ خود غرضی کی بات ہوگی جو اسلامی اخوت اور ایثار سے میل نہیں کھاتی۔ ہاں اگر ساتھیوں کو برا محسوس نہ ہو تو اس طریقے سے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی اس طرح کھانے کے لیے اپنے ساتھیوں کی اجازت لینی ضروری ہے۔

٢٠٤- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِھِمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَمَعُوْا مَا کَانَ عِنْدَھُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْہُ بَیْنَھُمْ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَھُمْ وَاَنَا مِنْھُمْ۔ (متفق علیہ۔ ابو موسی اشعری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اشعر کے لوگ جب جہاد میں جاتے ہیں اور کھانا کم ہوتا ہے، مدینہ میں ان کے یہاں غذائی قلت ہو جاتی ہے تو جو کچھ جس کے پاس ہوتا ہے لاکر ایک جگہ جمع کرتے ہیں پھر آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ آپ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

جماعتی نظم وضبط کا ایک واقعہ

۴۰۴۔ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةِ مَنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ اَوْقَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِیْ نَفْسِیَ الْاَرْضُ فَمَا هِیَ بِالْاَرْضِ الَّتِیْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَاَمَّا صَاحِبَایَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِیْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ وَاَطُوْفُ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِیْ اَحَدٌ وَاٰتِیْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّیْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلٰوتِیْ نَظَرَ اِلَیَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّیْ حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَیَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِیْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّیْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُنِیْ اَنِّیْ اُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ فَقَالَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَایَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ۔ (متفق علیہ۔عبداللہ بن کعب)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو ہم تینوں (مجھ سے ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) سے گفتگو اور بات چیت کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ ہم تبوک کی مہم پر اپنی سستی کی وجہ نہیں جا سکے تھے۔ لوگوں نے ہم سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ایسے بدل گئے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں، یہاں تک کہ مدینہ کی سرزمین ہمارے لیے بالکل اجنبی بن گئی۔ اب مدینہ وہ مدینہ نہیں تھا جس کو ہم جانتے تھے۔ اسی حالت میں ہم پر پچاس راتیں گزریں۔

میرے دونوں ساتھیوں (ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) پر اس بائیکاٹ کا بڑا اثر ہوا۔ وہ دونوں اپنے گھر میں بیٹھے روتے رہتے اور میں چونکہ جوان تھا اور دل کا مضبوط اس لیے میں گھر سے نکلتا نماز میں شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا، لیکن کوئی بھی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو کر جب مسجد نبوی میں بیٹھتے تو میں آپ کے پاس جاتا اور سلام کرتا پھر میں اپنے جی میں سوچتا کہ نبی ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا، یا نہیں؟ میں آپ سے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور چپکے سے آپ کی طرف دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز میں لگ جاتا تو آپ میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ کی طرف مڑ کر دیکھتا تو آپ چہرہ مبارک پھیر لیتے۔ جب مسلمانوں کی بے رخی مجھ پر بہت زیادہ شاق گزری تو میں ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر ابو قتادہ کے پاس پہنچا۔ یہ میرے چچازاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوستوں میں تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا تو انھوں نے بھی جواب نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو قتادہ میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں علم نہیں کہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ بدستور خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ انھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا، تب بھی وہ خاموش رہے پھر تیسری بار اللہ کا واسطہ دے کر اپنی بات دہرائی تب انھوں نے کہا: اللہ اور رسول اللہ ﷺ ہی واقف ہیں (کہ تمھیں اللہ و رسول ﷺ سے محبت ہے کہ نہیں انھی سے اس کی سند لو) اس پر میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ میں الٹے پاؤں دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔

تشریح: یہ جماعتی نظم و ڈسپلن کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ جب اللہ کے حکم کے مطابق نبی ﷺ نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں مندرجہ بالا ساتھیوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا اور لوگوں سے بات چیت کرنے سے روک دیا تو پورا مدینہ ان کے لیے اجنبی شہر بن گیا۔ یہاں تک کہ ان کے عزیز ترین دوست اور چچازاد بھائی ابو قتادہ تنہائی میں بھی اللہ کا واسطہ دینے کے باوجود ان سے نہیں بولے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بات چیت کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اس جماعتی نظم و ڈسپلن سے متعلق مزید تفصیل تفہیم القرآن جلد دوم، سورہ توبہ حاشیہ نمبر ۱۱۹، ص ۲۴۵۔۲۴۹۔ پر ملاحظہ کیجیے۔

quranurdu.com

انفاق فی سبیل اللہ

۴۰۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زُبَیْرٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ امْرَأَتَیْنِ اَجْوَدَیْنِ مِنْ عَآئِشَةَ وَاَسْمَآءَ وَجُوْدُھُمَا مُخْتَلِفٌ اَمَّا عَآئِشَةُ فَکَانَتْ تَجْمَعُ الشَّیْءَ اِلَی الشَّیْءِ حَتّٰی اِذَا کَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَھَا قَسَّمَتْ وَاَمَّا اَسْمَآءُ فَکَانَتْ لَاتَمْسِكُ شَیْئًا لِغَدٍ۔ (الادب المفرد)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا (اپنی خالہ اور ماں) سے زیادہ سخاوت کرنے والی عورتیں نہیں دیکھیں۔ ان دونوں کی سخاوت اور فیاضی کی نوعیت مختلف تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ جمع کرتی جاتیں اور جب قابل لحاظ مقدار میں مال جمع ہو جاتا تو غریبوں میں تقسیم کر دیتیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ روزانہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں آتا وہ ضرورت مندوں تک پہنچا دیتیں اور کل کے لیے کچھ نہ رکھتیں۔

quranurdu.com

۴۰۶۔ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَآئِطٍ لَہٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِنْ اَوْدِیَةِ الْمَدِیْنَةِ فِیْ زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ وَھِیَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِھَا فَنَظَرَ اِلَیْھَا فَاَعْجَبَہٗ مَا رَاٰی مِنْ ثَمَرِھَا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی صَلَاتِہٖ فَاِذَا ھُوَ لَایَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَنِیْ فِیْ ھٰذَا فِتْنَةٌ فَجَآءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَةٌ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَہٗ وَقَالَ ھُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْہُ فِیْ سُبُلِ الْخَیْرِ فَبَاعَہٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفًا فَسُمِّیَ ذٰلِكَ الْمَالُ الْخَمْسِیْنَ۔ (موطا مالك، ترغیب)

ایک انصاری آدمی اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ باغ مدینہ کہ مشہور وادی قُف میں تھا۔ کھجوروں کے درخت پھل سے لدے ہوئے تھے نماز پڑھتے ہوئے ان کی نظر ان پھلوں کی طرف اٹھ گئی تو وہ اس منظر میں کھوگئے اور اسے نماز کا خیال ہی نہ رہا۔ پھر اپنی نماز میں متوجہ ہوئے اور انھیں یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں۔ انھوں نے سوچا کہ میری جائداد تو میرے لیے فتنہ بن گئی ہے تو وہ خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں نے یہ باغ وقف کر دیا ہے آپ اسے نیکی کے کاموں میں صرف کیجیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ۵۰ ہزار درہم میں بیچا اور اس باغ کا نام خمسین رکھا۔

تشریح: درج بالا حدیث نمبر ۴۰۶ میں جس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے یہ اس دور کا واقعہ ہے جب ایک درہم میں چھے افراد کا کنبہ دو وقت کا کھانا با آسانی کھا لیتا تھا۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اس دور کے ۵۰ ہزار درہم کی آج مالیت کیا ہوگی۔ اس واقعے میں آخرت کی زندگی سے غافل اور آخرت میں خوشیوں اور مسرت بھری زندگی کے متمنی دونوں طرح کے لوگوں کے لیے سبق موجود ہے۔ وہ یہ کہ فانی زندگی سے دل لگانے اور اس کے لیے مال اور سامان جمع کرنے کے بجائے آخرت کی دائمی زندگی کی بہتری کی فکر کرنی چاہیے۔ مزید تشریح کے لیے ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷)

۴۰۷۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَکَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِہٖ اِلَیْہِ بِیْرُحَآءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُھَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِیْھَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیَ اِلَیَّ بَیْرُحَآءَ وَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ اَرْجُوْبِرَّھَا وَذُخْرَھَا عِنْدَاللّٰہِ فَضَعْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ اَرَاكَ اللّٰہُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَآبِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ کے سب سے زیادہ مال دار آدمی تھے جتنے کھجوروں کے باغات ان کے پاس تھے، کسی کے پاس نہیں تھے اور سب سے اچھا اور محبوب باغ ان کے نزدیک بیر حا کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور نبی ﷺ اس باغ میں تشریف لے جاتے اور پانی پیتے۔ اس باغ کے کنوئیں کا پانی نہایت عمدہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (آل عمران ۳:۹۲)

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔ تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو اور بیر حا کا باغ میرا سب سے زیادہ محبوب مال ہے، میں نے اس کو راہ خدا میں وقف کیا ہے تاکہ یہ اللہ کے یہاں میرے کام آئے تو جہاں آپ کا رب بتائے وہاں صرف کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: شاباش! تم نے اچھا کیا۔ یہ نفع بخش تجارت ہے نفع بخش تجارت ہے۔

۲۰۸۔ عَنْ قَیْسِ بْنِ سَلَعِ نِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْوَتَہٗ شَکَوْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّہٗ یُبَذِّرُ مَالَہٗ وَیَنْبَسِطُ فِیْہِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰخُذُ نَصِیْبِیْ مِنَ التَّمْرَۃِ فَاُنْفِقُہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مَنْ صَحِبَنِیْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدْرَہٗ وَقَالَ اَنْفِقِ اللّٰہِ عَلَیْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ خَرَجْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَعِیْ رَاحِلَۃٌ وَّ اَنَا اَکْثَرُ اَھْلِ بَیْتِی الْیَوْمَ وَاَیْسَرُہٗ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت قیس بن سلع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے بھائیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کی شکایت کی کہ قیس اپنے مال کو لٹاتا ہے اور خوب خرچ کرتا ہے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے حصے کی کھجوریں لیتا ہوں اور اللہ کی راہ میں اور اپنے ساتھیوں میں خرچ کر دیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے مسرت کے ساتھ اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا: خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمھیں دے گا۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ چنانچہ اس کے بعد اب میں اللہ کی راہ میں اپنی ذاتی اونٹنی پر جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہوں اور آج میں اپنے خاندان میں سب سے زیادہ مال دار اور خوش حال ہوں۔

۲۰۹۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ الْمُھَاجِرُوْنَ ذَھَبَ الْاَنْصَارُ بِالْاَجْرِکُلِّہٖ مَارَأَیْنَا قَوْمًا بَذْلًا لِّکَثِیْرٍ وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاۃً فِیْ قَلِیْلٍ مِّنْھُمْ وَلَقَدْ کَفَوْنَا الْمُؤْنَۃَ قَالَ اَلَیْسَ تُثْنُوْنَ عَلَیْھِمْ بِہٖ وَتَدْعُوْنَ لَھُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَذَاكَ بِذَاكَ۔ (ابو داود نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مہاجرین نے ایک دفعہ نبی ﷺ سے کہا کہ انصار سارا اجر سمیٹ لے گئے۔ یہ لوگ اپنی بہت سی دولت خرچ کر رہے ہیں اور جن کے پاس تھوڑا ہوتا ہے وہ بھی اپنے تھوڑے میں غریبوں کو شریک کر کے اپنے برابر کر لیتے ہیں اور ہمارا تو سارا خرچہ انھوں نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ ان کے لیے شکر کے جذبات نہیں رکھتے ہو؟ کیا تم ان کے لیے دعا نہیں کرتے ہو: مہاجرین نے

quranurdu.com

کہا: ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔ (وہ تمھارے ساتھ احسان کرتے ہیں تم ان کے ساتھ احسان کرتے ہو۔ تم بھی اجر کے مستحق ہو، وہ بھی اجر کے مستحق)

معاشرت و معاملات

والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

۴۱۰۔ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَاَتَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ اَتَدْرِیْ لِمَ اَتَیْتُكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاهُ فِیْ قَبْرِهٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ بَعْدَهٗ وَاِنَّهٗ كَانَ بَیْنَ اَبِیْ عُمَرَ وَبَیْنَ اَبِیْكَ اِخَاءٌ وَوُدٌّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذَاكَ۔ (ترغیب و ترہیب، ابن حبان)

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائے اور کہا: تمھیں معلوم ہے کہ میں تمھارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد، باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے باب کے دوستوں کے اچھا سلوک کرے۔

چونکہ میرے والد (عمر رضی اللہ عنہ) اور تمھارے والد (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے درمیان گہری دوستی اور محبت تھی، اس لیے میں نے چاہا کہ اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کروں تو میں اسی مناسبت سے تمھاری ملاقات کو آیا ہوں۔

۴۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَهٗ بِطَرِیْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَحَمَلَهٗ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ یَرْكَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَأْسِهٖ قَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَهٗ اَصْلَحَكَ اللّٰہُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ یَرْضَوْنَ بِالْیَسِیْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْبِرَّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ۔ (ترغیب و ترہیب، بحوالہ مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ اس واقعے کو عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ مکہ کو جاتے ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دیہاتی کی ملاقات ہوئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا اور جس خچر پر وہ سوار تھے اس پر اسے بھی بٹھا لیا اور اپنا عمامہ اسے دے دیا۔ ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ تو بدو لوگ ہیں تھوڑی چیز پر بھی راضی اور مطمئن ہو جاتے ہیں پھر آپ نے یہ سب کیوں کیا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس کا باپ میرے باپ عمر بن خطاب ﷺ کا دوست تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک

quranurdu.com

۴۱۲- عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِیْ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ فَلَمْ اَفْھَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اَذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَقُوْلُ اَعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللہِ عَزَّوَجَلَّ أَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلٰی ھٰذَا الْغُلَامِ فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْکًا بَعْدَہٗ اَبَدًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ ھُوَ حُرٌّ لِوَجْہِ اللہِ تَعَالٰی فَقَالَ أَمَا لَوْلَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ اَوْلَمَسَّتْکَ النَّارُ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۳۴۷۸)

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے پیٹ رہا تھا تو پیچھے سے کسی نے آواز دی: اے ابو مسعود! جان لو۔ غصے کی وجہ سے میں یہ نہیں سمجھ سکا یہ کون کہہ رہا ہے۔ جب وہ شخص قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور فرما رہے ہیں: جان لو اے ابو مسعود! تم کو جتنی قدرت اس غلام پر حاصل ہے اللہ اس سے زیادہ تم پر قدرت رکھتا ہے میں نے عرض کیا: میں اب کبھی بھی کسی غلام کو نہیں دوں گا۔ ایک روایت کے مطابق ابو مسعود نے کہا: میں نے اسے اللہ کی خاطر آزاد کر دیا: (ابو مسعودؓ غصے میں بے دردی سے اور وہ بھی کوڑے سے پیٹ رہے تھے اتنی سخت سزا کا وہ مستحق نہ تھا۔ اسی لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (انھیں سختی سے ٹوکا اور) فرمایا: اگر تم نے اسے آزاد نہ کیا ہوتا تو جہنم کی لپٹ تم کو پہنچتی۔

یتیموں کا خیال

۴۱۳- قَالَ الْحَسَنُ الْبَصَرِیُّ لَقَدْ عَھِدْتُّ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْھُمْ یُصْبِحُ فَیَقُوْلُ یَا آھْلِیَہٗ یَا اَھْلِیَہٗ یَتِیْمَکُمْ یَتِیْمَکُمْ۔ (الحق)

حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو (یعنی صحابہ کرامؓ کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ صبح کو اپنے گھر والوں سے کہتے کہ سب سے پہلے یتیم کو کھلاؤ سب سے پہلے اس کو دو۔

ایثار کا ایک انوکھا واقعہ

۴۱۴- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُھْدِیَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسُ شَاۃٍ فَقَالَ فُلَانٌ اَحْوَجُ مِنِّیْ اِلَیْہِ فَبَعَثَ ذٰلِکَ الْاِنْسَانُ اِلٰی آخَرَ فَلَمْ یَزَلْ یَبْعَثُ بِہٖ وَاحِدٌ اِلٰی اٰخَرَ رَجَعَ اِلَی الْاَوَّلِ بَعْدَ اَنْ تَدَاوَلَتْہُ سَبْعَۃٌ۔ (صحیفتہ الحق)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں سے ایک آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ انھوں نے کہا: میرا فلاں ساتھی مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے، چنانچہ اس کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں کہا کہ اسے دے آؤ وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں کے پاس بکری کا سر بھیجا گیا۔ بالآخر وہ لوٹ کے پہلے آدمی کے پاس آ گیا۔

کاہن کی آمدنی

quranurdu.com

۲۱۵۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ لِاَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ غُلَامٌ یُخْرِجُ لَہُ الْخَرَاجَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَاْکُلُ مِنْ خَرَاجِہٖ فَجَآءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَکَلَ مِنْہُ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لَہُ الْغُلَامُ اَتَدْرِیْ مَاھٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَمَاھُوَ فَقَالَ کُنْتُ تَکَھَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْکَھَانَةَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُہٗ فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ لِذٰلِكَ ھٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْہُ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَہٗ فَقَآءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِہٖ۔

(بخاری الترھیب حدیث نمبر ۲۷۰۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کما کر ایک مقررہ رقم انھیں دیتا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے اپنے کام میں لاتے۔ ایک دن اس نے کوئی چیز لا کر دی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا تو غلام نے کہا: آپ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے اور کہاں سے ملی ہے؟ انھوں نے پوچھا: بتاؤ یہ کیا ہے اور کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا: جاہلیت میں (اسلام کے آنے سے پہلے) میں نے ایک آدمی کو اس کی تقدیر بتائی تھی (آئندہ ہونے والی باتیں بتائی تھیں) میں اس علم سے واقف نہیں تھا، تاہم میں نے اسے دھوکا دیا تھا تو اب اس سے ملاقات ہوئی اور اس نے اس کی اجرت دی ہے جس کو آپ نے کھایا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حلق میں انگلیاں ڈال کر پیٹ میں جو کچھ تھا باہر نکال دیا۔

quranurdu.com

حسن معاملہ

۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَیْرُ یَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ فَقَالَ یَابُنَیَّ اِنَّہٗ لَا یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَاِنَّ لَا اَرَانِیْ اَلَّا سَاُقْتَلُ الْیَوْمَ مَظْلُوْمًا وَاِنَّ مِنْ اَکْبَرِ ھَمِّیْ لَدَیْنِیْ اَفَتَرٰی دَیْنَنَا یُبْقِیْ مِنْ مَّالِنَا شَیْئًا ثُمَّ قَالَ یَابُنَیَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَیْنِیْ قَالَ وَاِنَّمَا کَانَ دَیْنُہُ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ اَنَّ الرَّجُلَ کَانَ یَاْتِیْہِ بِالْمَالِ فَیَسْتَوْدِعُہٗ اِیَّاہُ فَیَقُوْلُ الزُّبَیْرُ لَا وَلٰکِنْ ھُوَ سَلَفٌ اَخْشٰی عَلَیْہِ الضَّیْعَةَ۔ (بخاری)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے موقع پر مجھے بلایا۔ میں جا کر ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو انھوں نے کہا: اے عزیز بیٹے! آج یا تو آدمی ظالم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا یا مظلوم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا۔ میں اپنے بارے میں سمجھتا ہوں کہ مظلوم کی حیثیت میں مارا جاؤں گا اور آج مجھے فکر ہے تو لوگوں کے قرض کی فکر ہے کہ وہ کسی طرح ادا ہو جائے۔ تمھارا کیا خیال ہے قرض چکانے کے بعد کچھ بچ رہے گا؟ پھر فرمایا: اے بیٹے! ہماری جائداد بیچ کر قرض ادا کر دینا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے ذمے جو بھی قرض تھا اس کی نوعیت یہ نہیں تھی کہ انھوں نے اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرنے کے سلسلے میں لیا ہو، بلکہ اس قرض کی نوعیت یہ تھی کہ لوگ ان پر اعتماد کر کے اپنی رقم بطور امانت ان کے پاس رکھنے آتے تو وہ ان سے کہتے کہ امانت کے طور پر نہ رکھو، بلکہ یہ رقم میرے پاس بطور قرض رہے گی تا کہ تمھاری رقم ماری نہ جائے۔ امانت کے طور پر رکھو گے اور ضائع ہو گئی تو قانوناً تم لے نہیں سکتے، اس لیے قرض جانو کہ اگر میرے یہاں تلف ہو جائے تو تمھارا نقصان نہ ہو گا۔

تنگ دست قرض دار کے ساتھ نرمی

۲۱۷۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ طَلَبَ غَرِیْمًا لَہٗ فَتَوَارٰی عَنْہُ ثُمَّ وَجَدَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ مُعْسِرٌ قَالَ آللّٰہِ قَالَ آ اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّنَجِّیَہُ اللّٰہُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْیَضَعْ عَنْہُ۔ (مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے قرض دار کو بلایا تو وہ چھپ گیا، پھر اس سے ملاقات ہوگئی اور قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: میرے ہاتھ بہت تنگ ہیں۔ انھوں نے کہا: کیا بخدا تم قرض ادا نہیں کر سکتے؟ اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ وہ اس وقت قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے غموں سے اسے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا معاف کر دے۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسے مزید مہلت دی یا قرض معاف کر دیا لیکن حدیث جس ڈھنگ سے بیان ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنا قرض معاف کر دیا ہوگا۔

اقامت دین کی راہ میں

۲۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ اَقَمْتُ مَعَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِالْمَدِیْنَۃِ سَنَۃً فَقَالَ لِیْ ذَاتَ یَوْمٍ وَنَحْنُ عِنْدَ حُجْرَۃِ عَآئِشَۃَ لَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا لَنَا ثِیَابٌ اِلَّا الْاَبْرَادُ الْخَشِنَۃُ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ عَلٰی اَحَدِنَا الْاَیَّامُ مَایَجِدُ طَعَامًا یُّقِیْمُ بِہٖ صُلْبَہٗ حَتّٰی اِنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَاْخُذُ الْحَجَرَ فَیَشُدُّ بِہٖ عَلٰی اَخْمَصِ بَطْنِہٖ ثُمَّ یَشُدُّہٗ بِثَوْبِہٖ لِیُقِیْمَ صُلْبَہٗ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد)

عبد اللہ بن شقیق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں سال بھر رہا۔ ایک دن جب ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے قریب بیٹھے تھے انھوں نے فرمایا: کہ (ہم پر ایسے حالات گزرے ہیں کہ پہننے کے لیے) ہمیں نرم کپڑے میسر نہ تھے، موٹی اور کھردری چادریں ہوتی تھیں (جن سے ہم اپنے وجود کو ڈھانک لیتے تھے۔ ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کئی کئی دن گزر جاتے اور اتنا کھانا میسر نہ ہوتا کہ جس سے آدمی اپنی پیٹھ کو سیدھا کر سکے۔ ہم لوگوں کا حال یہ تھا کہ پتھر اٹھاتے اپنے پیٹ پر رکھتے اور کپڑے سے اسے باندھ دیتے تاکہ جسم سیدھا رہے۔

۲۱۹۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّرَعَلَیْنَا اَبَاعُبَیْدَۃَ یُعْطِیْنَا تَمْرَۃً تَمْرَۃً فَقِیْلَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِھَا قَالَ نَمُصُّھَا کَمَا یَمُصُّ الصَّبِیُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَیْھَا مِنَ الْمَآءِ فَتَکْفِیْنَا یَوْمَنَا اِلَی اللَّیْلِ وَکُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِیِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّہٗ بِالْمَاءِ فَنَاْکُلُہٗ۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں (مشرکین مکہ کے ایک قافلے کا راستہ روکنے کے لیے بھیجا اور کھجوروں کا ایک تھیلہ ہمارے ساتھ کر دیا۔ اس کے سوا کوئی اور چیز حضور ﷺ فراہم نہ کر سکے)۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ ایک ایک کھجور دیتے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگ کھجور لے کر کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہم وہ کھجور منہ میں ڈال کر دیر تک بچوں کی طرح چوستے پھر پانی پی لیتے تھے تو یہ ایک کھجور شام تک کے لیے کافی ہو جاتی تھی اور اپنی لاٹھی سے پتے جھاڑتے انھیں پانی میں بھگوتے اور کھالیتے تھے۔

quranurdu.com

۲۲۰۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ حَتّٰی اَنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خَلْطٌ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سب سے پہلا عرب آدمی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں مشرکین پر تیروں سے حملہ کیا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاکر کافروں سے جہاد کرتے اور حال یہ ہوتا تھا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا۔ بس یہی کانٹے دار جھاڑیوں اور ببول کے پتے ہوتے۔ یہاں تک کہ (یہ پتے کھانے کی وجہ سے) ہم میں سے ہر ایک کا حال یہ تھا کہ اجابت بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتی جس میں ذرا بھی تری نہیں ہوتی تھی۔

quranurdu.com

۲۲۱۔ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ مُقْبِلاً عَلَيْهِ اِهَابُ كَبْشٍ قَدْ تَنَطَّقَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الَّذِیْ نَوَّرَ اللهُ قَلْبَهٗ لَقَدْ رَأَيْتُهٗ بَيْنَ اَبَوَيْنِ يَغْذُوَانِهٖ بِاَطْيَبِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَيْهِ حُلَّةً شَرَاهَا اَوْشُرِيَتْ بِمِائَتَیْ دِرْهَمٍ فَدَعَاهُ حُبُّ اللهِ وَحُبُّ رَسُوْلِهٖ اِلٰی مَاتَرَوْنَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضور ﷺ کے پاس آرہے ہیں اور حال یہ ہے کہ مینڈھے کا چمڑا تہہ بند کی جگہ لپیٹے ہوئے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو اللہ نے اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔ آج اسے اس حال میں دیکھ رہا ہوں اور کل اسلام لانے سے پہلے اس حال میں دیکھا تھا کہ اس کے والدین اس کو بہترین غذا دیتے تھے اور ان کے جسم پر دو سو درہم کی پوشاک ہوتی تھی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں آج اس کا یہ حال ہوا۔

تشریح: یعنی وہ انتہائی قیمتی لباس زیب تن کرتے تھے۔ دو سو درہم آج کے نہیں بلکہ اس دور کے تھے۔ آج وہ اسلام کی دولت پاکر خوش ہیں۔ کبھی گزشتہ دور کی عیش و آرام کی زندگی بھولے سے بھی ان کو یاد نہیں آئی۔ اگرچہ پیغمبر ﷺ اور ان کے ساتھی اس حال میں دیکھ کر رو پڑتے ہیں۔

۲۲۲۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ فِیْ غَدَاةٍ شَاتِيَةٍ وَقَدْ اَوْبَقَنِیَ الْبَرْدُ فَاَخَذْتُ ثَوْبًا مِّنْ صُوْفٍ قَدْ كَانَ عِنْدَنَا ثُمَّ اَدْخَلْتُهٗ فِیْ عُنُقِیْ وَحَزَّمْتُهٗ عَلٰی صَدْرِیْ اَسْتَدْفِئُ بِهٖ وَاللهِ مَا فِیْ بَيْتِیْ شَیْءٌ اٰكُلُ مِنْهُ وَلَوْكَانَ فِیْ بَيْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ لَبَلَغَنِیْ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فِی الْمَسْجِدِ وَهُوَ مَعَ عِصَابَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَطَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِیْ بُرْدَةٍ لَهٗ مَرْقُوْعَةٍ بِفَرْوَةٍ وَكَانَ اَنْعَمَ غُلَامٍ بِمَكَّةَ وَاَرْهَفَهٗ عَيْشًا فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مَا كَانَ فِيْهِ مِنَ النَّعِيْمِ وَرَاٰی حَالَهُ الَّتِیْ هُوَ عَلَيْهَا فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكٰی ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ اَمْ اِذَا غُدِیَ عَلٰی اَحَدِكُمْ بِجَفْنَةٍ مِّنْ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ وَّرِيْحَ عَلَيْهِ بِاُخْرٰی وَغَدَا فِیْ حُلَّةٍ وَّرَاحَ فِیْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ قُلْنَا بَلْ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ قَالَ بَلْ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ۔ (ترغیب و ترہیب حدیث نمبر ۵۰۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاڑے کی ایک صبح کو میں اپنے گھر سے نکلا ٹھنڈک مجھ کو ہلاک کیے دے رہی تھی تو میں نے ایک اونی کپڑا جو ہمارے گھر پر تھا، لیا اور اس کو اپنی گردن میں ڈالا اور گرمی حاصل کرنے کے لیے اپنے سینے پر اسے باندھ لیا۔ بخدا ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ اگر نبی ﷺ کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو آپ ضرور ہمارے ہاں بھیجتے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں پہنچا وہاں آپ کے کچھ صحابہؓ پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ آگئے وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے مکہ کے بہت زیادہ خوش حال نوجوان تھے، عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب ان کو نبی ﷺ نے اس حال میں دیکھا تو آپ کو ان کی اسلام لانے سے پہلے کی خوش حال زندگی یاد آئی، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ آج بہتر حالت میں ہو، یا اس وقت بہتر حالت میں ہوگے جب صبح کو تمھارے پاس روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا طباق اور صبح کو تم ایک لباس میں ہوگے اور شام کو ایک دوسرا لباس پہنو گے اور اپنے گھروں پر پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر پردہ پڑا ہوتا ہے ہم نے آپ کے سوال کا جواب یہ دیا کہ ہم لوگ اس خوش حالی کے دور میں بہتر ہوں گے کیونکہ یکسوئی کے ساتھ خوب عبادت کریں گے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ اس فقر و فاقے کے زمانے میں اچھے ہو۔

quranurdu.com

تشریح: اس کی وجہ یہ ہے کہ اقتدار اور خوش حالی میں آدمی اللہ اور اس کے دین سے غافل ہو جاتا ہے۔ دنیا پرستی کی بیماری آگھیرتی ہے آخرت سے زندگی کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔

اقامت دین کی راہ میں قربانیوں کا پہلا انعام

۲۲۳۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ بَدْرٍ فِیْ ثَلٰثِ مَائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُمْ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَیْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا۔

(ابوداود۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جنگ بدر کے موقع پر ۳سو ۱۵ آدمی لے کہ مدینہ سے نکلے اور یہ دعا کی: اے اللہ یہ لوگ پیدل چل رہے ہیں ان کو سواری دے۔ اے اللہ ان کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں انھیں پوشاک عطا فرما۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں انھیں آسودہ کر۔ اللہ نے بدر میں مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور وہ اس حال میں مدینہ میں واپس آئے کہ ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے اور ہر ایک کو کھانا اور کپڑا میسر ہوا۔

تشریح: اللہ سے جو عہد بندگی انھوں نے باندھا اور کمال درجہ صبر و رضا کے ساتھ تیرہ چودہ سال تک ہر طرح کی قربانیاں دیتے رہے اور جب خدا نے دیکھ لیا کہ انھوں نے جان و مال جو خدا کے ہاتھ بیچا تھا اس میں یہ پورے اترے ہیں تب ان کے لیے فتح و نصرت کا دروازہ کھلا۔ بدر میں انھیں دنیاوی انعام کی پہلی قسط ملی اور پھر ملتی رہیں اور آخرت میں انھیں جو انعام ملنے والا ہے اس کا اندازہ دنیا میں رہتے ہوئے کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ ان کے رب نے تبوک کے آخری سخت امتحان میں پاس ہونے کے بعد فرمایا:

یقیناً اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور ان کے مال (اب) جنت کے بدلے خرید لیے (کیونکہ یہ اپنی بیع میں سچے ثابت ہوئے ہر امتحان میں کامیاب ہوئے) دیکھو جان سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہ لوگ برسوں سے اپنی جان ہتھیلیوں پر لیے دین کے دشمنوں سے لڑتے رہے ہیں مارتے بھی رہے اور مرتے بھی رہے لیکن پیچھے نہیں ہٹے تورات میں بھی انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اس وعدے کا ذکر ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ تو اے اہل ایمان خوش ہو جاؤ اپنی جان و مال کی بیع پر کہ خریدار نے جنت کے عوض خرید لیا، اب بیع مکمل ہوگئی (سورہ توبہ آیت ۱۱۱ کا توضیحی ترجمہ) اوپر جس وعدے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سورۂ صف پارہ ۲۸ کے دوسرے رکوع میں پڑھیے۔

داعیانہ زندگی اور تنگ دستی

۲۲۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰی فَتَحْنَا خَیْبَرَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم پیٹ بھر کھجور بھی نہیں پاتے تھے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔

تشریح: وجہ یہ تھی کہ ابھی امتحان ہو رہا تھا اور مسلمانوں نے اپنا سب کچھ اسلام کو بچانے اور غالب کرنے میں لگا رکھا تھا اس وقت معاش کی فکر کہاں تھی کیسے پیٹ بھر کر کھجور کھاتے کہاں کھجور ملتی کہ پیٹ بھرتے، کھجوروں کے باغات کو پانی دینے کی کھاد ڈالنے کی فرصت کہاں تھی، ابھی تو وہ اسلام کے باغ کی سینچائی میں لگے ہوئے تھے البتہ خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا زور بھی ٹوٹ گیا اور مکی مشرکین بھی تھک کر چور ہو گئے تھے۔ خیبر کے بعد ان کی جنگی پوزیشن ایسی نہیں رہ گئی تھی کہ حملہ کرسکتے اب تو مسلمانوں کے حملے کا وقت آ پہنچا تھا۔

۲۲۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلَیْہِ ثُوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مَنْ کَتَّانٍ فَمَخَطَ فِیْ اَحَدِھِمَا ثُمَّ قَالَ بَخٍ بَخٍ یَتَمَخَّطُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فِی الْکَتَّانِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَاُجَرُّ فِیْمَا بَیْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَۃِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا مِنَ الْجُوْعِ مَغْشِیًّا عَلَیَّ فَیَجِیْءُ الْجَآئِیْ فَیَضَعُ رِجْلَہٗ عَلٰی یَرٰی اَنَّ بِیَ الْجُنُوْنَ وَمَا ھُوَ اِلَّا الْجُوْعُ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و ترمذی)

محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کتان کے دو باریک کپڑے پہن رکھے تھے تو ان میں سے ایک کپڑے سے ناک پونچھی پھر فرمایا: واہ واہ ابو ہریرہ کتان سے ناک پونچھتا ہے۔ پھر پہلے کی معاشی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بھوک سے بے ہوش ہو جاتا اور نبی ﷺ کے منبر اور حجرۂ عائشہ میں گھسیٹا جاتا تھا۔ آنے والے آتے اور اپنا پیر میری گردن پر رکھ دیتے وہ سمجھتے کہ میری عقل میں فتور آگیا ہے، حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ بھوک کی وجہ سے میرا یہ حال ہو جاتا تھا۔

۲۲۶۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِ اجْمَعْ عَلَیْکَ سِلَاحَکَ وَثِیَابَکَ ثُمَّ ائْتِنِیْ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ وَھُوَ یَتَوَضَّاُ فَقَالَ یَا عَمْرُو اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَیْکَ لِاَبْعَثَکَ فِیْ وَجْہٍ یُّسَلِّمُکَ اللّٰہُ وَیُغْنِمُکَ وَاَزْعَبُ لَکَ زَعْبَۃً مِّنَ الْمَالِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَتْ ھِجْرَتِیْ لِلْمَالِ وَمَا کَانَتْ اِلَّا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ قَالَ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ (مشکوۃ)

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس نبی ﷺ نے یہ حکم بھیجا کہ تم اپنے ہتھیار لے کر اور زرہ پہن کر میرے پاس آؤ۔ جب میں مسلح ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: میں نے تمھیں اس غرض سے بلایا ہے کہ میں تمھیں ایک جنگی مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں۔ اس مہم سے تمھیں اللہ تعالیٰ بخیریت واپس لائے گا اور مال غنیمت دے گا اور میں تمھیں مال کی ایک مقدار بطور انعام دوں گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے حاصل کرنے کے لیے ہجرت نہیں کی تھی۔ میری ہجرت تو صرف خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا مال نیک آدمی کے لیے بہت اچھی چیز ہے۔

quranurdu.com

تشریح: صرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہی یہ حال تھا، اس پاکیزہ گروہ کے ہر فرد کا یہی حال و قال تھا۔ انھوں نے جو بھی کام کیا، خدا کی خوشنودی کے لیے کیا، انھوں نے جو بھی قربانی دی اللہ کے لیے دی، کوئی اور مقصد ان کے سامنے سرے سے رہا ہی نہیں اور ہر عمل کا محرک اخروی انعام رہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی مدد۔۔۔شاندار نتائج کی حامل مدد۔۔۔ حاصل نہ ہوتی اور یہی چیز ہے جس نے سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد انھیں بہکنے نہیں دیا۔ امیری کے دور میں بھی فقیری زندگی پر قائم رہے۔

۳۲۷۔ عَنْ خَالِدِبْنِ عُمَيْرِنِ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ اَمِيْرًا بِالْبَصْرَةِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا وَعِنْدَ اللهِ صَغِيْرًا۔ (ترغیب و ترهیب بحوالہ مسلم)

خالد بن عمیر عدوی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بصرہ کے گورنر عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے جو تقریر فرمائی (اس تقریر میں انھوں نے اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا) کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ساتواں شخص تھا، چھے اور آدمی تھے۔ معاشی تنگی کا یہ حال تھا کہ ببول کے درخت کی پتیوں کے سوا ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا، یہاں تک کہ پتیاں کھانے کی وجہ سے ہمارے منہ میں چھالے پڑگئے اور کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک چادر مجھے ملی تو میں نے اس کے ٹکڑے کر دیے۔ آدھی سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہنی اور آدھی میں نے۔ لیکن آج ہم ساتوں میں سے ہر شخص کسی نہ کسی علاقے کا گورنر ہے اور میں اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اس عہدے پر ہونے کی وجہ سے بڑا جانوں اور اللہ کے نزدیک حقیر بنوں۔

۳۲۸۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَدْ رَقَّعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ۔ (ترغیب و ترهیب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمانہ خلافت میں بھی اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے کرتے میں دونوں شانوں کے اوپر تین پیوند لگے ہوئے ہیں۔ ایک پر ایک سلا ہوا۔ (یعنی ایک پیوند پھٹا تو اس پر دوسرا پیوند لگا اور دوسرا پھٹا تو تیسرا پیوند لگا۔

۳۲۹۔ عَنْ طَارِقٍ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلَى الشَّامِ وَمَعَنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ فَاَتَوْا عَلٰى مَخَاضَةٍ وَّعُمَرُ عَلٰى نَاقَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ وَخَلَعَ وَخَلَعَ خُفَّيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَاَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهٖ فَخَاضَ فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتَ تَفْعَلُ هٰذَا مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ اَهْلَ الْبَلَدِ اسْتَشْرَفُوْكَ فَقَالَ اَوَّهْ وَلَوْ يَقُلْ ذَا غَيْرُكَ اَبَا عُبَيْدَةَ جَعَلْتُهٗ نَكَالًا لِّاُمَّةِ مُحَمَّدٍ اِنَّا كُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللهُ بِالْاِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَيْرِ مَا اَعَزَّنَا اللهُ بِهٖ اَذَلَّنَا اللهُ۔ (ترغیب و ترهیب بحوالہ حاکم)

طارق کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ وقت کی حیثیت سے) ملک شام کے سرکاری دورے پر نکلے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ راستے میں کسی مقام پر ندی پار کرنی تھی، پانی کم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ سے اترے اپنے موزے اتار کر کندھے پر رکھے اور اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لی اور پانی میں گھس گئے۔

quranurdu.com

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ شہر کے عیسائی باشندے اس حال میں آپ کو دیکھیں (مطلب یہ کہ اونٹنی چھوڑ کر کسی زرق برق گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ فلسطین کے عیسائی باشندے آپ کو حقیر نہ جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آہ اے ابو عبیدہ! تم یہ کہتے ہو تم اس طرح سوچتے ہو کوئی دوسرا یہ بات کہتا تو میں اسے دنیا پرستانہ کلام پر عبرت ناک سزا دیتا، لیکن میں تم کو جانتا ہوں کہ تم خدا پرست ہو، اس لیے ایسی بات شاید بے سوچے سمجھے نکل گئی۔

دیکھو ابو عبیدہ! ہم لوگ ذلیل ترین قوم تھے، لیکن اللہ نے اپنے دین کی بدولت ہمیں عزت بخشی تو جب بھی ہم اسلام کے سوا کسی بھی دوسری چیز کے ذریعے عزت کے طالب بنیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا (عزت اقتدار ہم سے چھن جائے گا، کفر و شرک کی غلامی اور محکومی ہمارے حصے میں آئے گی۔)

quranurdu.com

فکرِ آخرت اور شوقِ جنت

فکرِ آخرت اور شوقِ جنت

اسوہ صحابہؓ کے باب کی بہت سی حدیثیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں، جنھیں پڑھ کر آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ صحابہ کرامؓ کو دین اسلام کی خاطر کتنے سخت امتحانوں سے گزرنا پڑا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے مصائب کے طوفان انھیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکے؟ کیا چیز تھی جس نے ان کو اتنے سخت حالات میں اپنی جگہ پر جمائے رکھا؟ سب سے بڑی مار معاشی مار ہوتی ہے اس میں بھی ان کے قدم نہیں لڑکھڑائے اور اسی کے ساتھ دوسرا سوال یہ ہے کہ سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لپکنے سے کس چیز نے انھیں باز رکھا؟ یہ اور اس طرح کے سوالوں کا جواب وہ حدیثیں دیں گی جو آپ کے سامنے آرہی ہیں۔

۲۳۰۔ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبْكِيْ حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيْلَ لَهُ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَإِنْ نَّجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ۔ (ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ جنت اور جہنم کے ذکر سے آپ کو رونا نہیں آتا اور قبر دیکھ کر روتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر آخرت کے مرحلوں میں سے پہلا مرحلہ ہے۔ اگر یہاں کسی کو نجات مل گئی تو بعد کے مراحل میں اس کے لیے آسانی ہی آسانی ہے، اور اگر یہاں نجات نہ ملی تو بعد کے مراحل اس سے زیادہ سخت ہوں گے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک اور حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر کے منظر سے زیادہ ہولناک اور کوئی منظر نہیں ہے۔

۲۳۱۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔ (بخاری)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے تقریر فرمائی جس میں قبر کے عذاب کا ذکر کیا تو مسلمان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

تشریح: وہ اس لیے رونے لگے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور لوگوں کو اپنی نجات کی فکر تھی کہ معلوم نہیں کہ قبر میں فرشتوں کے تینوں امتحانی سوالوں کا جواب دے سکیں گے یا نہیں؟

۴۳۲ ـ عَنِ النَّضْرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلٰى عَهْدِ اَنَسٍ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا حَمْزَةَ هَلْ كَانَ هٰذَا يُصِيْبُكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتِ الرِّيْحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ اِلَى الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ تَكُوْنَ الْقِيَامَةُ ـ (ابو داود)

حضرت نضر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کالی آندھی آئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں زندہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابو حمزہ! ایسی آندھی حضور ﷺ کے زمانے میں بھی آتی تھی؟ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو ذرا تیز ہوا چل پڑتی تو ہم لوگ مسجد کی طرف بھاگتے تھے کہ کہیں قیامت کی گھڑی نہ آگئی ہو۔

۴۳۳ ـ بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا فَمَا اَتٰى اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ ـ (ریاض الصالحین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحابؓ کے بارے میں کچھ نامناسب باتیں معلوم ہوئیں تو آپ نے تقریر فرمائی اور کہا: میرے سامنے جنت لائی گئی، تو آج سے زیادہ برا اور بھلا دن کوئی اور نہیں دیکھا اور اگر تمھیں وہ بات معلوم ہو جاتی جو میں جانتا ہوں تو تم لوگ بہت زیادہ روتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ پر اس دن سے زیادہ کوئی اور سخت دن نہیں آیا۔ انھوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور سسکیاں بھرتے ہیں۔

تشریح: نامناسب باتوں سے گناہ کے کام مراد نہیں ہیں، بلکہ ایسی باتیں مراد ہیں جنھیں آپ اپنے ساتھیوں کے لیے نامناسب خیال فرماتے ہیں مثلاً دیر تک ہنسنا قہقہے لگانا یا اسی طرح کی کوئی اور بات۔ ظاہر ہے مربی اعظم ﷺ ان لوگوں کے لیے اس طرح کے کام کیسے پسند فرماتے جن کی تربیت کر کے بعد کے لوگوں کے لیے نمونہ بناتا تھا۔

اس حدیث میں صرف جنت کا ذکر ہے لیکن بعد کا جملہ بتاتا ہے کہ غالباً جہنم کا مشاہدہ بھی کرایا گیا تھا اور یہ جو کم ہنسنے اور زیادہ رونے کا ذکر ہے اس سے اشارہ نکلتا ہے کہ کسی موقع پر لوگ خوب ہنسے ہوں گے۔

۴۳۴ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ اَمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ ـ (ابو داود حدیث نمبر ۴۶۷۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان ہے کہ جب انھیں جہنم یاد آتی تو رونے لگتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تمھیں کیا چیز رلاتی ہے؟ انھوں نے کہا مجھے جہنم کی یاد آئی اس لیے رو پڑی تو کیا آپ اپنی بیویوں کو قیامت کے دن یاد رکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: تین مواقع ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ ایک وہ موقع جب اعمال تولے جارہے ہوں گے اس وقت ہر شخص کو اپنی فکر ہوگی کہ اس کی ترازو ہلکی ہوتی ہے یا

quranurdu.com

بوجھل ہوتی ہے دوسرا وہ موقع جب نامہ اعمال ہاتھ میں دیا جائے گا دائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں ۔ تیسرا موقع پل صراط پار کرنے کے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا (اور آدمی اس پر سے گزرے گا)۔

۱۳۵۔ كَانَ الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زُكِّيَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَاتُوَاخِذْنِيْ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِيْ مَالَا يَعْلَمُوْنَ۔(الادب المفرد۔عدی رضی اللہ عنہ)

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص ان کے سامنے ان کی تعریف کرتا تو وہ کہتے: اے میرے اللہ! جو کچھ یہ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں اس کی بنیاد پر مجھے نہ پکڑیے اور میرے جو عیوب یہ نہیں جانتے وہ معاف کر دیجیے۔

۱۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ [اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ] شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام ۶:۸۲) اتری تو نبی ﷺ کے صحابہؓ حضرات پریشان ہوئے اور کہا کہ ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا (یعنی اس سے گناہ سرزد نہیں ہوا) تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔ یہاں ظلم سے مراد تو شرک ہے جیسا کہ سورہٗ لقمان میں آیا ہے۔اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۳۱:۱۳)

تشریح: اس حدیث میں سورہ انعام کی جس آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:"جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے گڈمڈ نہیں کیا تو وہی لوگ اللہ کے عذاب سے بچیں گے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔" یہ حدیث بتاتی ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کا خوف آخرت کے پہلو سے کیا حال تھا۔

۱۳۷۔ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ مَالَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ وَرَآئَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

ام الدرداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جس طرح فلاں اور فلاں صاحب مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے ؟ انھوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے (اے مسافرانِ راہِ آخرت) تمھارے آگے ایک بہت دشوار گزار گھاٹی (پہاڑی) ہے جس کو بوجھل مسافر نہیں پار کر سکتے۔ مجھے بھی یہ گھاٹی پار کرنی ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے ہلکا پھلکا جاؤں تاکہ آسانی سے اس اونچی پہاڑی کے پار اتروں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہم اس دنیا میں مسافر کی حیثیت میں ہیں، ہماری منزل آخرت ہے جہاں ہمیں جانا ہے اور مسافر اپنے ہاتھ ہلکا سامان سفر رکھتا ہے تو زیادہ سے زیادہ سامان دنیا جمع کر کے کیا ہو گا؟ بوجھ ہی بنے گا اور سب کا حساب دینا ہو گا اور یہ مرحلہ نہایت سخت ہو گا۔

quranurdu.com

۴۳۸۔ عَنْ اَبِیْ اَسْمَآءَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ ذَرٍّ وَّهُوَ بِالرَّبَذَةِ وَعِنْدَهٗ امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ مُشَنَّعَةٌ لَّيْسَ عَلَيْهَا اَثَرُ الْمَحَاسِنِ وَلَا الْخَلُوْقِ فَقَالَ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَا تَأْمُرُنِیْ هٰذِهِ السُّوَيْدَاءُ تَأْمُرُنِیْ اَنْ الْعِرَاقَ فَاِذَا اَتَيْتُ الْعِرَاقَ مَالُوْا عَلَیَّ بِدُنْيَاهُمْ وَاِنَّ خَلِيْلِیْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّ دُوْنَ جِسْرِ جَهَنَّمَ طَرِيْقًا ذَا دَحْضٍ وَّمَزَلَّةٍ وَاِنَّا اَنْ نَّأْتِیَ عَلَيْهِ وَفِیْ اَحْمَالِنَا اقْتِدَارٌ وَاضْطِمَارٌ اَحْرٰی اَنْ نَّنْجُوَ مِنْ اَنْ نَّأْتِیَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ مَوَاقِيْرُ۔ (ترغیب و ترہیب، حدیث نمبر ۴۸۶۹)

ابو اسماء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس مقام ربذہ گیا اس وقت ان کے پاس ایک سیاہ رنگ کی بدصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے حسن و جمال بھی نہیں تھا اور نہ اس نے عطر لگا رکھا تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو یہ عورت مجھے کیا مشورہ دیتی ہے؟ یہ مجھ سے کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں۔ اگر میں عراق جاؤں گا تو لوگ مجھے دنیوی ساز و سامان دینے کے لیے ٹوٹ پڑیں گے۔ حالانکہ میرے محبوب نبی ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل پر ایک نہایت زیادہ پھسلن والا راستہ ہے جس پر چلنا ہے تو جتنا ہی ہمارے پاس کم سے کم سامان ہو گا اتنا ہی نجات کا امکان زیادہ ہے اور اگر ہم سامانوں سے لدے پھندے جائیں تو نجات کا امکان کم سے کم ہو گا۔

دین کی راہ میں فقر و فاقے کی فضیلت

۴۳۹۔ عَنْ فُضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰی بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰی تَقُوْلَ الْاَعْرَابُ هٰٓؤُلَآءِ مَجَانِيْنُ اَوْ مَجَانُوْنَ فَاِذَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً۔ (الترغیب و الترہیب، حدیث نمبر ۵۰۶۵ ترمذی)

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھاتے تو اصحاب صفہ بھوک اور فاقے کی وجہ سے نماز میں گر پڑتے تھے یہاں تک کہ دیہات سے آنے والے عرب لوگ جو ان کے حال سے ناواقف ہوتے خیال کرتے کہ یہ دیوانے لوگ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: اے اصحاب صفہ تمھاری ان قربانیوں کا جو انعام آخرت میں تمھیں ملنے والا ہے اگر اس دنیا میں تم جان لیتے تو مزید فقر و فاقہ کی تمنا کرتے۔

تشریح: اصحاب صفہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اس طرح نکالے گئے کہ اپنے ساتھ کچھ بھی اپنا سرمایہ نہ لا سکے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ تصور مت قائم کیجیے کہ یہ کاہل لوگ تھے، دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے نہیں! یہ لوگ اپنی روزی آپ کما سکتے تھے۔ لیکن نبی ﷺ نے دین کے کاموں کے لیے ان کا سارا وقت لے لیا تھا۔ ان میں سے کچھ فوجی تربیت حاصل کرتے اور مختلف دستوں کی شکل میں بھیجے جاتے اور کچھ لوگوں کو دعوتِ دین کے لیے تیار کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب جماعت نے ان کا سارا وقت دین کے کاموں کے لیے لے لیا تو وہ تجارت وغیرہ کس طرح کرتے۔ جماعت کے لوگ ان کی کفالت کرتے جس حد تک بھی کر سکتے۔ ابتلاء و آزمائش کا دور تھا کم و بیش پوری جماعت شدید معاشی تنگی کی آزمائش سے گزر رہی تھی۔

۲۴۰- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِى الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشَّرْ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرُوْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْ مِنْهُمْ- (مشکوۃ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا ہوا تھا اور مسجد ہی میں کچھ غریب مہاجرین بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں نبی ﷺ حجرہ مبارک سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور ان غریب مہاجرین کی مجلس میں جا کر بیٹھ گئے تو میں بھی وہیں اٹھ کر چلا گیا۔ نبی ﷺ نے مہاجرین کو خطاب کر کے فرمایا: فقرا مہاجرین کو خوش ہو جانا چاہیے۔ ان کے چہروں کی پژمردگی مسرت سے بدل جانی چاہیے، یہ لوگ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مہاجرین کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے اور میرے دل میں یہ تمنا ابھری کہ کاش! میں بھی فقرا مہاجرین میں سے ہوتا۔

تشریح: تمنا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا کر گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ اس لیے اسلام کی تاریخ میں ان کا مقام بہت بلند ہے اور ان میں سے جس نے جتنی زیادہ قربانیاں دی ہیں اور جیسی فداکاری کا مظاہرہ کیا ہے اسی لحاظ سے اس کا مقام بھی بلند ہے اس دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جب ان غریب مہاجرین کو حضور ﷺ نے بشارت دی تو ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے یہ کیوں؟ آخر ہم لوگ بھی یہی کچھ سنتے اور پڑھتے ہیں ہمارا یہ حال کیوں نہیں ہوتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں جہنم کا ڈر تھا۔ جنت کی تمنا تھی اور مسلسل امتحانات نے ان کی جنت کی طلب بڑھا دی تھی۔ جس دکان میں تاجر نے جتنا ہی سرمایہ لگایا ہو گا اور اس کو چمکانے میں جتنی محنت کی ہو گی اسی لحاظ سے دکان سے اس کی دلچسپی اور محبت زیادہ ہو گی۔

جنت کی آرزو

۲۴۱- عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَارِىْ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ اَوَيْتُ اِلٰى بَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِتُّ عِنْدَهٗ فَلَآ اَزَالُ اَسْمَعُهٗ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ رَبِّىْ حَتّٰى اَنْظُرَ وَتَذَكَّرْتُ اَنَّ الدُّنْيَا فَانِيَةٌ مُّنْقَطِعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْأَلُكَ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ اَنْ يُّنَجِّيَنِىْ مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلَنِى الْجَنَّةَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ اَمَرَكَ بِهٰذَا قُلْتُ مَا اَمَرَنِىْ بِهٖ اَحَدٌ وَلٰكِنِّىْ عَلِمْتُ اَنَّ الدُّنْيَا مُنْطَعَةٌ فَانِيَةٌ وَاَنْتَ مِنَ اللهِ بِالْمَكَانِ الَّذِىْ اَنْتَ مِنْهُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ لِىْ قَالَ اِنِّىْ فَاعِلٌ فَاَعِنِّىْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ- (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دن بھر نبی ﷺ کی خدمت کرتا پھر جب رات آتی تو حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاتا اور وہیں رات گزارتا میں نبی ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ برابر سنتا رہتا سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ رَبِّىْ میں یہ کلمات سنتے سنتے اکتا جاتا اور میری آنکھ لگ جاتی اور سو جاتا ایک دن آپ نے فرمایا: اے ربیعہ! تم مجھ سے مانگو میں تمھیں دوں گا۔

میں نے عرض کیا: مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں غور کر لوں کہ مجھے کیا مانگنا چاہیے۔ چنانچہ مجھے خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے ختم ہو جانے والی ہے تو اس کے بارے میں کیا مانگوں؟ اس لیے میں نے کہا اے اللہ کے رسول میری درخواست یہ ہے کہ آپ میرے لیے یہ دعا فرمائیں کہ اللہ قیامت کے دن مجھے جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت میں داخل کرے۔

quranurdu.com

نبی ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ تمھیں یہ بات کس نے بتائی؟ میں نے عرض کیا: مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی بلکہ مجھے خود ہی خیال آیا کہ یہ دنیا تو فانی ہے اور ختم ہو جانے والی ہے۔ اس لیے ایسی چیز کیوں مانگی جائے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے سب سے مقرب بندے ہیں۔ اس لیے میں نے پسند کیا کہ آخرت کی نجات کا مسئلہ آپ کے سامنے رکھوں اور آپ دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں ضرور تمھارے لیے دعا کروں گا تو تم نمازوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔

تشریح: وہ پاک لوگ جنھیں ہم اصحابؓ نبی ﷺ کے نام سے جانتے ہیں نہایت ذہین اور عقل مند لوگ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جو چیز فانی ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کے لیے دعا کی جائے یا کرائی جائے۔ دعا کے لائق تو آخرت کی نجات ہے۔ آخرت کا مسئلہ ایسا ہے کہ وہاں انسان اللہ کے غصے کی آگ میں جلنے سے بچ جائے اور دائمی راحت کے گھر میں اسے جگہ مل جائے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جو ہدایت کی وہ یہ کہ سجدوں کی کثرت سے آدمی کی یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے تو جن لوگوں کا نصب العین اخروی نجات و فلاح ہو انھیں یہ نسخہ کیمیا استعمال کرنا چاہیے۔ فرائض کے علاوہ نفل نمازوں کا اہتمام کرنا ہو گا۔

quranurdu.com

نفل روزے کی تاکید

۴۴۲ـ عَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَا مِثْلَ لَهٗ قَالَ فَكَانَ اَبُوْ اُمَامَةَ لَا یُرٰی فِیْ بَیْتِهِ الدُّخَانُ نَهَارًا اِلَّا اِذَا نَزَلَ بِهِمْ ضَیْفٌ۔ (ترغیب)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایک ایسا کام بتا دیجیے جس سے مجھے جنت مل جائے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے اوپر روزہ لازم کر لو، اس لیے کہ روزہ ایک بے مثل عبادت ہے۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کا بیان ہے کہ) اس کے بعد ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہوا کہ دن میں ان کے گھر سے دھواں اٹھتے نہیں دیکھا جاتا تھا مگر جب کوئی مہمان آ جاتا۔

شہادت اور شوق جنت

۴۴۳ـ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِكِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحَمَامِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ نَعَمْ قَالَ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ یَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ اِنْ اَنَا حُیِیْتُ حَتّٰی اٰكُلَ تَمَرَاتِیْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَیٰوةٌ طَوِیْلَةٌ فَرَمٰی بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰی قُتِلَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ اور آپ کے ساتھی مدینے سے چلے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے، تو رسول ﷺ نے اپنے مجاہد ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے میں سب سے آگے ہوں گا اور تم لوگ میرے پیچھے رہنا۔ اس کے بعد مشرکین آگے بڑھ کر اسلامی فوج کے قریب آئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جنت کو حاصل کرنے کے لیے بڑھو جس کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا جنت کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں تو

انھوں نے کہا: واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں صرف اس وجہ سے واہ واہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے جنت میں پہنچنے کی آرزو ہے۔ آپ نے ان کو بتایا کہ تم جنت میں پہنچو گے۔ اس کے بعد انھوں نے کچھ کھجوریں اپنے ترکش سے نکالیں اور انھیں کھانے لگے۔ اس دوران میں انھوں نے سوچا کہ کھانے میں تو بہت دیر لگے گی۔ اتنی دیر بھی جینا بوجھ معلوم ہوتا ہے جب کہ لڑائی شروع ہو چکی ہے۔ یہ سوچ کر انھوں نے بقیہ تمام کھجوریں پھینک دیں اور مشرکین سے لڑنا اور مارنا شروع کیا یہاں تک کہ بہتوں کو مار کر انھوں نے شہادت پائی (اللہ ان سے راضی ہو)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بدر کی لڑائی میں اپنے فوجیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ آپ آرام سے چھپر کے نیچے فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہوں اور ادھر صحابہ کرامؓ لڑ رہے ہوں: بلکہ آپ بہ نفس نفیس اپنے فوجیوں کی کمان کر رہے تھے اور سب سے آگے تھے۔

۲۲۲۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّاقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِوبْنِ حَرَامٍ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاجَابِرُ اَلَا اُخْبِرُكَ مَاقَالَ اللّٰهُ لِاَبِیْكَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ مَاكَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا اِلَّا مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ تَمَنَّ عَلَیَّ اُعْطِكَ قَالَ یَارَبِّ یُحْیِیْنِیْ فَاُقْتَلُ فِیْكَ ثَانِیَةً قَالَ اِنَّهُ سَبَقَ مِنِّیْ اَنَّهُمْ اِلَیْهَا لَایَرْجِعُوْنَ قَالَ یَارَبِّ فَاَبْلِغْ مَنْ وَّرَآئِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ [وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْافِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ]۔ (ترمذی وابن ماجه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد عبد اللہ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے جابر! کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ نے تمھارے باپ سے شہادت کے بعد کہی؟ میں نے کہا: ہاں بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے لیکن تمھارے باپ سے آمنے سامنے ہو کر گفتگو کی اور کہا: اے عبد اللہ تمھارے جی میں جو کچھ تمنا ہو، بتاؤ میں اسے پوری کروں گا۔

انھوں نے کہا: اے میرے رب! میری تمنا صرف یہ ہے کہ مجھے دوبارہ زندگی عطا ہو تاکہ دنیا میں جا کر تیرے دین کی راہ میں دوسری مرتبہ قتل کیا جاؤں۔ خدا نے اس کے جواب میں فرمایا: میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میرے پاس آنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں جائیں گے انھوں نے کہا: اے میرے رب میری یہ تمنا میرے زندہ ساتھیوں تک پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ (آل عمران ۳:۱۲۹۔۱۷۰) نازل فرما دیں۔

تشریح: یہ حدیث احد کی لڑائی کے متعلق ہے اور سورہ آل عمران میں احد کی لڑائی ہی کے متعلق گفتگو کی گئی ہے اس میں یہ آیتیں ۱۶۹۔۱۷۰ آئی ہیں جن کا حوالہ دی گیا ہے ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔

اے مخاطب! تو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے مردہ مت تصور کر، وہ مرے نہیں ہیں، زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس ہیں اس کے انعام سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا اس پر وہ خوش ہیں اور ان کے جو ساتھی ابھی دنیا میں ہیں، ان کے پاس ابھی نہیں پہنچے ہیں، ان کے بارے میں یہ سوچ کر خوش ہو رہے ہیں کہ ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ بھی جان کی بازی لگانے کے نتیجے میں ایسے ہی انعامات خداوندی سے نوازے جائیں گے۔

quranurdu.com

۴۴۵- عَنْ أنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّیْ أنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِیْنَ لَئِنْ اَشْهَدَنِیَ اللهُ قِتَالَ الْمُشْرِكِیْنَ لَیَرَیَنَّ اللهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ یَوْمُ اُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعْتَذِرُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰٓؤُلَآءِ یَعْنِی الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ یَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ نِ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَهَا دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْنَعُ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِیْنَ ضَرْبَةً بِسَیْفٍ اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْیَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّآ اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ فَقَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَرٰی اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْهِ وَفِیْ اَشْبَاهِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُو اللهَ الخ۔

(بخاری، مسلم، نسائی)

quranurdu.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں مدینہ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ ایک دن انھوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول میں کفر و اسلام کی پہلی جنگ میں شریک نہیں ہو سکا۔ اگر پھر مشرکین سے لڑائی ہوئی اور اللہ نے اس میں شرکت کی توفیق بخشی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ احد کی لڑائی جب برپا ہوئی اور مسلمان سراسیمہ ہو کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس حرکت کی جو مسلمانوں نے کی اور میں اظہار براءت کرتا ہوں اس سے جو مشرکین نے کیا۔ پھر یہ آگے بڑھے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا: اے سعد بن معاذؓ! قسم ہے مدد فرمانے والے رب کی میں جنت کی طرف جارہا ہوں۔ میں احد کی اس طرف جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! جو کارنامہ انس رضی اللہ عنہ نے انجام دیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔

تشریح: اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے چچا کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔ ان میں سے کچھ تلواروں کے کچھ تیروں کے زخم تھے وہ مشرکین کے ہاتھوں قتل ہوئے اور انھیں اس بے دردی سے قتل کیا گیا کہ پہچانے نہیں جاسکتے تھے۔ چنانچہ ان کی بہن نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے انھیں پہچانا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہے:

یہ مومنین ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے گئے عہد بندگی کو سچ کر دکھایا۔ ان میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ بے تابی سے انتظار کررہے ہیں۔ انھوں نے اپنے عہد میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔ (الاحزاب ۳۳:۲۳)

۴۴۶- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ اُنَاسٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا یُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فِیْهِمْ خَالِیْ حَرَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّیْلِ وَیَتَعَلَّمُوْنَ وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ یَجِیْئُوْنَ بِالْمَآءِ فَیَضَعُوْنَهٗ فِی الْمَسْجِدِ وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِیْعُوْنَهٗ وَیَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ فَبَعَثَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِمْ فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْا هُمْ قَبْلَ اَنْ یَّبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوا اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاكَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا قَالَ وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَهٗ فَقَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَانَکُمْ قَدْقُتِلُوْا وَاِنَّھُمْ قَالُوْا اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْكَ وَرَضِیْتَ عَنَّا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ آدمی نبی ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ سے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیج دیجیے جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں تو آپ نے انصار میں سے ۷۰ آدمیوں کو جنھیں قراء (علمائے قرآن) کہا جاتا تھا وہاں بھیجا۔ انھی میں میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ لوگ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر رات کو قرآن پڑھتے اور سیکھتے اور دن میں پانی کر مسجد نبوی ﷺ میں رکھتے اور جنگل جا کر لکڑیاں کاٹتے انھیں بیچتے اور جو کچھ پیسے ملتے اس سے اہل صفہ اور دوسرے غریبوں کے لیے کھانا خرید کر لاتے۔ ان سب حضرات کو نبی ﷺ نے ان کی تعلیم وتربیت کے لیے بھیجا۔ ان لوگوں نے قرآن کے حامل ان ۷۰ آدمیوں کو راستے ہی میں مار ڈالا۔ جب یہ قتل کیے جارہے تھے اس وقت انھوں نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ کو یہ پیغام پہنچا دیجیے کہ ہم اپنے رب سے اس حال میں جاملے ہیں کہ رب ہم سے خوش ہے اور ہم رب سے خوش ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پیچھے سے نیزے کا ایسا وار کیا کہ وہ آر پار ہوگیا۔ انھوں نے کہا: قسم ہے رب کعبہ کی! میں نے کامیابی حاصل کر لی۔ مدینہ میں وحی کے ذریعے نبی ﷺ کو معلوم ہوگیا تو آپ نے لوگوں کو بتایا کہ تمھارے بھائی جو تعلیم و تبلیغ کے لیے بھیجے گئے تھے وہ راستے میں مار ڈالے گئے ہیں۔ انھوں نے مرتے وقت یہ کہا: اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب سے جاملے ہیں رب ہماری قربانیوں سے خوش ہوگیا اور ہم اپنے رب کا انعام پا کر خوش ہوئے۔

تشریح: وہ ۷۰ انصاری جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے دن میں اہل صفہ اور دوسرے فقراء کے لیے کھانے پانی کا انتظام کرتے اور رات میں قرآن کا دور کرتے اور نبی ﷺ سے سیکھتے یاد رہے کہ وہ ہمارے زمانے کے لوگوں کی طرح صرف الفاظ پڑھنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ مفہوم سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی فکر کرتے تھے۔ اس زمانے میں پڑھنے کا مفہوم ہمارے زمانے کے مفہوم سے مختلف تھا۔ اس حدیث میں فزت ورب الکعبة کے الفاظ جس صحابی کی زبان سے شہادت کے وقت نکلے ہیں اس میں فرز لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں: ہر طرح کے خطرات سے بچ بچا کر منزل تک پہنچ جانا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو میری جان لی جارہی ہے گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ یہ تو عین میری کامیابی ہے۔ میں نے اپنی منزل (جنت) پالی۔

۲۳۶- عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ وَھُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْھَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَامُوْسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ اَقْرَءُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِہٖ فَاَلْقَاہُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ۔ (حدیث ۱۲۵۹ مسلم ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو محاذ جنگ پر یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ ایک آدمی جو معمولی لباس پہنے ہوئے تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے والد سے کہنے لگا۔ کیا واقعی آپ نے رسول ﷺ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے انھوں نے کہا: ہاں! تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا کہ تم میرا آخری سلام قبول

کرو۔ اس کے بعد اس نے اپنی تلوار کا پر تلا توڑ ڈالا اور زمین پر پھینک دیا اور اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف بڑھا اور بہت سے دشمنوں کو مارا یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گیا۔

۴۴۸۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ أُهَاجِرُ مَعَكَ فَاَوْصٰی بِهٖ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزَاتُهٗ غَنِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهٗ فَاَعْطٰی اَصْحَابَهٗ مَاقَسَمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰی ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْهُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قَسَمٌ لَكَ النَّبِیُّ قَسَمٌ لَكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهٗ فَجَآءَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالَ قَسَمْتُهٗ لَكَ فَقَالَ مَاعَلٰی هٰذَا اِتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِ اِتَّبَعْتُكَ عَلٰی اَنْ اُرْمٰی اِلٰی هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰی حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللہَ يَصْدُقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلًا ثُمَّ نَهَضُوْا اِلٰی قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِیَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهٗ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللہَ فَصَدَقَهٗ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جُبَّتِهِ الَّتِیْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَدَّمَهٗ فَصَلّٰی عَلَيْهِ وَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِیْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (الترغیب والترھیب حدیث نمبر ۲۰۸۸، نسائی)

حضرت شداد بن ھاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی عرب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ پر ایمان لایا اور ساتھ ہو لیا اور کہا کہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر یہیں آپ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہوں گا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں بعض صحابہ کو کچھ ہدایات دیں۔ جہاد ہوا، تو اس جہاد سے جو مال غنیمت ملا، نبی ﷺ نے اس میں سے اس دیہاتی عرب کا بھی حصہ نکالا اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا کہ جب وہ آئے تو اسے دے دینا۔ وہ موجود نہ تھا، مجاہدین کے اونٹ چرانے لے گیا تھا۔ جب وہ آیا تو اس کا حصہ لوگوں نے اسے دیا۔ تو وہ کہنے لگا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ نے تمھیں یہ حصہ دیا ہے وہ اپنا حصہ لیے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: حضور یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تمھارا حصہ جو میں نے تمھیں دیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے اس مال کے لیے آپ کا ساتھ تھوڑا ہی دیا ہے میں نے آپ کی پیروی اس لیے کی ہے کہ میرے حلق میں دشمنوں کا کوئی تیر آکر لگے اور میں شہادت پاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تیری نیت سچی ہے تو اللہ تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمائے گا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد لوگ دشمن سے جہاد کرنے کے لیے نکلے تو وہ ان کے ساتھ ہو لیا اور جہاد میں شریک ہوا (اور شہید ہو گیا) تو اس کا جنازہ نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس کے حلق میں دشمن کا کوئی تیر لگ گیا تھا جس سے موت واقع ہو گئی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا: کیا یہ وہی شخص ہے جس نے شہادت کی تمنا کی تھی۔ لوگوں نے کہا: یہ وہی شخص ہے۔ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ سے سچی آرزو کی تھی تو اللہ نے اسے پورا کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے اپنا جبہ مبارک اتار اور اس میں اسے کفنایا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ نے اسکے لیے ان الفاظ میں دعا کی: اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے، اس نے تیری راہ میں ہجرت کی اور تیری راہ میں اسے نے شہادت پائی۔ میں اس پر گواہ ہوں۔

۴۴۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْحَبَشَۃِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فُضِّلْتُمْ عَلَیْنَا بِالْاَلْوَانِ وَالنُّبُوَّۃِ اَفَرَأَیْتَ اِنْ اٰمَنْتُ بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتَ بِہٖ وَعَمِلْتُ بِمِثْلِ مَا عَمِلْتَ بِہٖ اِنِّیْ لَکَائِنٌ مَعَکَ فِی الْجَنَّۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَانَ لَہٗ بِھَا عَھْدٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ کُتِبَ لَہٗ مِائَۃُ اَلْفِ حَسَنَۃٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نَھْلِکُ بَعْدَ ھٰذَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنَّ الرَّجُلَ لَیَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِعَمَلٍ لَوْ وُضِعَ عَلٰی جَبَلٍ لَاَثْقَلَہٗ فَتَقُوْمُ النِّعْمَۃُ مِنْ نِّعَمِ اللّٰہِ فَتَکَادُ تَسْتَنْفِدُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ لَوْلَا مَا یَتَفَضَّلُ اللّٰہُ مِنْ رَّحْمَتِہٖ ثُمَّ نَزَلَتْ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا اِلٰی قَوْلِہٖ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا۔
فَقَالَ الْحَبَشِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ تَرٰی عَیْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَ مَا تَرٰی عَیْنُکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَبَکَی الْحَبَشِیُّ حَتّٰی فَاضَتْ نَفْسُہٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُدْلِیْہِ فِیْ حُفْرَتِہٖ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ملک حبش کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے رسول اللہ ﷺ آپ لوگ نبوت سے نوازے گئے اور آپ لوگوں کو اچھا رنگ بھی اللہ تعالی نے دیا (ہمارے اندر نبی مبعوث نہیں ہوا اور ہم سیاہ رنگ کے لوگ ہیں) مجھے بتائیں کہ اگر میں ایمان لاؤں اور عمل کروں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تمام لوگ جنھوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اللہ تعالی انھیں جنت میں میرا ساتھ نصیب فرمائے گا اس نے کتاب میں اس کا وعدہ کیا ہے اور جو شخص سبحان اللہ کہے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول اس کے بعد ہم لوگ کس طرح جہنم میں جائیں گے؟
آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آدمی قیامت کے دن اتنے نیک اعمال لیے ہوئے آئے گا کہ اگر وہ پہاڑ پر رکھ دیے جائیں تو پہاڑ بھی نہ اٹھا سکے۔ لیکن اس کا جب مقابلہ ہو گا اللہ کی کسی نعمت سے تو یہ نعمت اس کے سارے اعمال پر بھاری ہو گی۔ اس لیے نیک اعمال پر کسی کو مغرور نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالی کی رحمت اور اس کے فضل و احسان کے نتیجے میں جنت مل سکے گی۔
اس کے بعد آپ نے سورۂ دھر کی تلاوت فرمائی۔ پہلی آیت سے لے کر وَّمُلْکًا کَبِیْرًا تک (الدھر ۲۰-۷۶:۱) جس میں ناشکروں کے برے انجام اور اہل جنت کے لیے انعامات کا ذکر ہوا ہے۔
یہ سن کر حبشی آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول جس طرح جنت کی نعمتوں کو آپ دیکھ رہے ہیں کیا میری آنکھ بھی جنت میں ان نعمتوں کو دیکھے گی جن کا ذکر اس سورہ میں ہوا ہے آپ نے فرمایا: ہاں یہ سن کر حبشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا۔ (یہ حدیث پڑھتے ہوئے حدیث نمبر ۶ اور ۲۸۳ بھی دیکھ لیں)۔

۴۵۰۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِامْرِئٍ خَیْرًا جَعَلَ لَہٗ وَاعِظًا مِنْ نَفْسِہٖ (مسند الفردوس الدیلمی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ اپنے کسی بندے کو خیر کثیر سے نوازنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے قلب کو واعظ بنا دیتا ہے۔ پھر کسی خارجی واعظ کی ضرورت نہیں رہتی اس کا اپنا ضمیر اتنا بیدار ہو جاتا ہے کہ شیطان کو اسے غلط راہ پر ڈالنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔

quranurdu.com